



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

معراج النبی ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کے موضوع پر

آعلحضرت اُمّ اَمل جلالِ رضا فاضلِ یونیورسٹی

غزالی نام علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کا منظر

دُرّۃ التاج

فی

مسئلۃ المعراج

تصنیف

مولانا علامہ فیض محمد قادری علیہ رحمۃ الباری

مکتبہ نوریہ رضویہ کبیر کے فیصل آباد

Click For More Books

حملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہے :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نام کتاب :-	درۃ التاج فی مسئلۃ المعراج
تالیف :-	حضرت علامہ مولانا فیض محمد قادری قدس سراسا
طابع	سید حمایت رسول قادری
محکم و پروف ریڈنگ	حضرت مولانا غلام محمد نظامی
	مدیر کاظمی کتب خانہ ملتان
سن اشاعت	یکم نومبر ۱۹۹۶ء
۴۰/-	100 روپے

ملنے کا پتہ :

نورِ یہِ رضویہ پیما کے کیشنر

۱۱۔ گنج بخش روڈ - لاہور۔ فون : ۷۳۱۳۸۸۵

(نوٹ) کتاب ہذا کے ماخذ و مراجع شرعے زائد
کتابوں کی فہرست آخر میں ملاحظہ فرمائیں

Click For More Books



لائی بنود قطره بدریائے عمار بردن | غار و خسر صحراء بکوه فراواں بردن
لیک این چنین رسم موراں باشد | پائے بلخ نزد سلیمان بردن



فدوی اپنی اس کتاب مسمی بہ "درۃ التاج فی مسئلہ المعراج" کو
حضرت قدوة العارفين زبدة العلماء الراغبین علامہ فہامہ الفاضل اللوذی
سیدنا و مرشدنا خواجہ غلام محی الدین صاحب (روحی فداہ)
بجاءہ نشین دربار عالیہ گوارہ شریف کے اسم گرامی سے منسوب کر کے ان
کی دعا اور توجسہ کا خواستگار ہے۔

طر گر قبول افتد نہ ہے غرّ و شرف

عقیدت کیش :

فیضوے محمد قادری



Click For More Books

معراجِ جہانی

— از افادات امارا اہلسنت حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ —
حضور نبی اکرم نور مجسم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے اخص خصائص
اور اشرف فضائل و کمالات اور روشن ترین معجزات و کرامات سے یہ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت اسرار و معراج سے وہ خصوصیت و شرافت
عطا فرمائی جس کے ساتھ کسی نبی اور رسول کو مشرف و مکرم نہیں فرمایا اور جہاں اپنے
محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا کسی کو وہاں تک پہنچنے کا شرف نہیں بخشا اور اللہ تعالیٰ
نے اس عظیم و جلیل واقعہ کے بیان کو لفظ سبحان سے شروع فرمایا جس کا مفاد اللہ کی
تتہیز اور ذات باری کا ہر عیب و نقص سے پاک ہونا ہے۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ
واقعاتِ معراج جہانی کی بنا پر منکرین کی طرف سے جس قدر اعتراضات ہو سکتے
تھے ان سب کا جواب ہو جائے۔ مثلاً حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اقدس
کے ساتھ بیت المقدس یا آسمان پر تشریف لے جانا اور وہاں سے قمر و ذی قعدلی
کی منزل تک پہنچ کر تھوڑی دیر میں واپس تشریف لے آنا منکرین کے نزدیک
ناممکن اور محال تھا۔ اللہ تعالیٰ نے لفظ سبحان فرمایا کہ یہ ظاہر فرمایا کہ یہ تمام کام میرے
لئے ناممکن اور محال نہیں تو یہ میری عاجزی اور کمزوری ہوگی اور عجز و ضعف عیب ہے
اور میں عیب سے پاک ہوں۔ اسی حکمت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اسری فرمایا جس کا فاعل
اللہ تعالیٰ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جانے والا نہیں فرمایا بلکہ اپنی ذات کو لے جانے
والا فرمایا جس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لفظ سبحان اسری فرمایا کہ معراج جہانی
پر ہر اعتراض کا جواب دیا ہے اور اس سے معلوم ہوا۔ آیت اسری کا پہلا لفظ ہی
معراج جہانی کی روشن دلیل ہے، وَلِلّٰہِ الْحَمْد

Click For More Books

چونکہ واقعہ اسرار اور معراج متعدد کمالات پر مشتمل ہے اس لئے علماء سیرت اور
صحابِ حدیث نے اس کے بیان میں خصوصی توجہ فرمائی ہے لیکن چونکہ یہ موضوع مختلف
کتابوں میں بکھرا ہوا تھا جو کہ نحو، فارسی یا فارسی میں ہیں اس لئے اس امر کی ضرورت
تھی کہ اس سے متعلقہ تمام مضامین کو افادہ عوام کے لئے اردو میں یک یا منظر عام پر
لایا جائے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ یہ سعادت ہمارے محترم دوست عام محقق مولانا فیض محمد صاحب
قادری دام فریضہ بہتم مدرسہ قادریہ چوک بازار بھکر ضلع میانوالی کے مدرسہ میں آئی۔ مولانا
موصوف نے جس خود سے اس فریضہ کو سرانجام دیا ہے قارئین کرام زیر نظر کتاب
درۃ التاج فی مستند المعراج سے اس کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔ ع
مشک آن ست کہ خود ہو آمد نہ کہ طار بجوید

مولانا صاحب نے معراج شریف کے ایک ایک واقعہ کو نہایت صاف
لفظوں میں تحریر کیا کوئی واقعہ ایسا نہیں جو نظر انداز کیا ہو۔ یا اپنی طرف سے اضافہ
کیا ہو۔ پھر سب بیان با دلائل حوالہ ہائے کتب درج ہیں
جَزَى اللّٰهُ تَعَالٰی مُؤَلِّفَہٗ خَيْرَ الْجَزَاءِ بِحَرَمَةِ سَيِّدِ الْوَلَدِ
اَدَمَ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

کتبہ احقر العباد کتبہ احقر عباد اللہ الاحد فیض محمد صاحب
الصحف للدرس جامعہ غوثیہ گورنہ شریف
مورخہ ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ جو
مطابق یکم جنوری ۱۹۶۴ء بروز چہارشنبہ

سبب تالیف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مُحَمَّدٌ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
اللہ تعالیٰ کے لئے شہادت و تعریفیں ثابت ہیں جس نے ہم کو سرور کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم کی امت بنایا سلوۃ اور سلام اس کے رسول پر نازل ہوں جس کے افعال اقوال
اور احوال ہمارے لئے اسوۃ حسنہ ہیں اور آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر سلام ہو
جس کی سعی جمید سے دین کو قوت حاصل ہوئی

اقاب بعد :- فیض محمد قادری ان بزرگوں کی خدمت میں عرض کرنا ہے جن کے
دلوں میں احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مہریت کو چمکی ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام
کے احوال سعادت اشمال پر مطلع ہونا نیک نیتی کا موجب ہے خصوصاً آپ کی معراج کے
واقعات معلوم کرنا سعادت دارین کا باعث ہے۔ اور ان کا سننا اور سنا با آواز قوا ہے
مگر ایسے افضل ترین بیان میں کوئی جامع اور مکمل کتاب نظر نہ آتی تھی جس سے سب مسلمان
عموماً اور دانتین حضرات خصوصاً فائدہ حاصل کر سکیں اسلئے مجھے بوڑھ کوٹ شائع ملتان
کے دعویٰ صاحبان کی فرمائش ہوئی کہ اس مقدس بیان کے متعلق تمام روایات جمع
کرنا جن میں مناسب مواقع اور نکات بھی درج ہوں تاکہ اور زیادہ مفید ہو
تعمیل ارشاد کرتے ہوئے مختلف کتابوں کے مضامین کو یکجا جمع کر کے ترتیب دی۔
اور بحمد شریہ کتاب معرض وجود میں آئی جس کا نام درۃ التاج فی مسئلۃ المعراج ہے

(ب) اس کے نام کی وجہ تسمیہ یوں ہے کہ جب میں مضمون معراج کے مواد جمع کر
رہا تھا اور درس و تدریس کا سلسلہ بھی قائم تھا۔ اور کافی طلباء زیر تعلیم تھے۔ ان دنوں

Click For More Books

میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک طالب علم میرے پاس پڑھنے کے لئے مدرسہ میں داخل ہوا۔ اس کا نام پوچھا تو بتایا کہ میرا نام درۃ التاج ہے میں نے اس خواب کی تفسیر سوچی کہ طلباء کی طرح اس کتاب کو بھی چونکہ وقت دیتا ہوں لہذا اس کتاب نے خود اپنا نام آپ تجویز فرمایا ہے اس لئے فی مسئلۃ المعراج اس سے لائق کر کے یہی نام مقرر کر دیا ہے۔ اور درۃ التاج یگانہ اور اعلیٰ موتی کو کہتے ہیں جو بادشاہوں کے تاج میں جڑا جاتا ہے۔ گویا معراج کا واقعہ بھی سیرت نگاروں کی نظر میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے جیسے تاج کا موتی دوسرے موتیوں میں اہمیت رکھتا ہے۔

(ج) پھر یہ کتاب تصنیف کر کے امام الکاملین قدوة السالکین حضرت علامہ مولانا محمد عبداللہ صاحب فرائض مرقۃ سجادہ نشین خانقاہ کندیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ کتاب انکی خدمت میں پیش کی انہوں نے مضامین دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا۔ پھر میں نے کتاب ان کے نام بطور نذر عقیدت پیش کی آپ نے اس کو بھی قبول فرمایا۔ آپ کی دعا کی تاثیر ہے کہ یہ کتاب بہت مقبول ہوئی اور پاکستان کے گوشہ گوشہ میں اس کی شہرت ہوئی اور یہ بھی اس دعا کا اثر ہے کہ اس وقت از سر نو تدوین ہو کر نوبتہ مدلل اور مکمل ہو گئی ہے۔ گویا سابق درۃ التاج کی شرح بن گئی ہے حضرت صاحب مرحوم عرصہ سات سال سے وفات پا گئے تاریخ وصال یہ ہے بہ شب سبیں بارہ بج کر تیس منٹ بمورخہ ۲۷ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق سات جون ۱۹۵۶ء

ہرگز نہ میر د آں کردش زندہ شد بشیق ثبت است بر جریۃ عالم و دام ما
(د) قوم کی علمی اور مذہبی خدمت کرنے میں بہت مشکلات سامنے آتی ہیں اسکا اس کو ہوتا ہے جو اس میدان میں قدم رکھتا ہے ایک شہرہ مستند ہے کہ حضور علیہ السلام جب معراج سے واپس ہوئے وضو کا پاؤں بہہ رہا تھا حجرے کی زنجیر ملتی رہی۔ مسترو ۳ ہنوز گرم تھا مگر جب مستند کتابوں کے حوالہ تلاش کرنے کی نوبت آئی تو

مختصر جملہ کے لکھنے کے لئے سینکڑوں کتابوں کے ہزار ہا ورق اُلٹ ڈالے ،
تب کہیں اس مسئلہ کی ایک جُز، روح المعانی میں ، ایک جُز، روح البیان میں
ایک جُز، تواریح حبیب اللہ میں مل گئی اس طرح بعض کتابیں نایاب ہیں مثلاً
شہائم امدادیہ کولیہ میں جواہر البحار اور شواہد الحق کو ترک شریف میں اور قصیدہ
بردہ شریف کو گولڑہ شریف میں اور بہشت بہشت کو کوسون پر جا کر دیکھا اور
مطالعہ کیا پھر عبارات نوٹ کر کے اس کتاب کی زینت بنائی ۔ ۱۵۱

آپ جانتے ہیں کہ کتاب کی تصنیف کے لئے اطمینان درکار ہے مجھ جیسے
مفلس اور نادار کو ایک دو ماہ متواتر اطمینان بھی مشکل ہے اس کا آسان
طریقہ یہ سمجھا ہے کہ کسی مخلص دوست کے پاس جا کر ٹھہر گیا اور بطور مہمان
وہاں خورد و نوش کی مہولت ہو گئی اور پھر تصنیف کر تا رہا ، آپ اندازہ
لگائیے جو شخص تصنیف کے لئے چند روزہ خوراک کے لئے مہمان بننے کے
بہانے بنا کر گزارہ کرے وہ آپ کے سامنے علوم کے جواہر صفحہ قرطاس پر
پوری طرح کے ساتھ کس طرح بیان کر سکتا ہے ۔

میری تصانیف اس وقت درجن کی تعداد تک پہنچ چکی ہیں۔ بعض طبع ہو
چکی ہیں اور بعض کے مسودے زاویہ خمبول میں رہ گئے ہیں اگر کارساز مطلق
کو منظور ہے اور اس نے کوئی طبع کا سامان بنا یا تو جس طرح درۃ التاج
کو آپ علوم کے گوہر گراں مایہ کا خزانہ پا رہے ہیں اس طرح تمام کتابوں پر
نظر ثانی کر کے اپنی وسعت کے مطابق دلائل اور حوالہ جات سے بھر پور کر
دوں گا ۔ یہ ایک آرزو ہے ۔ ویسے فی الحال یہ قصہ ہے ۔

شب کہ عقد نساز بہ بندم چہ خورد عیال و فرزندم
اس لئے اگر میری آرزو پوری نہ ہو سکے تو وعدہ خلائی نہ سمجھنا
نیاز کمیش : (مولوی) فیض محمد قادری بھکر ضلع میانوالی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۳	نکتہ اظہار عظمت	۱	تفسیر آیت اسرار
۳۴	دلائل معراج جسمانی	۵	نکتہ عدم ذکر سموات
۳۵	برہان قرآن مجید	۸	محبت کا رابلطہ
"	برہان حدیث شریف	۹	ثنا خوانی محبت کی علامت ہے
۳۶	برہان قول صحابی	۱۰	افضل الرسل ماننا
۳۷	برہان روایت و درایت	۱۲	حضرت آدم علیہ السلام کی معراج
۳۸	برہان تاریخ عالم	۱۳	حضرت ادریس علیہ السلام کی معراج
۴۰	برہان فقہی	۱۴	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معراج
۴۱	برہان اہل کشف	۱۵	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معراج
"	برہان مشاہدہ حس	۱۸	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معراج
۴۲	معراج منامی کے جواب	۱۹	حضور علیہ السلام کی معراج
۴۸	کہ سے معراج ہونے میں راز	۲۰	حدیث معراج کے راوی
۴۹	کہ سے مدینہ تک نزول انوار	"	فلسفہ معراج
"	شعب ابی طالب کا صلہ	۲۳	نکتہ تفصیل مَا لَا تَعْلَمُونَ
"	دنوی اور اخروی برکات کے دوپٹے	۲۴	نکتہ عطلنے شفاعت
۵۰	ابتداء اور انتہاء میں مسافات	۲۵	نکتہ اظہار رحمت
		۲۸	بہ محل بحث ملائکہ

Click For More Books

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۶۵	محافات دروازہ آسمانی	۵۰	تسلی دادن خاطر خاطر
۶۶	سبب معراج آسمانی	۵۰	اسماء شریفہ میں تناسب
۶۸	رجب کے فضائل	۵۰	کیفیت سیر معراج
۶۹	شب معراج کی شان	۵۱	سکون نظم عالم
۷۰	رات کو معراج ہونے کے دُجود	۵۲	تمثیل وقوف قمر
۷۲	وجہ رتبہ حبیب	۵۴	تمثیل حبس شمس
۷۳	وجہ ایمان بالغیب	۵۵	تمثیل بحال ماندن غذا
"	وجہ پاس خاطر شب	۵۶	تمثیل عبادت طے زمانی
۷۴	وجہ دل جوئی شب -	۵۷	تمثیل کرامت طے مکانی
۷۵	وجہ تسکین اُمت	۵۸	تمثیل اعجوبہ
"	چند اور دُجود	۶۱	معراج کی تاریخ اوسنہ
۷۶	اسرار اور معراج	۶۲	تطبیق روایات
۷۷	آغاز بیان معراج	۶۲	سبب مسجد اقصیٰ میں جانے کا
۷۹	براق کی زین وری	"	مشاہدہ برکات
۸۰	ادب سے بیدار کرنا	۶۳	اظہار حق پرانے معاند
۸۲	وصو اور طواف	۶۴	اجابت دعائے ستون شریف
۸۳	شرح صدر مبارک	"	برکت اثر قدم شریف
۸۴	قلبی آنکھوں کا بیان	۶۵	حصول ثواب و ہجرت

Click For More Books

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۹۷	دوزخ کی آرزو	۸۴	وجہ استعمال آپ زمزم
"	پتھر گرنے کی آواز	"	کیفیت شق صدر شریف
"	حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز میں	۸۵	شان رسالت
۹۸	براق باندھا	"	تعداد شق صدر مبارک
۹۹	خوروں کا استقبال	"	سونے کے برتن کی استعمال
۱۰۰	مسجد اقصیٰ میں نماز	۸۶	بطحائے مکہ
۱۰۱	حیات نبیاء کا بیان	۸۷	براق کے اوصاف
۱۰۳	دو موتوں کا بیان	۸۹	انست کی یاد
۱۰۴	کمالات نبوت کا بیان	۹۰	براق کی درخواست
"	براق ٹھہرانے کے وجوہ	۹۱	قدوسی جلوس
۱۰۵	اجساد مثالیہ کی تحقیق	۹۲	چاپکاری
۱۰۶	کامل ترین دیدار الہی	۹۳	مدینہ منورہ
۱۰۷	خطبات رسل	"	طور سینار
۱۰۸	ایک آیت کا نزول	۹۴	بیت اللحم
۱۰۹	جنت کے مشروبات	۹۵	نخت دولت اور عافیت
۱۱۰	پتھر ہوا میں	"	عرص آدمی
۱۱۱	تحقیق ردیف شدن براق	۹۶	بات پر نام
"	مخصوص بودن براق	"	ریاکار
۱۱۲	سیڑھی کا ظہور	"	بہشت کو تمنا

Click For More Books

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۲۶	سودنور	۱۱۳	ہوائی اور ناری کڑے
۱۲۷	قاتل ناحق	۱۱۴	درجائے قاصیہ
"	نافرمان بیویاں	۱۱۴	پہلا آسمان
۱۲۸	ماں باپ کے عاق	۱۱۵	تعجب کے صیغے
"	دغا باز اور منافق	۱۱۷	فرشتے قیام میں
۱۲۹	بے ہودہ گانے والے	۱۱۸	حضرت آدم علیہ السلام
۱۳۰	رعد فرشتہ	۱۱۹	صدقہ دینے والے
۱۳۲	بحر المیوان	۱۲۰	نماز میں سست
۱۳۲	دوسرا آسمان	"	زکوٰۃ کے تارک
۱۳۳	فرشتے رکوع میں	۱۲۱	کشفی واقعات کی تشریح
"	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	"	نگاہ نبوت کی شان
"	حضرت یحییٰ علیہ السلام	"	زانی مرد اور عورتیں
۱۳۴	رزق تقسیم کرنے والا	۱۲۲	یتامیٰ کے حق خور
۱۳۴	تیسرا آسمان	۱۲۳	راہ کے موزی
"	فرشتے سجدہ میں	۱۲۴	خیانتی
۱۳۵	حضرت یوسف علیہ السلام	"	خوشامدی
۱۳۶	تکبر کرنے والے	۱۲۵	غیبت کرنے والے
۱۳۷	چوتھا آسمان	۱۲۶	شراب نوش
"	فرشتے قعدہ میں		جھوٹے گواہ

Click For More Books

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۵۵	بیعت المعمور	۱۳۷	حضرت ادریس علیہ السلام
۱۵۷	سدرۃ المنہتی	۱۳۸	حضرت عزرائیل علیہ السلام
۱۵۷	نیل اور فرات	۱۴۰	سورج
۱۵۸	نیل اور فرات کے دہانہ کی بحث	۱۴۲	تحقیق سجود شمش
۱۵۹	اونٹوں کی قطار	۱۴۵	پانچواں آسمان
۱۶۱	توبہ کرنے والے	۱۴۶	فرشتے خشوع میں
۱۶۲	روزہ دار کے برائت نامے	۱۴۷	حضرت ہارون علیہ السلام
"	فنا نہ پر خوش ہونے والا	"	شرک کر نیوالے
۱۶۳	صورت مرغ سفید	۱۴۷	چھٹا آسمان
"	حجرات زالبغت	۱۴۸	حضرت موسیٰ علیہ السلام
۱۶۴	جبرئیل علیہ السلام کا ٹھہرنا	"	حضرت میکائیل علیہ السلام
"	حضرت جبرئیل علیہ السلام کے { ٹھہرنے کے اسباب	۱۴۹	ساتواں آسمان
۱۶۷	فرشتے افضل ہیں یا بشر	۱۵۰	آفرینش ملائکہ
۱۶۸	رفرف	۱۵۱	حضرت اسرافیل علیہ السلام
۱۷۰	حاملین عرش	"	حضرت ابراہیم علیہ السلام
۱۷۰	عرش مجید	۱۵۲	نبیوں کے ملنے میں نکتے
۱۷۲	نعلین بپا جانے کی روایت	۱۵۴	دستہزادہ کو حقیقت

Click For More Books

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۹۶	الحمیات کے لطائف	۱۷۵	جواہر البحار کا تعارف
۲۰۳	حدیث وضع الکف	"	علامہ نہانی کا تعارف
۲۰۵	دیدار باری تعالیٰ	۱۷۶	حصوٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت مطہرہ
۲۰۹	پچاس نمازیں و دیگر احکام	۱۷۷	عقیدہ نص سے ثابت ہوتا ہے
۲۱۰	شبہات نفی کے جواب	"	طرق ثبوت احادیث
۲۱۱	آیت لَا تُدْرِكُهُ اَلْاَبْصَارُ	۱۷۸	ذاتی نور کی دلیل
"	آیت مَا كَانَ بَشَرًا اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ	"	تفسیر سے نور ذاتی کا ثبوت
۲۱۲	آیت لَنْ تَرٰهُ	۱۷۹	ذات صفت پر مقدم ہوتی ہے
۲۱۳	قَوْلِيْ قَدْ اَعْطَمَ الْفَرْدِيَّةُ	"	سیرت نگاروں کی روایت
۲۱۴	حدیث اَنِّیْ اَسْرَاۤءُ	۱۸۰	نور ہدایت کا شبہ
"	روایت کے عقلی شرائط	۱۸۱	خدا کا درود
۲۱۵	آیت وَجُوۡدًا یُّوْمِنُ نَاطِرًا	۱۸۲	اسرار حسنی کا درود
۲۱۵	آیت کَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ	"	قلوں کی آواز
۲۱۶	خزقہ معراجیہ	۱۸۳	جہاں کا کشف ہونا
۲۱۸	بہشت بہشت کا تعارف	۱۸۵	اُدُنُّ مِیْنِیَّ کا خطاب
"	بہشت کا مشاہدہ	۱۸۶	ذاتی فستل کا مقام
۲۱۹	مکانات	۱۸۷	قالب قوسین
"	نورانی مکانات	۱۸۹	اوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ

Click For More Books

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۳۴	کلیبی مشورہ کے اسرار	۲۲۰	توریں
۲۳۵	نسخ اور شفاعت میں فرق	۲۲۱	چار نہریں
۲۳۶	معراج سے واپسی	۲۲۲	باغات
۲۳۷	جا بلقا اور جا بلسا	"	پرندے
۲۳۸	زمین پر مہبوط	۲۲۳	محبوب کی رضا
۲۳۹	تذکرہ واقعہ معراج	۲۲۴	دوزخ کا دروازہ
۲۴۰	قریش کا استہزاء	۲۲۵	مالک خازن نار
"	بنیوں کے چلنے	۲۲۶	عذاب کے اقسام
۲۴۱	تصدیق صدیق	۲۲۷	دوزخ کے طبقے
۲۴۲	بیت المقدس کا ظہور	"	طبقہ جہنم کا حال
۲۴۳	اولیاء کرام کی کرامت	۲۲۸	شفاعت کی بشارت
۲۴۴	قافلوں کے حالات	"	بارگاہ الہی میں حضور
۲۴۵	قافلوں کی آمد	۲۲۹	پچاس سے پانچ نمازیں
۲۴۶	عرب میں پانی کی اباحت	۲۳۰	فہرست پچاس نمازیں
۲۴۷	یہودی کا مسلمان ہونا	۲۳۱	ام غزالی کا مکالمہ
۲۴۸	خاتمہ الکتاب	۲۳۲	فلسفہ فرضت نماز
۲۴۹	مناجات بہ درگاہ باری تعالیٰ	۲۵۳	نظم
۲۵۰	فہرست مافذ کتاب		

Click For More Books

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

الْحَمْدُ لِلَّهِ مُحَمَّدٌ ۝ وَنُسْتَعِينُهُ وَنُتَغْفِرُ ۝ وَنُؤْمِنُ بِهِ
وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ الْفُتُنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ
أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ اللَّهُ فَلَا
هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
وَلَنَشْهَدَ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
شَهَادَةٌ تَكُونُ لِلنَّجَاةِ وَسِيلَةً وَلِعُلَّو الدَّرَجَاتِ كِفِيلَةً
شَهَادَةٌ تَكْمُلُنْ لَكَ رِضَاءً وَلِيَحْقِقَ آدَاءُ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ
أَمَّا الْبَعْدُ ۝ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ
الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى
بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى
الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ
صَدَقَ اللَّهُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَخَرُ عَلَى ذَلِكَ
مِنَ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ -

پاک اور بے غیب وہ ذات ہے جس نے سیر کر ائی اپنے خاص بندہ
احسنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد عرام سے مسجد اقصیٰ
تک جس کے آس پاس ہم نے (بہت) برکت نازل فرمائی تاکہ ہم اپنے
اس (بندہ خاص) کو اپنی قدرت کی خاص نشانیوں دکھائیں بے شک وہی
سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

تفسیر آیت اسرار : اللہ جل شانہ نے لفظ سُبْحَانَ سے جس
کے معنی پاک ہونے کے ہیں اس آیت کو
شروع فرمایا کہ معراج کے لیے عجیب

Click For More Books

واقعات ہیں۔ کہ جو لوگ اسرار خداوندی سے دور اور قدرت الہی کے حقائق سے بے نور ہیں۔ وہ اس پر یقین نہیں کریں گے۔ اس لئے حق تعالیٰ نے ان شبہات کو دفع کرنے کے لئے سب سے پہلے اپنی پاک ذات سے ہر طرح کی عاجزی اور کمزوری سے برأت بیان فرما کر قدرت کاملہ کا اظہار فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے عروج کے بیان میں اپنی ذات اقدس کی پاکیزگی سُجْح کے لفظ سے بیان فرمائی اور وَالتَّجَمُّمِ إِذَا هَوَىٰ مِعْرَاج سے اترنے کی آیت میں لَفْظِ سُجْح سے آغاز نہ فرمایا۔ کیونکہ عنصری جسم کا آسمان پر چڑھنا بہ نسبت اترنے کے زیادہ تعجب خیز ہے (۱۲) اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اپنی ذات پاک کو اَلَّذِي سے تعبیر فرمایا جانا چاہیے کہ اَلَّذِي اسم موصول ہے جس کا معنی ہے ”وہ ذات“ یہ ایسا الفاظ ہے جس کا اطلاق ہر چیز پر ہو سکتا ہے۔ لیکن جس کو کامل اَلَّذِي کہا جاسکتا ہے۔ وہ اللہ جل شانہ ہے اس لئے کہ معبود برحق کے لئے وجوب ذاتی لازم ہے اور وجوب ذاتی ہی اَلَّذِي کا کمال ہے، لفظ اَلَّذِي دال ہے اور ذات کاملہ اس کا مدلول ہے۔

(۱۳) اللہ جل شانہ نے اس آیت شریفہ میں اَسْرٰی کا لفظ ارشاد فرمایا اَذْهَبَ غَيْرُہ نہ فرمایا۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ اَسْرٰی تفریح اور مسرت پر دلالت کرتا ہے بخلاف غیرہ کے کہ اس میں خوشی کا اظہار نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں جو لوگ معراج جسمانی کا انکار کرتے ہیں۔ اَسْرٰی کے لفظ سے اس کا جواب ہے۔ کہ اس معراج کرنے میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو لے گیا اور اس نے وہ سیر کرائی جو چیز مخلوق کے لئے عادتہ محال اور ناممکن ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ کیونکہ وہ ہر نقص و عیب سے پاک ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اسرامی کا معراج جسمانی کی واضح دلیل ہے۔

(۱۴) اس آیت میں خداوند کریم نے حضور علیہ السلام کو لفظ عبیدہ سے تعبیر فرمایا تو اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھاتے گئے تو نصاریٰ نے ان کو خدا کا بیٹا کہہ دیا۔ لہذا خدا تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عَبْدُکَ سے تعبیر فرما کر شرک کی جڑ کاٹ دی۔ اور بعض علمائے کرام نے یہ نکتہ بیان فرمایا ہے۔ کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم درجات عالیہ سے فائز ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا۔ میرے پیارے آپ کو یہ

شرف اور بزرگی کس سبب سے ملی ہے۔ عرض کیا اے میرے رب! یہ سب کچھ عبادت کے باعث ملا ہے۔ اس وقت خدا تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ یاد رکھنا چاہیے کہ جس طرح الَّذِیْ عام ہے اسی طرح عَبْد بھی عام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق اس کی عبد ہے۔ لیکن جس کو تمام عباد کا ملین سے سب سے زیادہ کامل اور عبد اکمل کہا جاسکے وہ عبد مقدس ہے۔ کیوں کہ عَبْدُکَ کا معنی ”اللہ کا بندہ“ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کا سب سے بڑا کمال اللہ تعالیٰ کا قرب ہے، واقعہ معراج میں جو قرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہوا۔ وہ اولین سے آخرین میں سے آج تک کسی کو نہ حاصل ہوا۔ نہ حاصل ہوگا۔ نہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اس لئے ثابت ہو گیا اللہ تعالیٰ کے سب عباد سے عبد کامل صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر الَّذِیْ اور عَبْدُکَ دونوں کو مبہم لایا گیا اس کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح اللہ کا حسن ذاتی تمام کائنات سے مستتر ہے اسی طرح ذات محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا حسن و جمال بھی نگاہ کائنات سے مخفی اور پوشیدہ، (۵) اُسرا کی معنی رات کی سیر کے ہیں۔ پھر لَیْلًا کا لفظ بطور تصریح بجا عَلِمَ جُمْلًا، اس لئے لایا گیا کہ معراج تمام رات میں نہیں بلکہ رات کے ایک خاص حصہ میں ہوتی۔ (۶) مسجد حرام مکہ مکرمہ میں وہ مبارک مسجد ہے جس کے وسط میں بیت اللہ شریف واقع ہے۔ اور مسجد حرام کا معنی خاص بیت اللہ شریف کے بھی متداول ہیں۔ یہاں معانی مراد ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ آپ عظیم میں تھے۔ اور بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حرم کعبہ میں تشریف فرما تھے۔ کہ آپ کو معراج ہوتی یاد رہے کہ بی بی اُمّہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہونا اس آیت شریف کے کوئی مخالف نہیں۔ کیونکہ آپ پہلے بی بی اُمّہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔ اور وہاں سے حرم کعبہ یا عظیم میں جلوہ افروز ہوتے۔ جہاں سے معراج کا آغاز ہوا۔ (۷) مسجد اقصیٰ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اقصیٰ کے معنی دُور کے ہیں۔ کیونکہ وہ مسجد سے دُور ہے اس لئے اقصیٰ کہا گیا ہے اور یہ وہ مبارک مسجد ہے جو

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بیت المقدس کے نام سے مشہور ہے۔ تمام سابقہ پیغمبروں کا مرکز رہی ہے۔

۱۸۱ ان انبیاء کرام علیہم السلام کی ذوات قدسیہ سے جو برکتیں اس خطہ پاک کو حاصل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو الَّذِي بِنُحَاوِلُهُ بیان فرما کر برکات کا اظہار فرمایا۔ اور فرمایا کہ جس کے آس پاس ہم نے برکتیں رکھی ہیں جسی برکتیں باغات، آبادیاں ہیں۔ اور روحانی برکات پیغمبروں کی مزارات مقدسہ ہیں۔ جب آس پاس میں برکت ہے۔ تو مسجد کا مبارک ہونا بطریق اولیٰ مفہوم ہو گیا۔ اگر فیض فرماتے تو اندر کی برکتیں ثابت ہو جاتی مگر ارد گرد کی برکات کا ثبوت نہ ہوتا اور حَوْلُہ فرمانے سے اس کے اندر اور باہر سب برکات کا ثبوت ہو گیا۔ لِنُزِيَةٍ مِنْ آيَاتِ كَافٍ اِطْلَاقِ جو کہ عرف میں عظمت اور کمال پر دلالت کرتا ہے کیونکہ آیات سماوی آیات عرضی سے اعظم اور اکمل ہیں۔ اس لئے رُوح المعانی میں وارد ہے

تاکہ اسے ہم اپنی قدرت کی عجیب
نشانیوں دکھلائیں یعنی ہم اس کو آسمان
پر اونچا کر کے لے جائیں حتیٰ کہ وہاں دیکھنے
کے قابل عجیب و غریب نشانیاں دکھیں

لِنُزِيَةٍ مِنْ آيَاتِ كَافٍ
اِطْلَاقِ الْجَوَّارِ
السَّمَاءِ حَتَّى يَرَى مَا يَرَى
مِنَ الْعَجَائِبِ

(۹) چوں کہ مِنْ کا معنی بعض ہے اس کو بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعض آیتیں دکھائی گئی ہیں اور بعض آیتیں نہیں دکھائی گئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب آیات کا علم نہ ہوا۔ مگر بعض لوگوں کا یہ کہنا غلط ہے۔ کیونکہ آیات مختلف تھیں۔ بعض کا تعلق دیکھنے سے تھا۔ بعض کا سننے سے تھا۔ جیسے قلموں کی آواز، بعض کا تعلق چکھنے سے تھا۔ جیسے دودھ نوش فرمانا۔ بعض کا تعلق سونگھنے سے تھا۔ جیسے بہشت کی خوشبو۔ اور یہ بات ظاہر ہے جن آیات کا تعلق دیکھنے سے ہے۔ وہ آیات کا بعض ہیں۔ تو آیت کریمہ کا مفہوم یوں ہو گا کہ تمام آیات سے جن کا تعلق دیکھنے سے ہے۔ وہ سب ہم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھانے کے لئے آسمانوں پر بلند کیا۔

(۱۰) اِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ | بے شک وہی سننے والا دیکھنے والا ہے

بعض مفسرین نے اِثْمَہ کی ضمیر کو محض اللہ تعالیٰ کی طرف راجع کیا ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ مکذبین کو دھمکی اور وعید ہے۔ کہ ہم تمہاری مخالفت اور تکذیب کو دیکھتے اور سننے ہیں۔ اس لئے خوب سزا دیں گے۔ اور بعض علماء کرام نے اس ضمیر کو محض حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع کیا ہے جیسا کہ زرقاتی رحمۃ اللہ علیہ نے اہم سبکی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرمایا۔ (زرقاتی شریف ج ۳ ص ۱۲۴) اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری قدرت کی نشانیاں جو دیکھنے کے قابل تھیں ان کو دیکھا۔ اور جو سننے کے قابل تھیں ان کو سنا۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ قدرت کے سب واقعات آپ نے مشاہدہ فرمائے جس طرح کہ مشاہدہ فرمانے کا حق تھا۔ اور بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ یہ ضمیر اگر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہو تب بھی جائز ہے۔ اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہو تب بھی درست ہے (روح المعانی ص ۱۳) بعض لوگوں کو سُبحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی کی آیت میں اسرار کی غایت مسجد اقصیٰ فرمانے سے اور سموت کا ذکر نہ کرنے سے یہ شبہ ہو

نکتہ عدم ذکر سموت

جاتا ہے کہ آپ کو سموت کی سیر جہانی نہیں کرائی گئی۔ مگر یہ شبہ باطل ہے۔ ۱۱۱ کیوں کہ اول تو احادیث میں تفصیل وارد ہے۔ پھر قرآن مجید کی سورت وَالنَّجْمِ میں مذکور ہونے کے بعد کوئی شبہ نہیں رہتا۔ کیونکہ ہر جزو کا مذکور ہونا لازمی نہیں۔ ثانیاً اس آیت میں سموت کا ذکر کرنا بعد تامل کے بدوں ارتکاب تجوز (مجاز) کے جو کہ خلاف اصل ہے۔ اور بدوں کسی خاص مقتضی کے اصل سے عدول نہیں کیا جاتا۔ صحیح بھی نہیں ہے جس کا بیان دو مقدمہ پر موقوف ہے۔ ایک یہ کہ شروع آیت میں اَسْرٰی بَعْبِدَہ لَیْسَ لَا وَاَقْعَ ہو چکا ہے جس کا ذکر کرنا بحکمت اشارہ اَسْرٰی فِی الْبَیْلِ کے کہ وہ دلالت کرتا ہے زیادتی اختصاص پر جو اس کے کہ لَیْلَ عَادَتِ خُلُوْتِ کا وقت خصوصیت واقعہ کے مناسب ہے۔ دوسرا یہ ہے حسب تفریح اہل بیت کے لیل و نہار تکون کا محل ہوا کا طبقہ کثیفہ ہے جو بخارات زمین سے

Click For More Books

مخلوط ہے جس کا لقب کرة البخارہ ، عالم نسیم اور کرة اللیل والنہار ہے۔ کیونکہ ہواؤں کا چلنا اور ظلمت و نور کی قابلیت اس طبقہ میں مخصوص ہے۔ اور اس طبقہ کا شتن (موتی) زمین سے سترہ فرسخ یعنی اکاون میل اوپر تک ہے۔ اس کے اوپر ہوا لطیف کا کرہ ہے جو زمین کے بخارات سے صاف ہے۔ ہوائے لطیف میں سورج کی شعاعوں کا ظہور نہیں ہوتا اس لئے وہاں نہار کا تحقق نہیں۔ اور چونکہ لیل ہند ہے نہار کی اس لئے نہار کا تحقق بھی نہیں ہے۔ ان دونوں مقدمات سے یہ ثابت ہو گیا کہ فوق سموت تودر کنار یہاں سے اکاون میل اوپر لیل و نہار کا وجود نہیں۔ پس اگر بعد مسجد اقصیٰ کے سموت کا ذکر ہوتا مثلاً تَشْمُ مِنْهُ إِلَى السَّمَوَاتِ وَمَا فَوْقَهَا یا مثل اس کے کوئی اور عبارت ہوتی تو وہ بھی لیسلاً کا مظلوف ہوتا۔ تو لازم آتا کہ سیر سموت وَمَا فَوْقَهَا لیل میں واقع ہوتی۔ حالانکہ وہاں لیل کا وجود تک نہیں پس اسکی ظرفیت صحیح نہ ہوتی۔ اس لئے یہاں سموت کا ذکر مناسب نہ تھا۔ مگر باوجود اس کے لِئَلْ يَهْتَمُّ الْبَاقُونَ مِنْ بَنِي آدَمَ فِي الْكُتُبِ اس کی طرف اشارہ فرمادیا۔ اس طرح کہ آیات سے مراد تقریبہ مقام اور اضافت تعظیمی کے آیات عظمیٰ اور کبریٰ ہیں جس کو سورت وَالنَّجْمِ میں زیر آیات لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِنَا آيَةً الْكُبْرَى میں صاف طور پر اس عنوان کو ذکر فرمایا۔ کیوں کہ آیات کاملہ وہی ہیں۔ جو آسمان سے اوپر ہیں پس آیات کبرے کے دیکھنے کے ذکر سے سموت کا ذکر بالیقین ہو گیا۔ کیونکہ اصل یہ ہے کہ رانی اور مرتے ایک جگہ میں ہوں۔ اَلَا بَدَلُ لَيْلٍ يَقْتَضِي الْعَدُولَ عَنْ ذَلِكَ الْأَصْلِ اسے اگر کوئی دلیل قائم ہو جس سے اصل سے عدول کا مقتضی ظاہر ہوتا ہے اور یہاں کوئی عدول کا مقتضی موجود نہیں۔ لہذا ثابت ہو واجب یہ آیات سماویہ ہیں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سموت کی سیر بھی فرمائی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ امیری لیسلاً یہاں کس طرح عامل ہوا حالانکہ وہی وجہ عدم صحت کی یہاں بھی ہونی چاہیے۔ تو جواب یہ ہے کہ غایت کے معمول ہونے سے اراۃ کا مظلوف ہونا لازم نہیں آتا۔ اور بدول مظلوفیت کے اس کا غایت ہونا اس

طرح صحیح ہو سکتا ہے کہ اشاری اِلٰی الْمَسْجِدِ عَرِجِ سَمَوٰتِ کا مقدمہ ہے اور عروج
کی غایت الرأۃ ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ مقصود کی غایت بواسطہ مقصود کے مقدمہ
کی غایت ہوتی ہے۔ کیونکہ مقصود باعتبار مقدمہ کے غایت کے بمنزلہ ہے اور غایت
کی غایت فی الحقیقت غایت ہوتی ہے۔ (غرائب الرغائب غریبہ بمنزلہ)

(۲) قَالَ الْبِقَاعِي وَلَعَلَّ
حَذَفَ ذَكَرَ الْمَعْرَاجِ
مِنَ الْقُرْآنِ هَذَا لِقَصُورِ
أَفْعَاهُمْ عَنْ أَذْرَافِ
أَدْلَتِهِ لَوْ أَنْكَرُوا بَخْلَافِ
الْأَسْرَاءِ فَإِنَّهُ قَامَ دَلِيلُهُ
عَلَيْهِمْ بِمَا شَاهَدُوا مِنْ
الْأَمَارَاتِ الَّتِي وَصَفَهَا
لَهُمْ وَهُمْ قَاطِعُونَ بِأَنَّهُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَمْ يَرَهَا قَبْلَ ذَلِكَ فَلَمَّا
بَانَ صَدَقَ بِهَا ذَكَرُ
مِنَ الْأَمَارَاتِ فَأَخْبَرَ
بَعْدَ ذَلِكَ مَنْ أَرَادَ اللَّهُ
تَعَالَى بِالْمَعْرَاجِ
(تفسیر سراج منیر ج ۲ ص ۲۴۲)

امام بقاعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
کہ قرآن مجید میں حضور علیہ السلام کے
مکہ شریف سے مسجد اقصیٰ تک لے
جانے کے ذکر پر اتفاق کیا گیا۔ اور
آسمان معراج کا بیان نہ کیا گیا۔ تو
اس میں حکمت یہ ہے اگر معراج
آسمانی کا ذکر ہوتا اور مسجد اقصیٰ
کا ذکر نہ ہوتا تو واضح بات ہے
کہ انکار کرنے والوں نے آسمان
نہیں دیکھے تھے۔ اور ان کے دل
اور دماغ میں کسی طرح کا تخیل موجود
نہ تھا اس لئے اگر آپ آسمانوں کی
بلبت کوئی نشانی بتلاتے تو کفار
کے خالی الذہن ہونے کی وجہ سے یہ
نشانی بتانا بے فائدہ ہوتا اس کے
سمجھنے سے انکی عقل قاصر رہتی۔

حتیٰ کہ واقعہ معراج کی تصدیق کے لئے کوئی ثبوت نہ بن سکتا۔ بخلاف اس

Click For More Books

کے جب مسجد اقصیٰ کا ذکر (اسراء کا بیان) کیا گیا لوگوں نے مسجد اقصیٰ دیکھی ہوئی تھی۔ اس کے علامات سے واقف تھے اور یقین تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد اقصیٰ کبھی نہیں دیکھی۔ اس لئے انہوں نے بیت المقدس کے علامات دریافت کئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جاف صاف سب علامات بیان فرما دیئے تو آپ کی دلیل قائل ہو گئی جب مسجد اقصیٰ تک جانے میں آپ کا سچا ہونا ثابت ہو گیا۔ تو معراج کا واقعہ کی بھی تصدیق ثابت ہو گئی۔ کیونکہ جب مکہ سے مسجد اقصیٰ تک آنا جانا محال نہ رہا۔ تو آسمانوں پر جا کر واپس آنا بھی محال نہ رہا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ایمان کی اصل بلکہ عین ایمان ہے۔ اتنے تک کوئی شخص ایماندار نہیں

محبت کا رابطہ

ہو سکتا۔ جب تک باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے آپ کے ساتھ زیادہ محبت نہ ہو۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کی کہ قیامت کب آئے گی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے فرمایا قیامت کے لئے تو نے کیا توشہ تیار کر رکھا ہے اس شخص نے عرض کی میں نے قیامت کے لئے نہ بہت نماز کو توشہ بنایا ہے اور نہ بہت روزوں کو اور نہ بہت صدقہ دینے کو لیکن میں توشہ آخرت اس کو سمجھتا ہوں کہ مجھے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت سے حضور

اَنْ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا اَعَدَدْتُ لَهَا قَالَ مَا اَعَدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيرَةٍ صَلَوةٍ وَلَا صَوْمٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلَكِنْ اُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اُحْبَبْتَ

بخاری شریف ص ۹۱

Click For More Books

علیہ السلام نے فرمایا قیامت کے دن
تیرا حشر اس کے ساتھ ہو گا جس کے
ساتھ تیری محبت ہے

مشکوٰۃ شریف
شفاء شریف

چنانچہ حضرت غوث عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات مسیعی بہ ابریز شریف
میں ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے مشاہدہ کیا کہ سینہ مبارک سے نہایت باریک دھاگے
نُورانی نکلے ہوتے ہیں اور ہر مسلمان کے قلب کے ساتھ ایک ایک دھاگے کا تعلق
ہے۔ اور اس تعلق اور رابطہ کی بنا پر وہ اسلام اور ایمان پر ثابت ہے اگر وہ
رابطہ منقطع ہو جائے تو ایمان باقی نہیں رہ سکتا۔ اس کشف کا متعدد اہل عصر
نے انکار کیا تو سیدی عبدالعزیز نے کہا کہ اچھا مجھ کو اجازت دو میں تم لوگوں کے
دھاگے توڑ دوں اور تمہارے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان
حائل ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا آپ ضرور یہ کریں چنانچہ حضرت غوث عبدالعزیز نے
ایسا ہی کیا۔ تو وہ لوگ اسلام پر قائم نہ رہ سکے۔ کوئی یہودی، کوئی نصرانی، کوئی
دہریہ ہو گیا۔ العیاذ باللہ۔ (ابریز شریف) صوفمبر ۱۳۵۵ مطبوعہ مصر

شانخوانی محبت کی علامت ہے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کے

علامات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو بہت یاد کرے اس لئے
کہ جو شخص کسی شے سے محبت رکھتا
ہے اس کو بہت یاد کرتا ہے اور بعض
بزرگوں نے محبت کا معنی یہ کیا ہے۔
کہ محبوب کی یاد ہمیشہ رہتی ہے۔

ومن علامات محبة النبی

صلی اللہ علیہ وسلم كثرة
ذکرہ لہ فمن احب شیئاً
اکثر ذکرہ قال بعضهم
الحبة دوام الذکر
للمحبوب

(شفاء شریف ج ۲ ص ۱۵)

Click For More Books

تو اس کا نام محبت اس لئے کہ حمد و ثناء کی غانت مدح کرنے والے پر ممدوح کے برکات کا انعکاس ہے۔ جیسا کہ حضرت حسان رضى الله عنه نے فرمایا:-

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا اِبِمَقَالَتِي	میں نے اپنی کلام سے حضور علیہ
لَكِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتَ بِي مُحَمَّدٍ	الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ کی ستائش نہیں
	کی کیونکہ آپ ہماری تعریف کے
	محتاج نہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
	کی تعریف سے اپنی کلام کو زیبائش
	دی ہے۔

حضرت مرزا جابجا نان دہلوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:-

خدا در انتظار حمد مانیت	محمد شہم براہِ شنائیت،
محمد عابد حمد خدا بس	خدا مداح مدح مصطفیٰ بس،

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فیوض المحرمین میں فرماتے ہیں

کہ میں جب بھی مواجہہ شریفہ میں مزار اقدس پر حاضر ہوا روح پر فتوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عظیم الشان نموج میں پایا اور میں نے مشاہدہ کیا کہ زائرین میں سے صلوٰۃ سلام پڑھنے والوں کی طرف خصوصی توجہ فرماتے ہیں۔ اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اور اسی طرح پران لوگوں کی طرف خصوصی طور پر توجہ ہے جو آپ کی مدح کرتے ہیں۔ اور ان سے خوش ہوتے ہیں۔

رسول اور نبیوں کو ایک دوسرے پر فضیلت یقینی اور قطعی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

فَضْلُ الرَّسُلِ مَلَانَا

بَلَلْتُ الرِّسْلَ فَضْلَنَا یہ رسول ہیں ان میں سے بعض کو بعض پر ہم نے

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ هَٰذَا لَعَلَّ

اور ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ باقی رہا یہ کہ رسول اور انبیاء

Click For More Books

کے مراتب میں ایک دوسرے پر فضیلت کا امتیاز اور اسکی تفصیل تو یہ امکا ریت
بشریت سے خارج ہے۔ ہمارا اعتقاد اجمالی اور مبہم طور پر صرف اس قدر ہے کہ
ماہین المرسلین والا نبیاء تفاضل ثابت ہے۔ (فتوحات شریف باب ۳۷۲، ۳۷۳)
اس قدر عقیدہ لازمی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب نبیوں سے
وسلام ہو ان پر) افضل ہیں (یواقیت والجواہر ج ۲ ص ۱۸۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

وَيُضَمُّ إِلَٰهَ اسْمِ النَّبِيِّ إِلَى اسْمِهِ
إِذْ قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنِ اشْهَدُ

وَشَقُّ لَهُ مِنْ اسْمِهِ لِيَجْلِيَسَهُ
فَذُو الْعَرْشِ مُحَمَّدٌ وَهَذَا الْحَمْدُ

اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو اپنے نام سے ملایا ہے۔ جب کہ مؤذن پانچ
دقت اذان میں اشْهَدُ کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے اسکا نام مشتق کیا ہے۔
تاکہ اس کو ظاہر کرے۔ پس عرش کا مالک محمد ہے تو اس کے نبی کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہے۔ حقائق بخشش میں ہے۔

مصطفیٰ نور جناب امر کرنے	آفتاب برج علم من لدن
معدن اسرار علام الغیوب	برزخ بحر امکان وجوب
بادشاہ عرشیاں و فرشتیاں،	جلوہ گاہ آفتاب کن فکائنات،
راحت دل قامت زیبا تے او،	ہر دو عالم والہ و شیدا تے او،
گشت موکی در طوی بویان او	ہست عینی از ہوا خواہان او
بندگانش حور و غلمان و ملک	چاکرانیش سبز پوشان فلک
مہر تابان علوم لم یزل ،	بحر مکنونات اسرار ازل ،

اے ایہاں بطور مناسبت مقام بعض انبیاء کے سلام ہو ان پر معراجوں کا تذکرہ کر دیا ہے
جس کے بیان سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج کی شان ظاہر ہوتی ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی معراج | بموجب آیت

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً (پ ۴۷) | بے شک میں زمین پر اپنا نائب بنائے لاؤں

جب حضرت آدم علیہ السلام خلعت وجود سے مشرف اور قدس عالم کون کے روحانی کمالات سے آراستہ اور معلومات کے اصولی علوم سے پیراستہ ہو چکے تو تعظیم و تکریم کے واسطے ملائکہ کا قبیلہ سجود بناتے گئے اس کے بعد نہایت عزت و اکرام سے آسمانوں پر بلاتے گئے۔ حتیٰ کہ جب بہشت میں گئے وہاں سدا بہار جنت میں رہنے کی اجازت ہو گئی۔ مگر تقدیر سے وہاں دوام جاہل نہ ہو سکا۔ کیونکہ بہشت میں آپ کو پہلے ہم جنس کی خواہش ہوئی۔ جو حضرت خوا علیہ السلام کو پیدا کر کے اللہ تعالیٰ نے اسکی تمنا کو پورا کر دیا۔ اس کے بعد ایک ممنوع درخت کا پھل کھانے کے بہ سبب آپ کو بہشت سے باہر جانے کا حکم صادر ہوا۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ بہت عرصہ تک زمین پر اترنے کے بعد روتے رہے۔ پھر آپ کی توبہ قبول ہونے کا واقعہ اس طرح ہے جو کہ مستدرک حکم (ج ۲ ص ۶۱۵) پر مسطور ہے کہ امیر عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب حضرت آدم علیہ السلام نے توبہ کے لئے دعا کی تو یوں کہا **يَا رَبِّ اسْأَلْكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ** اے خداوند میں آپ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے تیرے دربار میں توبہ کی درخواست کرتا ہوں۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! تجھے میرے حبیب کا کیسے علم ہوا عرض کی! کہ عرش پر بکھا ہوا دیکھا **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ** پھر میں نے سمجھا کہ تجھے بہت پیارا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے سچ کہا کہ وہ مجھے بہت پیارا ہے۔ اور جب تو نے اس کے توسل سے دعا کی تو میں نے تیری توبہ قبول کی۔

اگر نام محمد را بنیاد دے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجات

Click For More Books

حضرت ادریس علیہ السلام کی معراج

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

اور قرآن مجید میں حضرت ادریس علیہ السلام
کا قصہ یاد فرمائیے۔ وہ سچا نبی تھا۔ اور
اس کا مرتبہ ہم نے بلند کیا۔

وَذَكِّرْنَا فِي الْكِتَابِ اِدْرِيسَ
اِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا وَرَفَعْنَا
مَكَانًا عَلِيًّا (پس ۱۰)

تفسیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام بمقام منیف علاقہ مصر میں پیدا ہوئے۔ ورد و طائف اور طاعت و عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ حتیٰ کہ فرشتے جو سراسر عبادت میں مصروف ہیں۔ آپ کی عبادت کا غلطہ علم ملا کہ ہیں سن کر آپ زیارت کو حاضر ہوتے حتیٰ کہ ایک دن فرشتہ آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت کیا تو کہاں سے آیا عرض کی کہ سورج پر تین سو ساٹھ فرشتے متوکل ہیں۔ جن میں سے ایک میں بھی ہوں۔ میں نے اللہ جلّ شانہ سے آپ کی زیارت کے لئے درخواست کی تھی اس لئے آج میں وہاں سے زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ سورج کی گرمی جب یہاں نہ بہن پر سخت ہوتی ہے۔ تو سورج میں ہل گرمی کا اندازہ دیکھنا چاہیے۔ کہ کتنی گرمی ہے اللہ جلّ شانہ سے درخواست پیش کی حتیٰ کہ معراج کے سفر کی تیاری ہو گئی جب سورج کے تمام طبقات کا مشاہدہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا اب بھی کچھ آرزو ہے۔ عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں ایک بار میری روح قبض کی جائے۔ تاکہ موت کا ذائقہ دیکھ کر تیری عبادت زیادہ کروں۔ اس وقت ملک الموت فرشتہ نے آپ کی روح قبض کی اور پھر روح جسم میں داخل کر دی تب اللہ تعالیٰ نے دریافت کیا کہ اے میرے نبی! اب بھی کچھ تمنا باقی ہے عرض کی اے ارا العالمین اگر دوزخ کی سیر کر لیتا تو اس کے عذاب و عقاب اور درجات و طبقات دیکھ کر تیری عبادت میں لطف حاصل کرتا تب اللہ تعالیٰ کے حکم سے دوزخ کی سیر کر لی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پوچھا اے میرے نبی! کچھ اور بھی آرزو باقی ہے۔ عرض کیا کہ اگر بہشت دیکھ لیتا تو تیری عبادت میں بہت ہی سکون حاصل کر لیتا فی الفور رفوان جنت

Click For More Books

نے حاضر ہو کر بہشت کا دروازہ کھولا۔ آپ نے بہشت میں جا کر ہر قسم کے پھول، میوہ جات، باغات، حور و قصور، ولدان و غلمان ملاحظہ فرماتے۔ کافی دیر گزرنے کے بعد ایک فرشتہ نے کہا کہ آپ زمین پر واپس جائیں۔ آپ نے جواب دیا

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (پک ۱۰) کے مطابق موت کا ذائقہ چکھا ہے۔ پھر اِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَاِرْدُهَا (پ ۱۶ ع ۱۰) کے زیر نظر دوزخ سے گزر رہا گیا۔ اب وَمَا هُمْ عَنْهَا بِمُنْخَرَجِينَ (پک ۳) کے مقتضار کے ماتحت بہشت سے باہر نہ جاؤں گا۔ فرشتہ نے عرض کی کہ بہشت میں سوائے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے کوئی نہیں جاسکتا۔ تو آپ کس طرح ان سے پہلے بہشت میں مکین ہو سکتے ہیں آپ نے فرمایا یہ کلمہ تیرا درست نہیں ہے۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے بہشت میں حوری، غلمان اور بے شمار فرشتے موجود ہیں۔ میں کس طرح ان سے پہلے نہیں رہ سکتا۔ فرشتے نے کہا۔ کہ وہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام کی حیثیت سے بہشت میں پہلے آپ سے رہ سکتے ہیں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا۔ اس طرح میں بھی ان کے غلام کی حیثیت سے بہشت میں پہلے رہ سکتا ہوں۔ آپ کو نسا محال لازم آتا ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا فرشتے کو حکم ہوا کہ میرے بندے کو میری مرضی پر رہنے دو رُخ المعانی (ج ۱ ص ۹۷ بطور خلاصہ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معراج | قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے

اور اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہم نے آسمان و زمین کے ملک دکھائے تاکہ وہ حق یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے۔

كَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرٰهِيْمَ مَلٰكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِيَكُوْنُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (پک ۱۰)

Click For More Books

کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معراج ہوئی آپ براق پر سوار ہو کر آسمان
دنیا پر تشریف لے گئے۔ وہاں زمین و آسمان کے حجابات دور ہو گئے اور ہر ایک جگہ
نظر آنے لگی حتیٰ کہ تمام مخلوق کے حالات سے مطلع ہوتے۔ اندریں حالات آپ کے زمین
پر ایک شخص کو گناہ کرتے دیکھا۔ آپ نے اس گناہ سے نفرت کرتے ہوئے اس
گنہگار کی ہلاکت کے لئے بددعا فرمائی مگر تعالیٰ اس گنہگار کو وہیں فنا کر دیا پھر حضرت
ابراہیم نے زمین پر نظر دوڑائی تو ایک شخص کو گناہ میں مبتلا دیکھا۔ آپ نے اس کے حق میں بھی
بددعا کی وہ بھی خدا کے حکم سے وہیں مر گیا پھر آپ نے اسی طرح ایک تیسرے شخص کے لئے
بددعا دی وہ بھی اسی جگہ ہلاک ہو گیا۔ حتیٰ کہ جب چوتھے شخص کے لئے ہلاکت کی دعا کرنے لگے
تو حکم نازل ہوا اے ابراہیم! میرے بندوں کے لئے بددعا نہ کرو اس لئے کہ میرا برتاؤ
میرے بندوں کے ساتھ تین طرح کا ہے۔ اول یہ کہ توبہ کرے گا تو اس کے گناہ بخش دینگا
دوئم یہ کہ اس سے نیک اولاد پیدا ہوگی۔ جو میری عبادت کریں گے۔ اور میری زمین کو سجدوں
سے معمور کریں گے۔ سوئم یہ کہ قیامت کے دن وہ بھی میرے سامنے پیش ہوگا۔ اور اگر میں
میں چاہوں تو اس کے گناہ معاف کر دوں گا۔ اور میں چاہوں تو اسے عذاب میں گرفتار کر
لوں۔ اس کے بعد اللہ جل شانہ کا خطاب آیا کہ میرے خلیل! میرے بندوں کے ہلاک ہونے
سے پہلے آپ زمین پر اتر جائیں۔ (روح المعانی ج ۷ ص ۱۷۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معراج

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے

اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے
وعدے پر کلام سننے کے لئے حاضر ہوئے
تو اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا
عرض کیا اے رب میرے مجھے اپنا دیدار
دکھا کہ میں تجھے دیکھ سکوں فرمایا تو مجھے

وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا
وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي
أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ نَرَا فِي
وَلَكِنْ أَنْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ
اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي

Click For More Books

فَلَمَّا تَخَلَّى رَنَّهُ لِلْجَبَلِ
جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَى
صَعِقًا فَلَمَّا أَفَافَ
قَالَ سُبْحَنكَ ثُبَّتْ إِلَيْكَ
وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ

(پ ۶ ع ۶)

ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔ ہاں اس پہاڑ کی
طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا۔
تو عنقریب مجھے دیکھ لے گا۔ پھر جب
اس کے رنبے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اُسے
پاش پاش کر دیا۔ اور موسیٰ گرا بے ہوش
پھر جب ہوش ہوا بولا۔ پا کہ ہے تجھے

میں تیری طرف رجوع لایا۔ اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ (کنز الایمان)

کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معراج کا قصہ یوں ہے کہ آپ نے وضو کیا پاکیزہ لباس
بہنا اور چالیس دن رونے رکھے۔ پھر کوہ طور پر پہنچے اللہ تعالیٰ نے ایک بادل کا ٹکڑا
نازل فرمایا۔ جس کو طوطہ ہر طرف سے لوگوں کی نظریں پوشیدہ ہو گیا۔ پھر برہنہ کے جانور حتیٰ کہ
چیونٹی بلکہ فرشتے تک وہاں سے سات فرسخ (۲۱ میل) دور ہو گئے تاکہ اللہ تعالیٰ کی حضرت
موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات اور ہم کلامی پر کوئی دوسرا جاندار اطلاع نہ پائے کہتے ہیں اس
کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے زمین و آسمان کے حجابات دور ہو گئے حتیٰ کہ ملائکہ
کو آپ نے دیکھا کہ ہوا میں قائم ہیں۔ اور آپ نے عرش بریں کا شاہد فرمایا۔ اور صاف
طور پر دیکھا اس کے بعد آپ نے الواح والی قلموں کی آواز سنی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے
حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی کلام کریم سن کر اپنے
معروضات پیش کئے۔ اندر میں حالات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام ربانی کے لطف نے اس
دیدار کا اثر و مند بنا دیا۔ اس لئے عرض کی اے رب میرے! مجھے اپنے دیدار کا شرف
عطا کر تاکہ میں تجھے دیکھ لوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔ ہاں اس
پہاڑ کی طرف دیکھ۔ میں اس پر اپنے نورانی جلوہ سے تجلی فرماؤں گا۔ اگر یہ پہاڑ اپنی جگہ پر
برقرار ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ سکے گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ پر اپنی تجلی
ظاہر فرمائی اور وہ پہاڑ پاش پاش ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔ ہوش
میں آنے کے بعد کہا تیرے لئے ہر عیب سے پاکیزگی ہے۔ اور میں نے آپ کی طرف رجوع

Click For More Books

کیا۔ اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

وَفِي الصَّائِغِ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا كَلَّمَ اللَّهُ
عَزَّ وَجَلَّ مُوسَى كَانَ بَعْدَ
ذَلِكَ يَسْمَعُ دَيْبِيًّا النَّفْلَةَ
السُّودَاءَ فِي اللَّيْلِ
الظُّلُمَاءِ عَلَى الصَّفَا مِنْ
مَسِيرَةِ عَشْرَةِ فَرَاسِخٍ ،
سِيرَتِ صَبِيحَةِ ج ۱ ص ۲۳۵

تفسیر عرائس البیان میں حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب
موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے
کلام کی تو اس کے بعد آپ میں قوت
شنوائی پیدا ہو گئی تھی کہ دس فرسخ (۳۲ میل)
کی مسافت سے اندھیری رات میں
سنا پتھر پر سیاہ رنگ کی چیونٹی کے
چلنے کی آہٹ سن لیتے تھے۔

علامہ ابن الدین ہرودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
جب خدا کا جلوہ دیکھا تو اس کے بعد آپ کے چہرہ اقدس پر نگاہ کرنے کی کسی کو مجال
نہ رہی۔ حتیٰ کہ آپ اپنے چہرہ انور کو کپڑے سے اوڑھے رہا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ کے
رُخ مبارک پر نورانیت کے جلوے دیکھنے کی برداشت کسی کو نہ تھی۔

ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اقدس
سے جمال باکمال کا پر تو جب دیواروں پر پڑتا تھا۔ تو وہ دیواریں آئینہ کی طرح روشن ہوجاتیں
حتیٰ کہ ان کے سامنے والے شخص کو اپنی صورت کا عکس ان دیواروں میں نظر آتا تھا۔

باوجود اس کے بھی آپ کے حسن و جمال کی

(لکن الله تعالى ستر عن

اکثریت آپ کے صحابہ سے چھپی ہوئی تھی
کیونکہ اگر سارا حسن و جمال ظاہر ہوتا
تو آپ کو کوئی نہ دیکھ سکتا۔ جیسا
کہ بعض اہل تحقیق کا قول ہے۔

أَحْبَابِهِ كَثِيرًا مِنْ ذَلِكَ
الْجَمَالِ الْبَاهِرِ فَإِنَّهُ لَوْ بَرَزَ لَهُمْ
لَمَرَّ بِطُغْيَانِ النَّظَرِ إِلَيْهِ كَمَا
قَالَ بَعْضُ الْمُحَقِّقِينَ

فتح المصلح ج ۱ ص ۱۲۱۹

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حضرت عیسیٰ کی معراج

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دن ممبرہر بیٹھ کر لوگوں سے کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں موسیٰ علیہ السلام کیلئے

ہفتہ کا دن مبارک بنایا تھا۔ کہ اس دن میں عبادت کے سواتے سارے کام ناجائز اور حرام ہیں۔ اب حق تعالیٰ نے اس کو منسوخ کر دیا ہے۔ اور انجیل شریف میں حکم فرمایا ہے کہ اتوار کا دن مبارک ہے۔ اس دن کی عزت کرو اور اس دن میں دنیا کا کوئی کام نہ کرنا۔ پس بنی اسرائیل آپ کا یہ حکم سنکر دل میں کینہ لاتے اور کہنے لگے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بہت نبی آتے مگر کسی نے شریعت موسیٰ کو منسوخ نہ کیا۔ اور تمہاری کتاب تورات کو منسوخ کہتے۔ اسلئے آپس میں قوم نے طے کر لیا کہ اس کو مار ڈالنا چاہتے۔ حاصل کلام یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کو لیکر ایک مکان پر گئے۔ جس کا نام عین السلوک ہے۔ یہودیوں نے اس مکان کا محاصرہ کیا تب جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اس مکان کی چھت شکاف کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر لے گئے۔ اور فرشتوں کی محبت میں رہ گئے۔ ان یہودیوں کے سردار کا نام یثوع تھا۔ وہ ملعون سب لوگوں سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مکان میں گھس گیا۔ بہت ڈھونڈا مگر نہ پایا۔ جب دیر ہو گئی۔ تب یہودی اس کے پیچھے گھس گئے۔ یہودیوں نے یثوع کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت دیکھ کر ہڑکھڑا کر قتل کر دیا۔ یثوع ہر چند کہتا رہا کہ میں یثوع ہوں۔ مجھے چھوڑ دو مگر وہ ہرگز نہ ملتے اور کہنے لگے اگر تو یثوع ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح گئے۔ آخر کار سب کو یہ شبہ ہو گیا اور یثوع کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمجھ لیا گیا۔ اور یہ نہیں جانتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چوتھے آسمان پر اٹھا لیا ہے۔ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام معراج کے لئے آسمان پر چلے گئے۔ اور تادموز آسمان پر ہی جلوہ گر ہیں۔)

کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یثوع کو پچاس برس ناز و نعمت سے پالا تا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فدیہ ہو جائے۔ اور فرعون کو چار سو سال تک ناز و نعمت سے پرورش

Click For More Books

کی تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بدلہ دریائے نیل میں غرق ہو جاتے۔ اور ذنبہ کو چار ہزار برس تک فردوس اعلیٰ میں پالاتا تاکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا قد یہ بنایا جاتے (بحور خلاصہ کے درج کیا ہے۔ قصص الانبیاء ص ۳۸۷)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مراتب اور مدارج میں معراج کو ایک ممتاز حیثیت حاصل ہے جو تمام نبیوں سے تسلیم ہو ان پر صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہے۔ اور وہ خصوصیت یہ ہے کہ فرشتوں کے ایک بڑے بھاری اعزازی جلوس کے ساتھ نہایت شان و شوکت سے براق برق رفتار پر سوار ہو کر مسجد اقصیٰ پہنچے وہاں تمام نبی سلام من پر آپ کی انتظار میں جمع تھے سب نے آپ کی اقتدار کرتے ہوئے نماز دو گانہ ادا کی اس کے بعد آپ نے تمام آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ پر عرض کوثر بہشت کے وہ عجائب و خراتب دیکھے جو نہ کسی آنکھ نے آج تک دیکھے اور نہ کان نے سنے۔ اور نہ کسی انسان کے دہم و گمان کی دہاں تک رسائی ہوئی حجاب کبریا سے پار ہوئے۔ قاب قوسین اودائی کی شان سے نوازے گئے دیدار الہی سے مشرف ہوئے مازناغ کے لقب سے سرفراز ہوئے مگر پھر عالم ناسوت میں واپس سے تشریف لائے تاکہ آپ کی امت کسی گناہ کے سبب عذاب عامہ میں مبتلا ہو کر فنا نہ ہو جاتے۔

شریعت دیکھتا ہے دیکھ اقوال محمد کو
طریقیت چاہتا ہے دیکھ افعال محمد کو
حقیقت دیکھنی ہے دیکھ احوال محمد کو
جو چاہے معرفت تو دیکھ اشکال محمد کو

لے صلی اللہ علیہ وسلم

Click For More Books

زمین و آسمان کے خود بخود اٹھ جائیں گے پر دے
حجراتِ مُستند میں نظر آجائیں گے جلوے

حدیث معراجؐ کے راوی

معراج شریف کی حدیث

بہت سے صحابہ کرام سے مروی ہے

جن کے اسماء گرامی یہ ہیں: حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، امیر عثمانؓ، حضرت علیؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ، ابی بن کعبؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، انس بن مالکؓ، جابر بن عبداللہؓ، بریدہ بن سلمیؓ، ثمرہ بن جندبؓ، حذیفہ بن یمانؓ، شداد بن اوسؓ، صہیبؓ، رومیؓ، مالکؓ بن صصعہؓ، ابو امامہ باہلیؓ، ابو ایوب انصاریؓ، ابو ثحبہؓ، ابوذر غفاریؓ، ابوسعید خدریؓ، ابوسفیان بن حربؓ، اسامہ بن زیدؓ، عبدالرحمن بن عامرؓ، ابوذر دارؓ، بلال بن سعدؓ، عمر بن حصینؓ، بلال حبشیؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، ابوذر رضی اللہ عنہم

عورتوں میں سے حضرت اسماءؓ، حضرت ام ہانیؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت ام کلثومؓ رضی اللہ عنہم و انہن جمعین۔ انتخاب از معارج النبوت ج ۳ صفحہ ۳۳، ونشر الطییب

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج کے فلسفہ

میں بہت روایات ہیں۔ چونکہ جب اللہ تعالیٰ

فلسفہ معراجؐ

کے کام میں بہت حکمتیں اور رموز ہوتے ہیں۔ بنا بریں علمائے کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معراج کے لئے جانے میں کئی حکمتیں بیان کرتے ہیں۔ بعض ان میں سے یہ ہیں۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام متواتر تجلیات الہی کے مشاہدہ کے باعث مقامِ شنید سے مقامِ دید تک پہنچ جاتیں۔ اور علمِ یقین کی سرحد سے عینِ یقین کی سرحد ترقی فرماتیں اور پھر حقِ یقین کے زیور سے راستہ، پیراستہ ہو جاتیں۔

یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت تمام کائنات پر ظاہر ہو جاتے۔ چنانچہ اولائیت المقدس میں امام الانبیاء بنایا۔ تاکہ آپ کی شان انبیاء کرام میں "سلام ہو ان پر"

Click For More Books

روشن ہو جائے۔ اس کے بعد بیت المعمور میں فرشتوں کی امامت عطا ہوئی تاکہ فرشتوں پر آپ کی فضیلت متحقق ہو جائے

یا یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حبیب تھے اور حبیب کو مخزنات پر اطلاع ہوتی ہے جس طرح مجازی بادشاہ جب کسی بندہ کو اپنی محبت سے مخصوص کرتے ہیں تمام خزانے اس کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اور تمام سلطنت اس کے زیر نگین کر دیتے ہیں۔ اسی طرح سب سے ممتاز کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمین کے خزانے سے مطلع فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے

ذویت لی الاھن فاریت مشارقھا ومغربھا،	میرے لئے زمین لپیٹی گئی تھی کہ مجھے اس کے مشارق اور مغارب دکھاتے گئے
---	---

اس کے بعد آپ کو معراج کے آسمان پر لے گئے۔ حتیٰ کہ تمام ملکوت سماوی ارضیٰ کی سیر فرمائی۔ اور آپ کو یہ اختیارات تفویض کیے گئے جس شخص کو آپ شفاعت کی دولت سے شرف عطا فرمائیں۔ وہ سعادت مند ہو جائے۔

یا یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اذان کی تعلیم سے بہرہ فرمائیں حتیٰ کہ جب آپ سموت سے گذر کر عرش، کرسی، لوح قلم کی دیار سے حجاب خام کے پاس جلوہ افروز ہوئے وہاں آپ نے اذان سنی جیسا کہ آئندہ مذکور ہوگا

یا یہ کہ حکمت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہود، نصاریٰ، آتش پرست اور مشرکوں کے مطاعن سے ملول ہو گئے تھے۔ لہذا آپ کی تسکین قلبی کے لئے معراج کا واقعہ ظہور پذیر ہوا۔

یا یہ حکمت ہے کہ تمام تراشیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر قدم ہو جائیں۔ اور تمام عطا یا کو آپ کی ذات سے نسبت کا فخر ہو اور آپ کو کسی چیز کی احتیاج نہ ہو۔ جس طرح حدیث شریف میں آیا ہے

انا اول من تنشق عنه الارض ولا فخر و	میں پہلا شخص ہوں جو زمین سے باہر ہو کر میدان قیامت میں جاؤں گا
--	---

Click For More Books

لواء الحمد بیدی ولا فخر وادم ومن دونه تحت لوائی ولا فخر وانا اول من یقرع باب الجنة ولا فخر ط۔	اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے اور حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور یہ بھی کوئی فخر کی بات نہیں۔ حضرت آدم اور اس کی اولاد سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے۔ اور سب پہلے میں ہی بہشت
--	--

کا دروازہ کھٹکھاؤنگا۔ اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔ - - - - -

یعنی مجھے ان باتوں سے فخر نہیں ہے بلکہ ان باتوں کو مجھ سے فخر حاصل ہے۔
کیونکہ ادنیٰ چیز اعلیٰ سے فخر حاصل کرتی ہے۔ اعلیٰ کو ادنیٰ سے فخر حاصل نہیں ہوتا
یا یہ حکمت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور تمام مخلوق سے پہلے نور احدیت
سے جلوہ گر ہوا جب وہ روح اس مقام سے عنصری وجود میں آئی تو اس مقام کا اشتیاق
ہوا۔ پس دینی فشدلی کے مقام سے قرار اور سکون پایا۔

یا یہ حکمت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وحی کے تمام اقسام سے شرف پائیں اور
اس کے تمام اقسام سے افضل وہ ہو کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے واسطے کے بغیر ہوا اس لئے
مفسر حضرات کہتے ہیں کہ لَیْلَۃُ اَمِنَ الرَّسُوْلُ :- حضرت جبرائیل علیہ السلام کے
واسطے کے بغیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ سے کئی نعمتی
یا یہ حکمت ہے کہ امت کے لئے آپ کو خاص نوازش عطا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ
قیامت کے دن تمام نبی سلام ہو ان پر نفسی نفسی کہتے ہوں گے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
امتی امتی کہتے ہوں گے۔ ظاہر یہ ہے کہ آپ ربی ربی کہتے مگر امتی امتی میں نبی کی نیادت
درج ہے۔ کیونکہ امتی سے مراد یہ ہے کہ وہ عطیہ ہو معراج کی رات امت کے لئے کئے
تھے۔ اب مہربانی فرما کے عطا فرماتے۔

یا یہ حکمت ہے کہ سات ستاروں میں مناظرہ اور مجاہدہ تھا۔ کہ ہر ایک اپنے کو
دوسرے پر ترجیح دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج کا رتبہ دے کر

Click For More Books

ان کو دکھایا کہ تمہارے انوار اس نورِ عظیم کے طفیل سے ہیں بس ذاتم کو ایک دوسرے پر فخر کرنا نامناسب ہے

اے گوہر تاج فرستادگان ،
ہر چہ زیبگانہ و سیل تواند ،
چونکہ بعالم علم افسر ختی ،
مہر شدایں نامہ بعنوان تو ،
تاج دہ گوہر آزادگان ،
جملہ دریسے خانہ یس تواند
فلغلہ در کون سے در انداختی ،
ختم شدایں خطبہ بدوران تو

اف) دایین حضرات کے لئے تحفہ کے طور پر چند نکات مزید اندراج پذیر ہیں۔

نکۃ تفصیل: مَالًا تَعْلَمُونَ فرشتوں نے جب اللہ تعالیٰ کے دربار میں

درخواست کی کہ اے خداوند! اسی مخلوق جس میں مفسد اور بخون ریز تک ہوں گے ہم جیسے مطیع اور مغرور طبقہ کے باوجود ان کو خلیفہ بنانے میں کیا وجہ ہوگی تو فرشتوں کو مردست اجمالی طور پر یہ جواب دیا گیا اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ط (پس م) کہ اس کے پیدا کرنے میں جو حکمتیں اور نکات ہیں ہم خوب جانتے ہیں تم کو ابھی تک وہ حقائق معلوم نہیں کہتے ہیں کہ یہ وہود مسعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خلعت مجبوی سے نوازا گیا۔ اور اطباق نہ رواق پر دربار الہی میں بلائے گئے۔ تو ملا اعلیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت سے وابستہ ہونے کا فخر کیا جس طرح ریان بادشاہ کے پٹاخ اڈیوں نے حاجب، ساقی، خباز، زندان بان، صاحب دواب کی بیویوں نے عین شمس کی جگہ بیٹھ کر ایک دوسری سے بات چیت کی کہ عزیز مہر کی عورت اپنے قلام پر فریقہ ہونے میں ہمارے نزدیک ظاہر غلطی کہے۔ جب بی بی زلیخانے یہ سنا تو چائیس عورتوں کو دعوت دی جن میں یہ پانچ بھی شریک تھیں۔ پھر ان کے اعزاز میں کھانے کی مجلس تیار کی۔ اور ہر ایک عورت کے ہاتھ میں ایک ایک چاقو دے دیا تاکہ میوہ تراشنے میں انتظار کی تکلیف نہ ہو۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام کو بلایا تو آپ کے

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حسن و جمال کے مشاہدہ میں تمام عورتیں حواس کھو بیٹھیں جتنی کہ بہوش ہو کر میوہ بجات کے بجاتے ہاتھ کاٹ ڈالے اور کہا، مَا هَذَا بَشَرًا اِنْ هَذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ (پلے ص ۱۴) اس کا جمال با کمال ایسا ہے کہ بشر نہیں بلکہ نورانی صورت کے لحاظ سے با عزت فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔ انتخاب از کشف ج ۲ ص ۲۵۲ و معارج (ج ۲ ص ۱۴) یونس فرخ آبادی نے کہا ہے۔

مانا کہ گئیں انگشت زمان عجب از تھا حسن یوسف کا

ہم نام پہ تیرے اے آقا سراپا کُنیا کرتے ہیں
جس وقت چھٹے گی بزم جہان دیکھیں گے انکا جلوہ بان
ایکان ہے یونس تربت میں وہ شکل دکھایا کرتے ہیں

نکذہ عطائے شفاعت

جب علم ازلی میں یہ بات متعین ہو چکی

تھی کہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی شفاعت کرنے والے ہوں گے، اور اس دن ہیبت اور سیاست بھی اس حد تک پہنچی ہوئی ہے کہ ہر شخص اس دن کسی دوسرے حالات پر توجہ دینا بہت مشکل کام ہے اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملکوت سموت کی سیر فرمائی جتنی کہ اپنے کائنات کے عجائب و غرائب مناظر و مشاہدہ درجات جنت اور درکات جہنم، ثواب نعیم اور عذاب الیم ہر ایک کو مکمل مشاہدہ فرمایا۔ اس مشاہدہ کا مقصد یہ تھا کہ جب قیامت کے ہولناک منظر کے وقت سب نبی نفسی نفسی کہیں گے اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام امتی امتی فرمائیں گے۔ اور قیامت کے شدائد اور زلازل سے نہ گھبراہیں گے۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا کو زمین پر ڈالا وہ اُردھا بن گیا اس وقت آپ کو حکم ہوا کہ گھبراؤ نہیں بلکہ اسکو ہاتھ سے پکڑ لیجئے اور یہ پہلی حالت میں ہو جائے گا پھر پانچ آپ نے اس اُردھا کو پکڑا فوراً ہی آپ کے ہاتھ میں عصا بن گیا۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ کو یہاں اس معجزہ کا مشاہدہ اس لئے کرایا گیا تاکہ آپ کی طبیعت سے خوف زائل ہو اور فرعون کے سامنے

حسن یوسف پہ کئی مصر میں انگشت زمان
میر تیرے نام پہ لگتے ہیں مردانِ عرب - (از امام احمد رضا)

Click For More Books

جب یہ عصا اُڑدھابن جلتے اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام پورے عزم و استقلال میں مضبوط رہ جاتیں اسی طرح معراج کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام ارضی، سماوی بلکہ دنیوی اور اخروی واقعات کا مشاہدہ کرایا گیا۔ تاکہ قیامت کے ہولناک مناظر کے وقت آپ کے قلب مبارک پر کسی طرح حلال نہ آنے پائے۔ صابر جالدہری نے کہا ہے:

ہو ادل کو شوق وصال محسد
بسا جار ہے خیال محسد،
ہے آنکھوں میں جاہ و جلال محسد
اٹھے جار ہے ہیں حجابات عالم
نظر آ رہا ہے جمال محسد

کہا مصطفیٰ نے کہ اے رب عزت گناہوں سے لرز رہے میری اُمت
اسی واسطے مضطرب ہے طبیعت تو غفار ہے بخش دے میرے مولیٰ
یہی آپ ہے سوال محسد

کہا سن کے حق نے کہ اے کئی والے حقوق شفاعت ہیں تیرے حوالے
پیارے تو اس غم کو راحت بنا لے جسے تو کہے گا اے بخش دون کا
خدا ہو گیا ہم خیال محسد

نکتہ اطلاع رحمت | ایک رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھ مبارک
نیند میں اور دل مبارک بیدار تھا کہ یکایک حضرت

جبریل علیہ السلام کی پرواز کی آواز سن کر آپ بیدار ہو گئے حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر خدمت ہو کر کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر صلوٰۃ سلام بھیجنے کے بعد فرماتا ہے کہ میں نے آپ کو محض نیند کرنے کی خاطر پیدا نہیں کیا بلکہ گنہگار اُمت کی شفاعت کے لئے پیدا کیا ہے پھر آپ کو بطحائے مکہ میں لے گئے وہاں اُمت کے تمام گناہ چھوٹے اور بڑے قیامت تک جھٹتے ہونے والے تھے سب وہاں موجود تھے جو کہ احاطہ شمار سے باہر تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں یہ تمام حالات دیکھنے کے بعد مغموں ہو گئے۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہوا کہ جس نبی کی اُمت اپنی گنہگار ہو وہ بھی آرام کی نیند سو سکتا ہے اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی اے العالمین! اتنے کثیر گناہوں کی معافی کی صورت

Click For More Books

کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ کی اُمت کے سارے گناہوں کی معافی آپ کی شب بیداری سے وابستہ ہے۔ اگر سارے گناہ معاف کرانے ہوں تو ساری رات جاگو اور اگر آدھے گناہ بخشوانے ہوں تو آدھی رات عبادت کرو۔ اور تہائی گناہوں کی بخشش چاہتے ہو تو تہائی رات عبادت کریں۔ اور اگر دو تہائی گناہوں کی مغفرت چاہتے ہو تو دو تہائی رات کے عبادت سے زندہ کرو۔ بہر حال آپ کی اُمت کے گناہوں کی بخشش آپ کی شب بیداری پر موقوف ہے۔

اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی کہ میں ساری رات جاگوں گا کیوں کہ اُمت کے سارے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں۔ پچنانچہ اس ماجرا کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ساری راتوں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔
حَتَّى تَقْرَأَ مَثْقَلًا مَّا أَوْ سَاقَا - (بخاری شریف) حتیٰ کہ آپ کے قدم مبارک بلکہ پندلیاں مبارک کو درم ہو گیا۔ حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

علماء کرام نے اس آیت کا ترجمہ یوں لکھا ہے۔ کہ اے ریاضت کا پکڑا اور بھنے والے اس پکڑے کا حق ادا کرو۔ اور ہر رات نوافل پڑھتے رہو مگر رات کا کچھ حصہ آرام کر لیا کرو۔ ساری رات کی بیداری معاف ہے۔

يَا أَيُّهَا الْمُرْتَلِّ قِمِ
الَيْلَ إِلَّا قَلِيلًا
نُصْفَهُ أَوْ لَقْصُ
مِنْهُ قَلِيلًا أَوْ زِدْ عَلَيْهِ
وَرَاتِلِ الْقُرْآنَ
تَرْتِيلًا (پ ۲۹ ع ۱۳)

اور آپ کی شب بیداری آدھی رات یا اس سے کچھ کم ہو کہ تہائی ہو جائے یا اس نصف پر کچھ زیادہ کر دو۔ کہ دو تہائی ہو جائے۔ اور قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھو۔

آپ نے عرض کی اے خداوند! گو آپ نے ساری رات کی بیداری معاف فرما دی مگر جب مجھے اُمت کے گناہ یاد آتے ہیں تو نیند نہیں آتی۔ اس لئے ساری رات عبادت کرتا ہوں۔ اس کے بعد یہ آیت اتری

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا
لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ
مِنْ ذُنُوبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ
(آیت ع ۱۸)

اے میرے پیارے حبیب ہم نے
تیرے لئے فتح ظاہر عطا فرمائی تاکہ
اللہ تعالیٰ تیری اُمت کے گنہگاروں کو
اور انہو کے لئے گناہ بخش دے

اس آیت کے شان نزول کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حسب دستور سابق
ساری رات عبادت کرتے تھے حتیٰ کہ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اب سورت فتح
نازل ہو چکی ہے اور آپ کی مغفرت کا وعدہ بھی ہو گیا ہے۔ اب آپ ساری رات
کیون بیدار رہ کر عبادت کرتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: —
أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا (بخاری شریف) کیا میں خدا تعالیٰ کا شکر گزار
بندہ نہ بنوں۔ یعنی گواہ امت کی بخشش میری شب بیداری سے وابستہ نہیں رہی لیکن
میں چاہتا ہوں کہ اللہ جلّ شانہ کی نعمت کا شکر یہ ادا کروں جس نے میری امت کی
بخشش کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس کے بعد آپ ساری رات بیدار ہو کر عبادت کرتے اور
امت کی مغفرت کی دعا کرتے اور اتار دیتے کہ فرشتگان مقرب نے کہا اے اللہ العالمین
یہ کیا واقعہ ہے کہ گنہگار امت کے لئے یہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر
بیدار رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کے رونے کی آواز آسمان تک پہنچ گئی۔ اس وقت یہ آیت
کریمہ نازل ہوئی۔ طہ مَا أُنزِلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ إِلَّا تَذْكُرَةً
لِّمَن يَنْخُشِي (پط ع ۱۰) اے چودہ طبق کے ایجاد کے باعث (کیونکہ طہ کے
بحساب ابجد چودہ عدد ہوتے ہیں) ہم نے قرآن مجید آپ کی تکلیف کے لئے نازل
نہیں کیا۔ بلکہ یہ نصیحت ہے۔ اس شخص کے لئے جس کے دل میں خدا کا خوف ہے
اس کے بعد معراج کے عطیہ سے نوازے گئے۔ اور یوں ارشاد ہوا کہ آپ بطحاء
کے میدان میں امت کے گناہ دیکھ کر مغموں ہو گئے۔ اب ہمارے ملک و ملکوت کی
کی سیر کرو۔ اور ہماری مغفرت کے خزانے مشاہدہ کرو۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے۔
کہ آپ کی اُمت کے گناہ بہت ہیں۔ یا ہماری رحمت کے دریا بہت ہیں۔

Click For More Books

آفاق تیرہ گرچہ زروئے سیاہ ماست
دریائے رحمت تو فزوں از گناہ ماست
کہتے ہیں کہ ساری رات کی بیداری کا حکم اس آیت سے منسوخ ہوا ہے۔

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ
نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ أَنْ
يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا
مَّحْمُودًا (پا)

اور رات کے بعض حصہ میں آپ تہجد
کی نماز ادا کیا کریں جو آپ کے لئے پانچ فرضی
نمازوں کے علاوہ ایک زائد نماز فرض
کی گنتی ہے۔ اس نماز تہجد کی برکت

اللہ تعالیٰ آپ کے مقام محمود میں مبعوث فرمادے گا۔

جس میں آپ اُمت کی شفاعت کی قبولیت بدرجہ اتم پائیں گے۔
(ف) اُمت کے لئے نماز تہجد پڑھنا مستحب ہے۔ اور حضور علیہ السلام کے حق فرض
تھا۔ اس لئے علماء کرام نافلہ کے معنی ایک زائد نماز کا فرض ہونا بیان کرتے ہیں۔
عجب کیا اگر رحم فرماتے ہم پر،
محمد برائے جناب الہی،
خدا تے محمد برائے محمد
جناب الہی سے برائے محمد

نکدہ حل بحث ملائکہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج
میں ایک نکتہ یہ ہے کہ چار ہزار سال
سے بڑے درجہ کے فرشتوں کی مجلس
میں چار مسائل پر بحث ہو رہی تھی لیکن
اسکو حل نہ کر سکے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی بعثت ہوئی ان فرشتوں کو یقین ہوا کہ
یہ مشکل مسائل آپ ہی حل ہو سکیں گے۔
تو ان سب فرشتوں نے اپنی مشکل کشائی
کے لئے نیاز اور تزاری سے استدعا کی

مِنْ حِكْمَةٍ مَّعْرَاجٍ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهُوَ بِأَنَّهُ اخْتَصَمَ الْمَلَائِكَةُ
عَلَىٰ فِي أَرْبَعِ مَسَائِلَ مِقْدَارَ
أَرْبَعَةِ آلَافِ سَنَةٍ وَلَمْ
يُوفَقُوا لِحَلِّهَا فَلَمَّا بُعِثَ نَبِيُّنَا
مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِمُوا
جِبَالَانَ هَذِهِ الْمُشْكَلَاتِ إِنَّمَا
تَحُلُّ مِنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

Click For More Books

فَقَضَرَعُوْا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰی
لَا جَلَّةَ فِدَعَا اللّٰهُ
حَبِيْبُهُ اِلَيْهِ مَقَامٌ
قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی
فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهِ مَا
اَوْحٰی وَ مِنْ جُمْلَةٍ
هٰذَا الْوَحٰی قَوْلُهُ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
رَبِّیْتُ رَبِّیْ بِاَحْسَنِ صُوْرَةٍ
فَقَالَ فِیْهُمْ یَخْتَصِمُ
الْمَلَاُ الْاَعْلٰی
فَقُلْتُ اَنْتَ تَعْلَمُ
یَارَبِّ فَوْضَعُ یَدَهُ بَیْنِ
کَفَیْ فَوْجَدَتْ بَرَدَهَا
بَیْنِ ثَدَیْنِ ثُمَّ قَالَ
یَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِی
فَمَا یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ
الْاَعْلٰی فَقُلْتُ نَعَمْ
فِی الْکَفَّارَاتِ وَالْمُنِجَّاتِ
وَالذَّرَجَاتِ وَالْمُهْلِکَاتِ
قَالَ صَدَقْتَ یَا مُحَمَّدُ ثُمَّ
قَالَ یَا مَلَاِئِکَتِیْ وَحَدِّثْ
حَلَّ الْمُسْکَلَاتِ

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ
علیہ وسلم کو اپنی طرف بلایا۔ اور
قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی
فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهِ مَا
اَوْحٰی کے مقام سے مشرف فرمایا
اور وہاں جو وحی ہوتی تھی اس سے
ایک یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا کہ میں نے اپنے
رب کریم کو احسن صورت میں دیکھا
پھر فرمایا وہ کون سے مسائل ہیں
جن میں بڑے مرتبے والے فرشتے بحث
کر رہے ہیں میں نے کہا اے میرے
رب! تو ہی جانتا ہے پس اللہ تعالیٰ
نے اپنا بے مثل (قدرت کا) ہاتھ
میرے دونوں کندھوں کے درمیان
رکھا حتیٰ کہ انکی ٹھنڈک کا اثر فیضان
خداوندی کا ظہور میں نے اپنے سینہ
میں پایا۔ اس کے بعد فرمایا اے پیارے
محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ جانتے ہو
وہ کونسے مسائل ہیں جن میں بڑے
مرتبے والے فرشتے بحث کر رہے ہیں
(اور تم مجھے بتاتے ہو) اسکا حل نہیں پا
سکتے ہیں نے عرض کی ہاں (وہ چاہے)

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مسائل ہیں) کفارات اور نجیات
اور درجات اور مہدکات۔ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا سچ کہا تو نے اے
پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس
کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو
خطاب کر کے خطاب فرمایا اے
میرے فرشتے! اب تم نے مشکلا
حل کرانے کا موقعہ پایا۔ پس
چاہیے کہ تم اپنے اشکال حل کرالو پھر
حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض
کیا کفارات کیا ہیں (وہ کون سے
کام ہیں جن کے سبب سے اللہ
تعالیٰ بندوں کے گناہوں کو بخش
دیتا ہے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے فرمایا وہ تین کام ہیں۔ ایک
کہ سخت (سردی وغیرہ) میں وضو
کا پورا کرنا ہے۔ (تمام اعضا وضو
پر پورے طور پر پانی پہنچانا تاکہ وضو
کابل مکمل ہو جائے گناہوں کی
معفرت کا موجب) دوسرا یہ کہ
نماز کو باجماعت ادا کرنے کی نیت
سے پیادہ چل کر جانا۔ تیسرا یہ کہ
ایک نماز کی ادائیگی کے بعد دوسری

فَاسْأَلُوا أَشْكَالَكُمْ
فَقَالَ إِسْرَافِيلُ
مَا الْكُفَّارَاتُ فَقَالَ
عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
إِسْبَاحُ الْوُضُوءِ
فِي الْمَكَارِ
وَمَشْيُ الْأَقْدَامِ
إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَ
إِنْتِظَامُ الصَّلَاةِ بَعْدَ
الصَّلَاةِ ثُمَّ قَالَ
مِيكَائِيلُ مَا الدَّرَجَاتُ
فَقَالَ أَطْعَامُ الطَّعَامِ
وَإِفْشَاءُ السَّلَامِ
وَالصَّلَاةُ وَالنَّاسُ
بِیَامٍ ثُمَّ قَالَ جِبْرِیلُ
مَا النُّجِيَّاتُ فَقَالَ
خَشْيَةُ اللَّهِ فِي مَهْمٍ
السِّرِّ وَالْعَلَنِ
وَالْقَصْدُ فِي الْفَقْرِ
وَالْبُخْلِ وَالْعَدْلُ فِي
الْعُصْبِ وَالسَّرَّخَاءُ
ثُمَّ قَالَ عِزْرَافِيلُ
مَا الْمُهْلِكَاتُ فَقَالَ

Click For More Books

شَحْرُ مَطَاغٍ وَ هَوًى
مُتَّبِعٌ وَ اِعْجَابُ الْمَرْءِ
لِنَفْسِهِ فَقَالَ اللَّهُ فِي
كُلِّ صَدَقَ مُحَمَّدٌ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
(بریقہ محمدیہ شرح طریقہ محمدیہ)

(ج ۲ ص ۲۳)

آنے والی نماز کی انتظار کرنا۔ پھر
میکائیل علیہ السلام نے عرض کی
درجات کیا ہیں؟ (وہ کون سے
کام ہیں جن سے انسان کے درجے
بلند ہوں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے
لئے بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ اور سلام

کو لوگوں میں عام کرنا اور رات کے وقت نماز (نوافل) پڑھنا جب لوگ سوئے
ہوں۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی۔ منجیات کیا ہیں۔ (وہ کون سے
کام ہیں جن پر عمل کرنے سے عذاب سے نجات ملتی ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا (وہ کام یہ ہیں) ظاہری اور پوشیدہ حالات میں ہر طرح (اور
ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنا۔ اور فقر و غنی ہر دو حال میں میانہ روی کرنا
اور غضب اور نرمی میں عدل اور انصاف کرنا۔ پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام
نے عرض کی۔ مہلکات کیا ہیں۔؟ جن کاموں کے کرنے سے انسان ہلاک
ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (وہ تین کام ہیں) ایک
یہ کہ بخل کی اطاعت کی جائے۔ کہ بخل جس طرح حکم کرے اس پر عمل
کرے۔ دوم یہ خواہش نفسانی کی اتباع کی جائے۔ سوم یہ کہ انسان
اپنے کو دوسروں سے اچھا گمان کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سب باتوں کے جواب درست بتائے۔
ہیں۔ اور صحیح کہا ہے۔

تشریح حدیث اختصام ملا علی۔ اس حدیث کے بارہ میں چند تشریحات ذکر
کی جاتی ہیں۔ الف) اللہ تعالیٰ خود فرشتوں کی مشکل حل فرما سکتے تھے۔ مگر منشا یہ
ایزدی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کا اظہار مقصود تھا۔ (ب) حضور علیہ

Click For More Books

اصلوۃ والسلام نے پہلے اَنْتَ تَعْلَمُ کہا تو ہی سب کچھ جانتا ہے۔ اور پھر دوسری بار سب کچھ بتا دیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جب نفی اور اثبات متعارض ہو جائے تو نفی کو قبل از علم یا علم ذاتی پر محمول کیا جاتے۔ (ج) حدیث کی ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔ (یاد رہے اس مثال سے توضیح مقصود ہے تشبیہ نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے معاملات میں تشبیہ دینا معمولی کام نہیں) وہ یہ ہے سلطان سکندر کی عادت تھی جب ہی کسی ملک پر چڑھائی کرتا تو اس سے پہلے کسی بزرگ کے پاس دعا کیسے حاضر ہوتا۔ ایک دفعہ اس کی فوج نے عرض کی اے بادشاہ سلامت! ہم آپ کی جانثار فوج ہیں، بہادر ہیں، دلاور ہیں، اپنے پاس ہر طرح جنگ کا ساز و سامان رکھتے ہیں ہمارے ہونے کے باوجود کسی بزرگ سے دعا کا کیا فائدہ ہے؟ سلطان سکندر نے سردست تو انکو یہی کہہ کر ٹال دیا کہ تم اس بھید کو نہیں سمجھ سکتے۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ فوج نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور چھ ماہ متواتر کوشش کے باوجود وہ قلعہ فتح نہ ہو سکا۔ جب فوج کے سارے بھروسے ختم ہو گئے۔ اس وقت سلطان سکندر ایک بزرگ کے پاس گئے۔ اور دعا کی درخواست کی۔ اور اس دعا کی برکت سے وہ قلعہ فتح ہوا۔ اس وقت آپ نے فوج کو دعا کے اثر سے مفصل طور پر آگاہ فرمایا۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا۔ کہ میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں۔ تو فرشتوں نے کہا۔ ہم تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں۔ ہمارے ہونے کے باوجود خلیفہ بنانے کا بظاہر کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے انکو اجمالی جواب دیا کہ اس بھید کو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ جب چار ہزار سال تک مسائل پر بحث کرتے رہے۔ اور اسکا حل نہ پایا۔ حتیٰ کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے ان کی مشکلیں حل ہوئیں۔ تب اِنِّیْ جَاعِلٌ کا معنی فرشتوں کے سامنے روشن ہو گیا۔

جو عقدہ ملائکہ حل نہ کریں کئی مدت سال ہزاروں میں
وہ راز رکھی والے نے بتلادیا چند اشاروں میں

Click For More Books

نکتہ ظہار عظمت

تفسیر بقرہ الدریس لکھا ہے کہ جب کائنات کا

وجود عالم شہود میں ظاہر ہوا۔ جب سے پہلے

زمین نے فخر کیا۔ اور کہا میں اقوات حیوانات کا معدن ہوں۔ پھولوں اور پودوں کے لگنے کی جگہ ہوں میوہ جات کی پرورش کا مقام ہوں۔ لطف بانی نے

وَالْأَرْضُ حَنْ فَرَّ شَتَّهَا كَافَرُشْ میرے بساط پر بچھایا ہے۔ آسمان نے کہا خوبصورت

ستارے میرے دم سے روشن ہیں۔ وَ زَيَّنَّهَا لِلنَّظِيرِينَ کی زینت میرے دیو

سے قائم ہے۔ وَ فِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ۔ کی غیر متناہی

نعمتوں کی امانت میرے پاس موجود ہے۔ کرسی نے کہا وَسِعَ كُرْسِيُّهُ

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضُ حَنْ کی آیت میری شان میں نازل ہوئی۔ لوح نے کہا عشق اور

اسرار محبت کا گنجینہ ہوں اہل معرفت کی روحوں کے لئے سکینہ ہوں۔ علوم غیبی کا منظر

اور حکم الہی کا منبع ہوں اور انوار قدسی کا مطلع ہوں۔ قلم نے کہا کہ میں راز دار (ن) ہوں

وَالْقَلَمُ کے حقائق ہوں۔ عرش نے کہا کہ میں رحمت رحمانی کی جلوہ گاہ ہوں اور

عَلَى الْعَرْشِ السُّتُوٰی کی شان میرے حق میں نازل ہے۔ ان سب کو اللہ

تعالیٰ کا فرمان دی شان ہوا۔ کہ ہمارا ایک محبوب برگزیدہ ہے۔ یہ تمہاری عظمت

اس کے سامنے اس طرح ہے جس طرح آفتاب کے پاس ایک ذرہ یا دریا کی نسبت

ایک قطرہ۔ تب تمام ارکان کائنات نے درخواست کی کہ ہمارے وجود کو اس کے

مبارک قدم سے مشرف فرما۔ اللہ تعالیٰ نے انکی درخواست کو قبول فرما کر حضور علیہ

الصَّلٰوۃ والسلام کو اجرام فلکی پر بلند فرمایا۔ وقت اس وقت معراج کے نکات کو ادب

سیمانی کی اس رباعی پر ختم کرتا ہوں

دشوار ہے اسرار معراج سے آگاہی،

جب تک نہ کسی کو ہو عرفان شب اسری

جب عرش پہ دنیا کے وہ دُوحِ رُاں پہنچے

عالم کی ہوتی قربان جی جان شب اسری

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دلائل معراج جسمانی

جمہور سلف و خلف کا یہی عقیدہ ہے۔ اور
صحابہ کرام بھی اس بات کے قائل ہیں کہ حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بحالت بیداری اور جسمانی معراج ہوئی ہے۔ اب کوئی شخص
معراج شریف کے محال ہونے پر دلائل قائم کرے تو ہمارا مدعا ثابت ہوتا ہے۔
کیونکہ ہم معراج کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ کہتے ہیں۔ اور معجزہ وہ ہے جس کا
وقوع عادیہ محال ہو اور انکار کرنے والوں کو عاجز کرنے کے لئے وہ کمال ایک
نبی کی ذات سے ظاہر ہو۔ اب یہ بات واضح ہو گئی کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات
وصفات، علم و قدرت، عظمت و حکمت پر پوری طرح ایمان لایا ہے۔ اور حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت، صداقت اور کمالات کی دل سے تصدیق
کرتا ہے۔ وہ واقعہ معراج یا اس قسم کے معجزات کا انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ قادر
مطلق جب اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو براق برق رفتار پر سوار کر کے بڑی
راحت اور تکریم کے ساتھ چشم زدن میں زمین سے مقام اَوْ اَدْنٰی سے لے گیا۔
تو اس کی قدرت کے آگے کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہو سکتی۔ حاصل کلام یہ ہے
کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج اور آپ کے کمالات کا انکار قدرت الہی کا انکار
ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے معراج کی آیت کو لفظ سُبْحَانَ سے شروع کیا۔
کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی توحید اور کمالات کو بے عیب جانتا ہے۔ وہ اس کے
حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو عقل کی کسوٹی سے نہیں جانچتا۔

تیرا مسند ناز ہے عرش بریں
تیرا محرم راز ہے روح الائیں
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا
تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

Click For More Books

برہان قرآن مجید

اور ان دلائل میں سے ایک یہ بھی
دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو
جسمانی معراج ہوئی اور وہ دلیل
اللہ کا ارشاد ہے اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ
اس لئے عبد کا لفظ ہمیشہ روح
اور جسم دونوں سے پر اطلاق
ہوتا ہے۔

وَمَا يَدُلُّ عَلَىٰ أَنَّهُ اسْرٰی
بِجَسَدِہٖ صَلٰی اللہ علیہ وسلم
قَوْلُهُ اسْرٰی بِعَبْدِہٖ
وَلَفْظُ الْعَبْدِ عِبَادَةٌ عَنْ
مَجْمُوعِ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ،
(سراج منیر ج ۲ ص ۲۷۲)

جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے فَاسْرٰی بِعِبَادِی لَیْلًا اِنْکُمْ مُّتَّبِعُونَ
(پ ۱۴ ع ۱۱۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا میرے بندوں بنی اسرائیل کے لوگوں
کورات کے وقت مصر سے باہر لے چلو کیونکہ دن ہو گیا تو قبطی تمہارا تعاقب کر کے
نہیں جانے دیں گے۔ اب اگر کوئی شخص اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ کا یہ معنی کرے کہ
اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے کو خواب کی حالت میں روحانی طور پر مکہ سے بیت المقدس
کی طرف لے گیا۔ تو یہ معنی اس کے مشابہ ہے کہ کوئی شخص فَاسْرٰی بِعِبَادِی کا
مطلب یوں بیان کرے کہ اے موسیٰ علیہ السلام میرے بندوں کو بحالت خواب محض
روحانی طور پر مصر سے کنعان کی طرف لے چلو لہذا ثابت ہوا کہ یہاں جسمانی معراج مقصود
ہے۔ اگر روحانی اور خواب کا واقعہ ہوتا تو قرآن مجید میں اَسْرٰی بِرُوحِ عَبْدِہٖ
نازل ہوتا۔ (ماخوذ از عمدۃ القاری ج ۷ ص ۲۲۹ اور تفسیر کبیر ج ۵ ص ۵۴۲ اور الروضۃ
الافت ج ۱ ص ۲۴۳)

برہان حدیث شریف

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے قریش نے

ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال لما

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کذبنی قریش قمت فی الحجر لعلی اللہ لی بیت المقدس فطفقت اخبرهم عن آیاتہ وانا انظر الیہ (بخاری ج ۱ ص ۵۴۸، مسلم ج ۱ ص ۹۶)	بھڑایا تو میں حطیم میں میزابِ رحمت کے نیچے ٹھہر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے بیت المقدس کو ظاہر فرمایا۔ پھر میں انکو اپنی نشانیوں کی خبر دینی شروع کی حالانکہ میں اس وقت بیت المقدس کی طرف دیکھ رہا تھا
---	---

کتابوں میں لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے جسمانی معراج ثابت ہوتا ہے، کیونکہ اگر خواب کا واقعہ ہوتا تو جھٹلانے لگی کیا ضرورت تھی، تفسیر فتح القدیر از شوکانی ج ۲ ص ۳۵
نخا جی بیضاوی ج ۲ ص ۶ یواقیت و البواب ج ۲ ص ۱۲ مزید براں جب مسجد اقصیٰ کے نشانات
بتائے گئے تو صحیح صحیح بتائے گئے، قافلوں کے حالات سنائے گئے، تو صحیح صحیح سنائے گئے مقام
روح پر پیالہ سے پانی نوش فرمایا تو پیالہ خالی پایا گیا، ذی مرہ کے مقام پر براق کی رفتار
کے فرار سے اونٹ ڈر کر کودا، تب شتر سوار اس سے گرا اور اس کے ہاتھ کی کلائی
ٹوٹ گئی۔ ان تمام واقعات سے واضح ہوتا ہے کہ معراج بحالت بیداری ہوئی۔
الروض الاثف ج ۱ ص ۲۴۲ ہاں اس سے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے،
آنکھ والا تیرے جلوں سے کاتما شاد دیکھے،

برہانِ قول صحابی

کہتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
سے جسمانی معراج کے وقوع کی دلیل پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا جو خدا جبریل علیہ السلام کو
ہزار بار آسمان سے زمین پر اتار سکتا ہے وہی خدا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو زمین سے آسمان پر لے جا سکتا ہے اس کے بعد امام فخر الدین رازی اس
قول کی تشریح میں یوں ارقام پذیر ہیں کہ اگر جسم کثیف کا اپنے ارضی مرکز سے عالم
سماوی میں جانا ناممکن ہے۔ تو جسم لطیف کا اپنے سماوی مرکز سے عالم دنیا میں آنا
کس طرح ممکن ہو گا۔ پس چاہیے کہ جو شخص جسمانی معراج کا انکار کرتا ہے،

Click For More Books

وہ حضرت جبریل علیہ السلام کے اترنے کا لازمی طور پر انکار کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام کو اس کے ملکوتی مرکز سے دوسرے عالم (ناسوتی مرکز) میں بھیج سکتا ہے تو وہ قادر مطلق اپنی قدرت سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیاوی مرکز سے سماوی مرکز میں بھیج سکتا ہے (حاصل از تفسیر کبیر ج ۵ ص ۲۵۲) یعنی جو شخص قرآن کے نزول کا قائل ہے وہ معراج جسمانی کا انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جو شخص عالم بالا سے عالم سفلی میں ملائکہ کے نزول کا قائل ہے وہ عالم سفلی سے عالم بالا میں حضور سرِ پائور صلی اللہ علیہ وسلم کے عروج کا قائل ہے

برہان روایت و درایت

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور علیہ السلام سے اس رات عرض کی جس رات میں آپ کو معراج ہوئی کہ میں نے آج رات آپ کو آپکی جگہ پر تلاش کیا اور آپ کو نہ پایا آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے حضرت جبریل علیہ السلام مسجد اقصیٰ کی طرف لے گئے تھے

عن شداد بن اوس
انه قال للنبي صلى الله
عليه وسلم ليلة اسرى
به طلبتك يا رسول الله
البارحة في مكانك
فلم اجده فاجابه
انه جبريل عليه السلام
حملني الى المسجد
الاقصى (شفاء شريف ج ۱ ص ۱۹)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی کہ میں نے آپ کو آج رات آپکی

عن ابی بکر رضی اللہ
عنه انه قال للنبي صلى
الله عليه وسلم طلبتك
يا رسول الله البارحة

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فی مکانک فلم اجدک فاجاب ان جبریل علیہ السلام حملہ الح المسجد الاقصی	جگہ پر تلاش کیا اور میں نے آپ کو نہ پایا آپ نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام مجھے مسجد اقصی میں لے گئے تھے
--	--

اس کے علاوہ امام برہان الدین علی لکھتے ہیں کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ام ہانی کے گھر میں سوئے ہوئے تھے حضرت ام ہانی کا کہنا ہے کہ رات کے ایک حصہ میں میں نے آپ کو گرم پایا اور میری نیند اچانک ہو گئی اس خوف سے کہ کوئی دشمنوں کی طرف سے لائق ہو جائے اور ابن سعد سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے اس رات اپنی قیام گاہ پر نہ پایا تو بنو عبد المطلب آپ کی تلاش میں ادھر ادھر چکر لگاتے تھے کہ حضرت عباس ذی طوی کے مقام پر یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پکارتے تھے حتیٰ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا لَئیک لَئیک حضرت عباس نے عرض کیا آپ نے اپنی قوم کو تھکا دیا آپ کہاں تھے آپ نے فرمایا بیت المقدس کی طرف گیا تھا عرض کیا آج کی رات وہاں گئے تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں آج ہی رات وہاں گیا تھا پھر حضرت عباس نے عرض کیا آپ ہر طرح خیریت سے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں بالکل ہر طرح خیریت سے ہوں کہتے ہیں کہ معراج سے واپسی پر آپ نے ذی طوی براق سے اتر کر حضرت عباس سے یہ بات چیت کی ہوگی۔ (سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۲۵۵)

برہان تاریخ عالم

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے حضرت وحید رضی اللہ عنہ کو قیصر روم کی طرف بھیجا۔ حدیث کی کتابوں میں حضرت وحید کے جانے اور وہاں شاہی دربار میں پہنچنے کا پورا واقعہ موجود ہے اور یہ بھی ہے کہ قیصر روم نے جو بیت المقدس کی زیارت کے لئے شام میں موجود تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مکتوب گرامی پڑھنے کے بعد وہاں عرب کے

Click For More Books

ساجروں کو بلایا۔ ابوسفیان (اسلام لانے سے پہلے) اور ان کے ہمراہی قیصر روم کے سامنے پیش کئے گئے۔ قیصر روم نے ان سے چند سوالات کئے جن کا ذکر بخاری اور مسلم میں موجود ہے۔ ابوسفیان کا قول ہے کہ میں چاہتا تھا کہ ہر قل قیصر روم کے سامنے کوئی ایسی بات کروں جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ شان اس بادشاہ کی نظروں میں گر جاتے مگر مجھے خوف تھا کہیں ایسا نہ ہو میرا جھوٹ ظاہر ہو جاتے اور میں بدنام ہو جاؤں۔ اور میری سرداری پر بھی داغ آجائے۔ میں اس فکر میں تھا کہ مجھے معراج کے متعلق اس کی بات یاد آگئی تھی میں نے فوراً کہلائے بادشاہ! کیا میں آپ کو ایسی بات بتاؤں کہ جس کے سننے سے تجھے یقین ہو جاتے کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ بادشاہ نے کہا وہ کیا بات ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک ہی رات میں مکہ سے چلا اور ایلیا بیت المقدس میں آیا اور اس رات ہی مکہ واپس ہو گیا۔ ابوسفیان نے کہا جس وقت میں یہ بات کہہ رہا تھا اس وقت بیت المقدس کا متولی جو عیسائیوں کا بڑا پارسی تھا۔ قیصر روم کے پاس کھڑا ہو کر سب کچھ سن رہا تھا۔ میری بات پوری ہونے کے بعد وہ پادری بولا کہ مجھے اس رات کا علم ہے۔ قیصر روم نے کہا تجھے کس طرح علم ہے۔ پادری نے کہا میری عادت ہے کہ میں ہر روز رات کو سونے سے مسجد کے تمام دروازے بند کر دیتا ہوں۔ اس رات میں نے تمام دروازے بند کر دیئے مگر اتہائی کوشش کے باوجود ایک دروازہ بند نہ ہو سکا میں نے اپنے کارندوں اور تمام حاضرین سے مدد لی سب نے پورا زور لگایا مگر دروازہ نہ ہل سکا۔ بالاخر میں نے سوچا کہ اوپر کی عمارت نیچے آگئی ہے جس کے سبب سے اوپر کی چوکھٹ کا اس پر دباؤ پڑ گیا ہے اب رات کو کچھ نہیں ہو سکتا۔ صبح دیکھیں گے جو خرابی بھی ہے درکھانوں کو بلا کر درست کر لی جاتے گی۔ پادری نے کہا دروازہ کے دونوں کواڑ کھلے چھوڑ کر ہم لوگ واپس چلے گئے صبح ہوتے ہی میں وہاں آیا اور یکایک دیکھتا ہوں کہ مسجد کا وہی دروازہ بالکل ٹھیک ہے

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور مسجد کے کونے میں جو پتھر پڑا تھا اس کے سوراخ سے سواری بلند ہونے کا نشان نظر آیا۔
یہ منظر دیکھ کر میں سمجھ گیا آج کی رات انتہائی کوشش کے باوجود کواڑوں کا بند نہ ہونا۔
اور پتھر کے سوراخ کا واضح ہو جانا اور پھر اس میں جانور باندھنے کا نشان ہونا
حکمت سے خالی نہیں تب میں نے سوچا کہ یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ ایک
آخر زمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس سے آسمان پر جانا تھا آج رات
وہ تشریف لے جا چکے ہیں۔ پھر سب لوگوں کو بلا کر حقیقت سے آگاہ کیا۔

(در منثور ج ۴ ص ۵۱) (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۱۱) (روح البیان ج ۱۲ سیرت ج ۱ ص ۱۱۱)

برہان فقہی

شریعت کا قاعدہ یکہ ہے جب دو چیزیں جمع ہو جائیں اس
طرح کہ ایک ان میں غالب ہو اور دوسری مغلوب ہو تو حکم غالب

کا معتبر ہے۔ مثلاً دودھ اور پانی ملا کر کسی شیرخوار بچہ کو پلائیں اگر دودھ غالب ہے
رضاع ثابت ہے اگر پانی غالب ہے تو رضاع ثابت نہیں۔ اسی طرح اگر خون آلودہ
لعاب منہ سے خارج ہو۔ اگر خون غالب ہے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اگر لعاب
غالب ہے۔ تو وضو بر حال رہ جاتا ہے۔ اسی طرح کھوئی چاندی ہے اگر خالص چاندی
غالب ہے۔ تو حکم چاندی میں ہے۔ اگر کھوٹا پن غالب ہے تو حکم کھوٹے پن میں
ہے۔ اسی طرح جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانیت مبارکہ عنصرت مطہرہ
پر غالب آئی تو اس کے پرواز میں کوئی تعجب نہیں ہے اس لئے صوفیاء کرام
کا مقولہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بطحاظ نورانیت زمین سے آسمان پر
جانا تعجب کا باعث نہیں بلکہ آسمان سے زمین پر اترنا تعجب خیز ہے چنانچہ
اس بارہ میں حضرت امیر خسرو دہلوی کا قطعہ ملاحظہ ہو۔

چہ پوشی رفعت خود را بکنج مسکنت ای جا

کہ شد از مقعد صدقت براں سو صد ہزار اوطان

کرم بر خاکیاں داری و گرنہ کتے بہ گل خسید

تنے زان گو نہ کش اعلا را و ادنیٰ است خانومان

برہان اہل کشف

حضرت محی الدین شیخ ابکر رضی اللہ عنہ
جسمانی معراج کی دلیل یوں تحریر فرماتے ہیں

وكان الاسراء بر وجه وتكون رويارها كما ير النائم في نوم كما انكره احد ولا نازعه احد وانما انكر واعليه كونه اعلمهم ان الاسراء كان بحسبها في هذا المواطن كلها فتوما يكره	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج اگر روحانی ہوتی جیسا کہ کوئی شخص خواہ میں کوئی واقعہ دیکھتا ہے۔ تو اس بات کا کوئی انکار نہ کرتا اور نہ کوئی آپ سے تنازع کرتا۔ کفار نے معراج کا انکار اس لئے کیا تھا کہ ان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتلایا تھا کہ تمام مواقع میں سے معراج جسمانی ہوا ہے۔
---	---

حیراتی کی بات ہے کہ کفار کو تو یقین ہے کہ آپ جسمانی معراج کا دعویٰ پیش کر
رہے ہیں۔ اس لئے انکار کر دیا مگر اسلام کے دعویٰ دار آپ کی معراج کو روحانی قرار
دیں تو مقام حیرت ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں

اب گلشن دین کی لیجے سب سے بھری گل سے نظر
ہر گل ہے پریشاں اے آقا انجام گلستاں کیا ہوگا
رہن بھی چلا بن کر رہبر، ڈاکو بھی چلا بن کے لینڈر
بوشمع بجھانے آیا ہے وہ شمع شبستان کیا ہوگا

برہان مشاہدہ

مشہور ہے کہ ایک دفعہ کوئی فلاسفر لیچ کر رہا
تھا اور معراج کے مضمون کا انکار کرتے ہوئے کہہ
رہا تھا کہ جسم عنصری کا آسمانوں سے پار جدا جانا عقل باور نہیں کر سکتی ایک مسلمان نے اس سے

Click For More Books

دریافت کیا کہ آپ کو عینک لگانے کے بعد بھی آسمان کے ستارے نظر آرہے ہیں یا نہ۔ فلاسفر کہتے لگا اس میں بھی کوئی شک کر سکتا ہے کیونکہ شیشہ آنکھوں کی بینائی کے سامنے آڑ نہیں بن سکتا۔ مسلمان نے جواب دیا کہ تیری آنکھوں کی نگاہ عینک کے شیشہ سے نہیں رک سکتی اور ستاروں تک پہنچ گئی تو بتاؤ کہ خدا کے نور کے سامنے یہ آسمان کیسے آڑ بن سکتے ہیں۔

مخالف کہتے ہیں کیسے نبی افلاک پر پہنچے!
فلک پر کون سے درختے کہ عرش پاک پر پہنچے
مخالف کی یہ کیسی بے دھنکی گفتار ہوتی ہے
رسول پاک کے آگے فلک کی آڑ ہوتی ہے
خدا کے نور کے آگے کہیں دیوار ہوتی ہے
نظر پڑتی ہے جب شیشہ پہ فوراً پار ہوتی ہے

(فت) یہ جواب مخالفین کے لئے حجت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سراپا نور ہیں۔ اس لئے کہ متعدد آیات قرآنی مثلاً قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ (پ ۷ ع ۱۰) اور مَثَلُ نُورٍ كَمِشْكُوَةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ (پ ۷ ع ۱۱) اور يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْئَاتِهِمْ (پ ۷ ع ۱۹) میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانیت مبارکہ کا ذکر ہے۔ علامہ اقبال نے خوب کہا۔

نگاہ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردہ میم امھا کر
وہ نرم طیبہ میں آکے بیٹھے ہزار منہ کو چھپا چھپا کر

معراج منافی کے جواب

اب یہاں ان شبہات کا جواب

دیا جاتا ہے۔ جن سے منافی معراج معلوم ہوتا ہے
فقولہ فانی علیہ السلام حضرت رجب بن احمد رحمۃ اللہ علیہ

Click For More Books

أشارة إلى الرد على من
زعم أن المعراج كان
في المنام على ما روى
عن معاوية أنه سئل
عن المعراج فقال
كانت رويًا صالحة
وروى عن عائشة رضي
رضي الله عنها أنها قالت
ما فقد جسد محمد صلى
الله عليه وسلم ليلة
المعراج وقد قال
الله تعالى وما
جعلنا الرؤيا التي
أريناك إلا فتنة للناس
واجيب بان المراد
الرؤيا بالعين والمعنى
ما فقد جسدًا عن
الروح بل كان مع روحه
وكان المعراج للروح
والجسد جميعاً وقوله
بشخص إشارة إلى
الرد على من زعم
أنه كان للروح فقط

مشکوٰۃ ۱۰۶۲ اپنی تصنیف مبارک
میں یہی تحریر فرماتے ہیں طریقہ محمدیہ
کا لکھنا اس کا جواب مطلوب
ہے جو کہتے ہیں کہ معراج خواب
کی حالت میں تھا جیسا کہ امیر معاویہ
سے روایت ہے جب اس سے پوچھا
کیا معراج کیسے ہوئی کہا کہ یہ ایک
اچھے قسم کا خواب تھا اور حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے وہ فرماتی ہیں معراج کی رات حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسم مبارک
کہیں گم نہیں ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ
نے فرمایا کہ ہم نے تیرے خواب کو
جو تجھے دکھایا تھا لوگوں کو آزمائش
میں ڈال دیا تھا۔ ان سب باتوں
کا جواب یہ دیا گیا کہ روایات سے
خواب کا معنی مراد نہیں بلکہ آنکھ
کا جھپکنا مراد ہے اور حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کی حدیث کا مطلب
یہ ہے کہ آپ کے جسم مبارک کو
روح سے الگ اور گم نہیں پایا گیا
بلکہ جسم بھی روح تھا معراج روح
اور جسم ہر دو کو جمعاً ہوئی۔

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور ماتن نے لِشَخْصٍ کہا اس
شخص کے خیال کا جواب ہے۔ جو
کہتا ہے معراج صرف رُوح کو ہوتی
ہے اور مخفی نہ رہے معراج اگر خواہ
کی حالت میں ہو یا صرف رُوح
کے لئے ہو انکار کے قابل نہیں
حالانکہ کفار نے معراج کی اصلیت
کا پورا پورا انکار کیا بلکہ بہت سے
خام عقیدہ کے اس واقعہ کی دستبرد
ہو گئے۔ (نور بالاشہ)

وَلَا يَخْفَىٰ أَنْ الرُّوحَ فِي
الْمَنَامِ أَوْ بِالرُّوحِ
لَيْسَ مِمَّا يَنْكَرُ عَلَيْهِ كُلُّ
الْإِنكَارِ وَالْكُفْرَةِ
أَنْكَرُوا أَمْرَ الْمَعْرَاجِ
غَاثَةُ الْإِنكَارِ بَلْ كَثِيرٌ
مِّنَ الْمُسْلِمِينَ
ارْتَدَوْا بِسَبَبِ ذَلِكَ ،
وَسَيِّدُ أَحْمَدِيَّةٍ وَالذَّرِّيَّةِ السَّرْدِيَّةِ
شرح طریقہ محمدیہ ج ۱ ص ۱۸۰

اور قول اسکا کہ دوسری حدیث میں
ہے بَيْنَ النَّاسِ وَالْمَقْطَانِ
اور قول اس کا بھی وَهُوَ نَائِمٌ
اور اسکا تَمَّ السُّتَيْقُظُتُ
اسیوں روحانی معراج کی دلیل قائم نہیں
ہو سکتی اس لئے کہ احتمال ہو سکتا ہے
کہ جب پہلے فرشتہ آپ کی خدمت
میں پہنچا آپ نیند میں تھے اور حدیث
میں یہ کہیں نہیں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام معراج کے سارے واقعوں
نیند کی حالت میں تھے۔ ہاں ایک
لفظ ہے جو بظاہر اس پر دلالت

(۲) وقوله في حديث آخر
بَيْنَ النَّاسِ وَالْمَقْطَانِ
وقوله أَيْضًا وَهُوَ نَائِمٌ
وقوله تَمَّ السُّتَيْقُظُتُ
فَلَا حَاجَةَ فِيهِ إِذْ قَدْ
يَحْتَمِلُ أَنْ أَوَّلَ دُخُولِ
الْمَلَكِ إِلَيْهِ كَانَ وَهُوَ
نَائِمًا أَوْ أَوَّلَ حَبْلِهِ
وَالْإِسْرَاءَ بِهِ وَهُوَ نَائِمٌ
وَلَيْسَ فِي الْحَدِيثِ أَنَّهُ
كَانَ نَائِمًا فِي الْقَصَّةِ
كُلُّهَا إِلَّا مَا يَدُلُّ عَلَيْهِ

قوله ثم استيقظت وانا
في المسجد الحرام فلعل
قوله استيقظت بمعنى
اصبحت او استيقظ
من نوم اخر بعد
دخوله بيته ^{اشفا شريف ج ۱ ص ۱۹۲}
وجبة رابع وهو ان
يعبر بالنوم ههنا عن
هيئة الناس من
الاضطجاع ويقويه
قوله في رواية عبد بن
حميد عن همام بن
اناناس وريما قال مضطجع
وفي رواية هدية عنه
بيناً اناناس في الحطيم
وربما قال في الحجر
مضطجع وقوله في
الرواية الاخرى بين
الذائم واليقظان فيكون
سني هيئته بالنوم
لما كانت هيئة الناس
غالباً

(۱۳) امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ

کرتا ہے وہ یہ کہ ثم
استيقظت وانا في
المسجد الحرام بس شاید
استيقظت کا معنی اصحت
ہے۔ یا گھر میں پہنچنے کے بعد جو
نیند آپ نے فرمائی۔ اس سے
بیدار ہونا مراد ہے۔ اور چوتھی
وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کروٹ
کے بل لیٹنے کو نوم سے تعبیر کیا گیا
ہو۔ جسے عربی میں اضطجاع کہتے
ہیں۔ اور عبید بن حمید جو حمام سے
روایت کرتے ہیں کبھی سونے کا لفظ
کہتے ہیں۔ اور کبھی لیٹنے کا ذکر کرتے
ہیں۔ اور حضرت حدیث کی تمام سے
روایت میں بھی یوں ہے کہ میں حطیم
میں سویا تھا۔ اور کبھی فرمایا کہ میں
حجر حطیم میں لیٹا ہوا تھا۔ اور ایک
دوسری روایت میں ہے کہ میں
نیند اور بیداری کے درمیان تھا
تو نیند کی حالت کو نیند
سے تعبیر کیا گیا۔

(اشفا شریف ج ۱ ص ۱۹۳)

کم از کم رزایت کرنے والے کا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

یہ قول ہے کہ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
بیدار ہوتے تو آپ مسجد حرام میں
تھے اس قول کو ظاہر پر بھی حمل کرنا
جائز ہے اور اس کی تاویل بھی کی
جاسکتی ہے۔ ظاہر پر حمل کریں تو یہ
کہیں گے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے آسمان سے واپس تشریف لا کر
مسجد حرام میں سو گئے پھر جب
بیدار ہوئے تو مسجد حرام ہی میں تھے
اور اگر تاویل کریں تو یہ معنی ہونگے
کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب
معراج کے حال سے افاقہ ہوا تو آپ
مسجد حرام میں تھے کیونکہ جب حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی ہوتی تھی
تو آپ ہمیں مستغرق ہو جاتے جب
وحی ختم ہوتی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو حالت استغراق سے افاقہ ہو جاتا
تھا یہی کیفیت معراج کے لئے ہوتی
تھی کہ جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
معراج میں ہے آپ پر استغراق طاری
رہا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد
حرام میں واپس آئے آپ وہ استغراق

فاستیقف وهو بالمسجد
الحرام کے تحت اقام فرماتے
ہیں۔ واقلہ قولہ
فاستیقف وهو عند
المسجد الحرام
فان حمل علی
ظاہرہ جائز ان
یکون نام بعد ان
هبط من السماء
فاستیقف وهو عند
المسجد الحرام
وجاز ان یؤول
قولہ استیقف ای
افان مما کان
فیہ فانه کان اذا
اوحی الیہ
یستغرق فیہ فاذا
انتہی رجع الی
حالتہ الاولی فکفی
عنه بالا استیقاظ

افتح الباری

(ج ۱۲ ص ۴۱)

زائن ہوا جس کو راوی بیدار ہونے سے تعبیر کرتا ہے۔

Click For More Books

(۴۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

معراج کی رات میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک
گم نہیں پایا۔

ما فقدت جسد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ليلة المعراج

تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کو معراج سال ۱۲ھ میں ہوئی۔ اور حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی مبارک ہجرت کے بعد ہوئی ظاہر ہے کہ اس وقت حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضور علیہ السلام کے پاس پایا جانا مشکل ہے۔ پھر ان کا فرمانا کہ میں
نے جسم مبارک کو معراج کی رات گم نہ پایا کیوں کہ تصویر میں آسکتا ہے؟ سوا اس کے
اور کوئی صورت نہیں بن سکتی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشہد روحانی معراجوں سے
کسی روحانی کا ذکر فرما رہی ہیں اس حدیث میں معراج متعارف کے جسمانی ہونے کا
انکار ثابت نہیں ہو سکتا۔

(۴۵) اب رہا یہ شبہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے

اور نہیں کیا ہم نے اس روایا کو جو
آپ کو دکھائی۔ لیکن لوگوں کے
لئے آزمائش تھی۔

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي
أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ
(پ ۱۵ ع ۱۶)

(الف) بعض لوگوں نے اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے معراج منامی
کا قول کیا ہے اور کہا ہے کہ روایا کا معنی خواب کا ہے لہذا ثابت ہوا کہ آپ کو
خواب میں معراج ہوئی۔ حالانکہ اس آیت کو صلح حدیبیہ یا جنگ بدر کی خواب مفسرین نے
جب محمول کیا ہے۔ تو اس آیت کا معراج پر محمول کرنا حتمی اور یقینی نہ رہا۔ کیوں کہ
إِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلُ اسْتِدْلَالٍ جب احتمال آجائے تو استدلال
باطل ہو جاتا ہے

(ب) روایا بمعنی روایت بھری میں مستعمل ہے۔ علی الخصوص رات کو آنکھ سے

Click For More Books

دیکھنے کے معنی سناٹے اور زائے ہے۔ لغت عرب میں اس کے بہت شواہد ہیں۔

اذان جملہ دیوان متنبی میں ابوالطیب نے بدر بن عمار کی تعریف میں لکھا ہے

مَضَى اللَّيْلُ وَالْفَضْلُ الَّذِي لَا يُعْنَى،

وَرُؤْيَاكَ أَحْلَى فِي الْعُيُونِ مِنَ الْغَضَى

رات تمام ہو گئی اور تیری فضیلت ختم نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ دائم اور ثابت ہے۔ اور

تیری صورت کا دیکھنا آنکھوں میں نیند سے زیادہ میٹھا ہے ملاحظہ فرماتے یہاں رویا

بمعنی رویت بھرتی استعمال ہوا۔ جو کہ ایک فصیح بلیغ شاعر کا قول ہے جس کو محاورہ کلام

عرب میں بطور محبت اور دلیل کے پیش کیا جاسکتا ہے۔

اج حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا

رُؤْيَا عَيْنٍ أَرِيَهَا رَسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرَى

بِالْحِمَى بَيْتَ الْمُقَدَّسِ (بخاری شریف ج ۱ ص ۵۵) رویا سے

یہاں آنکھ سے دیکھنا مراد ہے۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معراج رات

بیت المقدس تک دیکھا ہے۔ اس حدیث کے حاشیہ ۵۵ پر امام کرمائی کا

مقول منقول ہے۔ رُؤْيَا عَيْنٍ قِيْدَ بِهِ لِلْأَشْعَارِ بِأَنَّ رُؤْيَا بِمَعْنَى

الْمُرُوءِيَةِ فِي الْبَقْطَةِ لَا رُؤْيَا النَّامِ رُؤْيَا كُؤْيَا كُؤْيَا دیکھنے کے دیکھنے

سے مقید فرمایا کہ لفظ رویا بحالت بیداری کے دیکھنے کے مستعمل ہے۔ اور خواب

اور نیند کا واقعہ نہیں خواجہ نظامی گنجوی فرماتے ہیں۔

نہر سینہ لاراز دانی دہند نہ ہر دیدہ را دید ہانی نہند

نہ ہر گوہرے درۃ التاج شد نہ ہر مرسلے اہل معراج شد

برائے سرانجام کار صواب یکے از ہزاران شود انتخاب

مکہ شریف سے معراج ہونے میں ازا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکہ شریف سے معراج ہوتی اور بعد از حجت تہ منور

سے معراج نہ ہوئی اس میں بہت راز اور مجید ہیں۔ گوان رازوں کو اللہ جانتا ہے
مگر عشق و محبت کے مستانوں کے لئے کچھ اشارے لکھے جاتے ہیں

الف) مکہ سے مدینہ تک نزول انوار اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ مکہ سے پیشہ منور
تک جو زمین ہے اُس پر انوار معراجیہ کا ورود ہو اور ان انوار سے برکت حاصل ہو
اس لئے مکہ شریف سے معراج ہوئی اگر مدینہ منورہ سے معراج ہوتی تو مکہ اور مدینہ
کے درمیان والی زمین معراج کے انوار و برکات سے مستفیض نہ ہو سکتی۔

ب) شعب ابی طالب کا صلہ، ابو طالب کی گھائی میں پورے تین سال حضور
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام اس حال میں رہنے پر مجبور کیا گیا کہ زندگی کے
تمام ذرائع ان سے روک لئے گئے۔ حتیٰ کہ کھانا بند کر دیا گیا اور پانی بھی بند کر دیا گیا
ایسے سخت دباؤ ڈال کر بایکھاٹ کیا گیا جس سے زیادہ بایکھاٹ ممکن نہ تھا قاعدہ
ہے جس چیز کو ایک طرف دباؤ لگے تو دوسری طرف اس کا ابھرنا ناگزیر ہے یہی وجہ
ہے شعب ابی طالب کی تکالیف کا آپ کو وہ صلہ ملا جو حراً کے واقعہ سے زیادہ
ندرت رکھتا ہے۔ جو کسی مکتب میں نہیں گئے اور اس کو کتاب دی گئی وہی فرماتے
ہیں کہ ایک رات کی ایک آن میں مجھے وہ عروج حاصل ہوا جو آج تک کسی کو نہ ہوا
اور نہ ہوگا۔ (النبی الخاتم)

ج) دنیوی اور اخروی برکات کے دو چشمے، جس طرح بچہ کو ماں کے پیٹ
میں ناف سے غذا ملتی ہے اسی طرح تمام روتے زمین کو ساری برکتیں بیت اللہ
سے ملتی ہیں۔ اس لئے اس کو ناف زمین بھی کہتے ہیں جیسا کہ ریاض تحقیق تادر میں
لکھا ہے۔ اور بیت المقدس قیامت کے دن لوگوں کے وقوف کی جگہ ہے۔
اس دن جتنی برکتیں ان لوگوں کو ملیں گی جو اس کے مستحق ہوں گے وہ بیت المقدس
سے ملیں گی یہی وجہ ہے کہ اسرار کی ابتدا مکہ شریف سے اور اس کی انتہا
بیت المقدس میں ہوئی تاکہ دنیا اور آخرت کے برکات کے دو چشمے سات
کے ان انوار سے مستفیض ہوں جو معراج میں جلوہ گر تھے۔

Click For More Books

(د) ابتداء اور انتہا میں مساوات آپ کو مکہ شریف سے اس لئے معراج ہوتی تاکہ اسرار کی ابتداء اور انتہا میں مساوات ہو جاسے یعنی معراج وہ سفر جس کا زمین سے تعلق ہے

ایک بیت اللہ (خانہ کعبہ) سے شروع ہوا۔ اور دوسرے بیت اللہ (بیت المقدس) میں ختم ہوا۔ گویا بعنوان دیگر یوں کہہ سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کا مہمان اللہ تعالیٰ کے گھر سے چلا اللہ تعالیٰ کے گھر میں گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف جارہا ہے۔ مِنْهُ الْبِدَايَةُ وَالْإِلَهُ الْإِنْتِهَاءُ اس سے شروع اور اسی تک مقصود کی انتہا ہے۔

(ھ) تسلی دادن فاطر عاظرا، امکہ شریف سے معراج ہونے کا سبب یہ ہے کہ جتنی مکہ میں ایذا دی گئی اتنی کہیں بھی نہیں دی گئی۔ جب کفار نے ایذا میں نہایت کر دی تو رب کریم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک کو تسلی دی اور قدرت کے وہ عجائب اور غرائب دکھائے اور سنائے جو نہ کسی نے دیکھے اور نہ کسی نے سنے ہیں۔

(و) اسماء شریف میں جزوی تناسب، جب رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے رب العالمین کی بارگاہ کا قصد فرمایا تو آپ کا یہ مقدس معراج اس مقدس مقام سے شروع ہے جس کا نام ہدی للعالمین ہے۔ کیوں کہ ان اسماء شریفہ میں ایک قسم کا جزوی تناسب تھا۔

بعض حضرات نے سیر معراج کی توجیہ سرعت سیر سے کی ہے یہاں تک

کیفیت سیر معراج

کہ مکان اور زمان ہر دو اپنے استعداد پر باقی تھے۔ اور یہ بات واضح ہے کہ وہ مسافت جس کو حضور علیہ السلام نے معراج کی رات طے فرمایا نہایت دراز تھی حتیٰ کہ حقائق محققین میں ہے کہ مکہ شریف سے مقام اُدجی تک تین سے لاکھ سال کی مسافت تھی۔ اور بعض نے پچاس ہزار وغیرہ ذالک کا قول کیا ہے۔

اور بعض نے زمان اور مکان بحال مان کر مسافت کی طیّٰ رسمٹ جانے کا قول کیا ہے۔ جیسا کہ روح المعانی میں ہے ایسی کرامات بہت بزرگوں سے ظاہر ہوتی ہیں۔ معتبر اور ثقہ لوگوں کی حکایات کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں۔ فقہانے بھی اولیاء کرام کی کرامات کے سلسلہ میں اس کو ذکر کیا ہے۔ اور یہ امر شرعاً ممکن ہے۔ فلا سفر اس کو طفرہ سے تعبیر کرتے ہیں جس کا معنی یہ ہے کہ ایک مکان سے دوسرے مکان تک اس حیثیت سے پہنچا کہ وہ مسافت بومبار اور منتہی کے درمیان واقع ہے۔ اس سے محاذات واقع نہ ہو۔ اور بعض حضرات نے مسافت بر حال اور زمان کی نشر و پھیل جانے کا قول کیا ہے اور اس سے قائل کا قول ہے کہ ازل سے ابد تک ایک نقطہ ہے حتیٰ کہ ازل اور ابد دونوں میں اس لحاظ سے اعتباری فرق ہے۔ کیونکہ ایک نقطہ میں تجزیہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وَلَيْسَ بَيْنَهُمْ ذَالِكُ عِنْدِي إِلَّا لَمُتَجَرِّدُونَ مِنْ جَلَدٍ يَبْ أَبَدًا إِنَّهُمْ وَقِيلُ مَا هُمْ (روح المعانی ج ۵ ص ۱۵) امام محمد آلوسی مفتی بغداد فرماتے ہیں کہ اس عبارت اور مطلب کی حقیقت کو اجسام کے لباس سے متجرد حضرات سمجھ سکتے ہیں۔ اور وہ بہت قلیل لوگ ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہم کو کرامات اور معجزات کی حقیقت پر یقین رکھنا چاہیے اور کیفیت کا معاملہ ہماری سمجھ سے بالا ہے اسکو باری تعالیٰ جانتا ہے۔ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَيْسَ لَنَا مِنَ الْغُيُوبِ (نور علیٰ) اور طی مکان، نشر مکان کی طرح نشر زمان اور طی زمان بھی ہیں تمام تر واقعات کو صوفیائے کرام نے تسلیم کیا ہے جب کہ معراج کے واقعہ سے یہ تحقیق مناسب تھی۔ اس لئے ہم نے اس مقام پر مسآئل بیان کر دیئے ہیں۔ اور اللہ غلّ شانہ ہی ہر کام کی حقیقت اچھی طرح جانتے ہیں۔

سکون نظم عالم

مالک الملک کے عرشی مہمان صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج سے واپس آئے تو وہی آن بانی تھی حتیٰ کہ بستر مبارک مہوز گرم تھا وضو کا پانی نہہ رہا تھا۔ اور حجرہ کی زنجیر

ہل رہی تھی۔ اس بات کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ کہ فی الحقیقت آپ کو معراج میں کتنا عرصہ لگا۔ ہاں ایک مشہور قول ہے کہ اٹھارہ سال کے عرصہ تک نظام عالم میں سکون رہ گیا۔ گو جدید اور قدیم فلسفہ میں منہمک اور نئی روشنی کے خیال کے لوگ اس کو بعید از عقل کہہ دیں۔ مگر معجزات کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنا بیکار ہے۔ کیونکہ معجزہ وہ ہے جس کے مقابلہ میں انسان عاجز ہو جاتے۔ اور عقل حیران رہ جاتے۔ خاص کر معراج کے واقعات اقل سے آخر تک انوکھے اور نرالے ہیں۔ جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت عجائبات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھائے کہنے کو پھر بھی کہا جاتا ہے کہ اتنی مدت گزرنے پر نظام عالم کس طرح بدستور رہا۔ نہ پودے اپنی مقدار سے بڑھ گئے نہ درختوں کی جسامتیں اصناف ہوانہ کسی رہرو مسافر کی قطع مسافت میں زیادتی ہوتی نہ سونے والے اتنے طویل زمانہ بیدار ہوتے نہ ناخنوں اور بالوں میں تغیر اور تراخی زمان کے باوجود نہ کسی چیز میں کوئی تبدیلی واقع ہوتی اگر وہ ہمیں غور کرتے تو شبہ نہ رہتا کہ جس طرح گھڑی کئی سال بند پڑی رہے تو اس کی سوئیاں اور پرنزے برقرار رہتے ہیں۔ یا کسی کارخانہ کا مالک اپنے دوست کی آمد پر کارخانہ بند کر دیتا ہے اور ملاقات کے بعد کارخانہ کو چالو کر دیتا ہے۔ اسی وقت سب پرزہ جات چلنے شروع ہو جاتے ہیں (رباعی اللہ ہمارے ساتھ ہے) اسی طرح لکھا ہے کہ اس رات کو رب العظیم کا خطاب مستطاب ہوا۔ کہ جبریل علیہ السلام تہلیل موقوف کر کے زاویہ طاعت کو چھوڑ دے۔ اور میکائیل علیہ السلام بندوں کی قسمت اور رزق کا پیمانہ ہاتھ سے دھرے۔ اور اسرافیل علیہ السلام صُور اٹھانا موقوف کر دے اور عزرائیل علیہ السلام روحوں کے قبض کرنے سے ہاتھ بند کر دے۔ رضوان جنت کو چاہئے کہ بہشت کو راستہ و بیراستہ کرے۔ دریا بہنے سے، ہوا چلنے سے، افلاک سیر و گردش سے باز رہ جائیں حتیٰ کہ جب قرب تمام جنابِ حالیہ انام و حصول کلام و

Click For More Books

دیدار دیگر جلیل نعمتوں کے حصول کے بعد حضور علیہ السلام نے مراجعت فرمائی
تو ہنوز وضو کا پانی بہہ رہا تھا۔ حجرے کی زنجیر ہل رہی تھی۔ بستر پستور گرم
تھا۔ علامہ اقبالؒ کا کلام سینے سے

ہو نہ پھول تو بلبُل کا ترنم بھی نہ ہو چمن دہریں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو مئے بھی ہو خم بھی نہ ہو بزم توحید بھی دنیا بھی ہو خم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے

فیض ہستی کی تیش آمادہ اسی نام سے ہے

تمثیل و قوتِ قمر

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے
روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت

موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد کو فرمایا کہ مصر سے جب کنعان واپس جانے کا ارادہ ہو
تو چلتے وقت حضرت یوسف علیہ السلام کو ساتھ لے جانا کیونکہ انکی وصیت تھی کہ ان کو
آباد اجداد کے گورستان میں دفن کیا جائے۔ اور اس وصیت کو مصری لوگوں نے
پورا نہ ہونے دیا۔ آپ جب تک اس کو ہمراہ نہ لو گے۔ تم کو کنعان کا راستہ نہ
ملے گا۔ اور سارا قافلہ اسیں پریشان رہ جائے گا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
اعلان فرمایا کہ کوئی واقعہ ہو جو حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کی نشان دہی کر دے
تو اس کو انعام ملے گا۔ ایک بڑھیا حاضر ہو کر کہنے لگی۔ میری چند شرائط قبول ہوں
تو میں قبر کا نشان بتلا دوں گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شرائط دریافت کئے
تو کہنے لگی ایک تو میں نابینا ہوں۔ میری بینائی درست ہو جائے۔ دوسری بات یہ
ہے کہ میں جوان ہو جاؤں۔ تیسری بات یہ ہے کہ ہشت میں مجھے اپنی رفاقت میں شامل
حال رکھنا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسکی سب شرائط کو قبول فرمایا۔ وہ بوڑھی
جوان اور بینا ہو گئی۔ دریا سے نیل کے کنارے پر جا کر درمیان دریا کے ایک جگہ
کی نشان دہی کی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا صندوق یہاں ہے اور اسکا سبب
یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جس کنارے دفن کیا جاتا تھا وہ کنارہ آباد و شاداب

Click For More Books

ہو جاتا۔ اور دوسرا کٹارہ بالکل برباد اور خراب ہو جاتا تھا۔ اس لئے یہ طے ہو گیا۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو دریا کے درمیان مدفون کیا جاتے۔ تاکہ دریا کے دو ٹوکنا رے آباد ہو سکیں۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کا حال دریا کے درمیان میں مدفون ہیں۔ بڑھیا کے کہنے پر حضرت یوسف علیہ السلام کے صندوق کی تلاش ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اے العالمین! چاند کو اسی جگہ ٹھہرایتے۔ اور غروب ہونے سے روک دیجئے۔ تا وقتیکہ ہم اس کام سے فارغ ہو لیں۔ کیونکہ بنی اسرائیل سے عہد وعدہ ہے کہ چاند غروب ہوتے وقت سب اکٹھے ہو کر مصر سے کنعان کو چل پڑیں گے۔ اگر چاند پہلے غروب ہو گیا تو لوگوں کو چلنے کے وقت میں ایک تشویش لاحق ہو جاتے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی برکت سے چاند غروب ہونے سے باز رہ گیا۔ حتیٰ کہ دریائے نیل کے پانی کو ایک طرف کر کے خشکی ظاہر کی گئی پھر کھدائی ہوئی۔ تو ایک ستون برآمد ہوا۔ اس کے ساتھ ایک زنجیر بندھا ہوا نظر آیا پھر اس زنجیر کے بعد ایک آہنی صندوق ظاہر ہوا۔ ایک کے بعد سنگ مرمر کی صندوق نمودار ہوئی جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کا وجود معبود و دلالت تھا۔ پھر وہ صندوق اٹھا کر چلے۔ تب چاند غروب ہونے لگا۔ (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۴۱۵)

(ف) یہ دس محرم کی رات تھی چاند غروب ہونے سے موقوف رہا۔ اتنی ہی مقدار تک بقایا تہائی رات برقرار رہی۔ کیونکہ دسویں کا چاند دو تہائی رات کے وقت غروب ہوتا ہے۔ صبح دیر سے نمودار ہوئی۔ سورج اپنی حرکت سے باز رکھا گیا اہل زمین نیند کے نشہ میں غمور رہ گئے۔ گویا تمام نظام عالم ہی سکون پذیر تھا۔

تمثیل عسکری

حضرت یوشع علیہ السلام میدان اریحا میں عمالقہ سے

چھ ماہ جہاد کر رہے تھے جب فتح کے آثار نمودار ہونے

لگے۔ تو جمعہ کا دن تھا۔ اور سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا۔ اس زمانہ میں اس زمانہ کی شریعت کے مطابق ہفتہ کی رات اور جمعہ کے دن شکار اور جہاد حرام

تھا۔ اور پھر سورج غروب ہونے کے بعد جہاد بند کر دیا جاتا تو دشمن کے غلبہ کا اندیشہ تھا۔ اس لئے حضرت یوشع علیہ السلام نے دعا کی اے خداوند! ہم پر بقایا دن کو زیادہ کر تاکہ ہم جہاد کر کے فتح حاصل کریں اللہ تعالیٰ نے سورج کو وہیں روک دیا حتیٰ کہ جہاد ہوتا رہا مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ اور بنی اسرائیل کی فوجوں نے اریحا پر قبضہ جمایا۔ دشمنوں کو ہلاک کیا اور مال غنیمت حاصل کیا۔ اس کے بعد سورج غروب ہوا۔

(ف) ا جتنی دیر تک سورج غروب ہونے سے محبوس رہا۔ اتنی دیر کے بعد مغرب کی سیاہی چھائی۔ ستاروں کے ظہور میں تاخیر ہوئی چاند نے اپنی منازل طے کرنا موقوف کر دیا۔ بلکہ سارا نظام عالم ہی بند رہا۔

ممثل بحال ماندن غذا

بخت نصرا یک کافر بادشاہ تھا جو بنی اسرائیل پر غالب ہوا۔ شہر بیت المقدس کو غراب کیا تمام

لوگوں کو بچہ مکررہ بنایا۔ تب حضرت عزیر علیہ السلام بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے۔ اس شہر پر گذرے۔ دیکھ کر تعجب کیا۔ کہ یہ شہر پھر کیوں کر آباد ہو گا۔ خدا کے حکم سے اس جگہ اسکی روح قبض ہوئی۔ پھر سو برس کے بعد وہ زندہ ہوتے اسکو اللہ تعالیٰ نے کہا تو کتنی دیر رہا وہ بولایں ایک دن یا ایک دن سے کچھ عرصہ یہاں ٹھہرا رہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا بلکہ تو سو برس تک۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب دیکھ اپنے کھلنے یعنی زیتون کے پھلوں کو اور اپنے پینے کے پانی یعنی انگوروں کے پتوں کو کہ نہیں مٹے اور نہیں بدلے ہوں گے توں تازہ دھرے ہیں۔ اور دیکھ اپنے گدھے کو اور تجھ کو ہم نمونہ بنانا چاہتے ہیں۔ لوگوں کے واسطے اور دیکھ

فَانْظُرْ اِلَى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ
لَمْ يَنْسَهُ وَانْظُرْ اِلَى
حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ
اٰيَةً لِلنَّاسِ وَانْظُرْ
اِلَى الْعِظَامِ
كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ
تَكْسُوْهَا لَحْمًا (پ ۳ ع ۳)

ہڈیاں کس طرح جڑتی ہیں۔ پھر ہم ان کو گوشت پہناتے ہیں

Click For More Books

پھر جب اس پر یہ سب قصہ ظاہر ہوا۔ کہا میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ سب چیزوں پر قادر ہے۔ حضرت عزیر علیہ السلام وہاں سے گدھے پر سوار ہو کر چلے آپ کی عمر چالیس برس کی تھی۔ اور سو سال گزرنے کے باوجود آپ کی عمر وہی رہی۔ جب گھر گئے آپ کا بیٹا جس کو دس سال کی عمر کا چھوڑ کر گئے ایک سو دس سال کا بوڑھا ہو گیا۔ اور آپ کی ایک لونڈی جس کو پچیس سال دیکھا پچیس سال ہو گئی تھی۔ حالانکہ حضرت عزیر علیہ السلام نے نئے سرے سے شادی کی اور اس بیوی سے اولاد بھی ہوئی۔ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ (تفسیر خازن ج ۱ ص ۱۰۰) (ف) سو برس گزرنے کے باوجود انگوڑوں کا پھوڑ ویسے ہی تازہ دم رہے۔ اور زیتون کا پھل بالکل تازہ ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ کائنات پر سو برس گزر گئے مگر زیتون اور انگوڑے کے پھوڑ پر ایک آن بھی نہ گزری

تمثیل عبادت طے زمانی

علامہ سبکیؒ نے تحریر فرمایا کہ معراج کا سارا واقعہ ایک لمحہ میں ہونے میں کوئی تعجب کا مقام نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اگر چاہیں تو تھوڑے وقت کو بہت کر دیتے ہیں۔ اور اگر چاہیں تو بہت وقت کو تھوڑا کر دیتے ہیں۔ چنانچہ علامہ حقی علیہ الرحمۃ کے مرشد کاہل قدس سرہ فرماتے ہیں کہ یہ سچی بات ہے اور میں نے بذریعہ کشف بھی اسے درست پایا ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت موسیٰ سدرائیؒ کے مناقب میں لکھا ہوا ہے۔ وہ جو کہ حضرت ابی مدینؒ کے اکابر اصحاب میں سے تھے کہ آپ ہر دن رات میں ستر ہزار مرتبہ قرآن مجید کا از اول تا آخر ختم کر لیتے تھے اگر اس پر معمول کیا جائے کہ دن کو ۳۵ ہزار ختم اور رات کو ۳۵ ہزار ختم کر لیتے تھے۔ جیسا کہ عادت ہے۔ کہ ایک ختم دن کو اور ایک ختم رات کو کر لیا جائے تو اس حنا سے ایک دن کی مقدار ستا نوے سال دو ماہ بیس دن ہوتی ہے۔ گو تلاوت کرنے کرنے والے کی تیز لسانی کے لحاظ سے اس سے کم مدت کا بھی احتمال ہے۔ حاصل

Click For More Books

کلام روح البیان ج ۲ ص ۱۴۲

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک رکاب میں قدم رکھتے تھے۔ اور دوسری تک پر جلتے جلتے قرآن ختم کر دیتے تھے۔ (شہادۃ الامداد ص ۱۳۱)

تمثیل کرامت طے زانی

حضرت عماد الدین احمد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد حضرت شیخ شہاب الدین

سہروردی سے اس راز کو دریافت کیا تو آپ نے فرمایا طے زانی اور سبط زانی ایک مخصوص شان ہے۔ جو بعض اولیاء کرام پر ظاہر ہوتی ہے۔ پھر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے اس واقعہ کی تصدیق میں یہ قصہ سنایا اور فرمایا کہ شیخ الشیوخ حضرت ابن السکینہ کے ایک دھبیامرید تھا۔ ان کے ذمہ یہ خدمت تھی کہ جمعہ دن مشائخ کرام کے لئے مصلے بچھایا کریں اور بعد نماز جمعہ کے لپیٹ کر خانقاہ شریف میں واپس لائیں ایک جمعہ کے موقعہ پر انہوں نے مصلے پیٹے تاکہ جامع مسجد میں آکر چلا کر اول دریا دجلہ پر غسل کرے۔

چنانچہ دریائے دجلہ پہنچ کر کھڑے آوارے رہے۔ تب بند باندھ دیا۔ پانی اتر کر غوطہ لگایا جب پانی سے باہر آیا دیکھا نہ وہ کنارہ ہے نہ وہ پکڑے ہیں۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کونسا شہر ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ دریائے نیل ہے۔ اور اس کے قریب شہر مصر ہے۔ انہیں سخت تعجب ہوا اور پانی سے باہر نکلے اور وہی تہہ بند باندھ دیا۔ ہوتے شہر میں چلے گئے وہاں ایک ڈھلے کی دوکان ملی اس پر کھڑے ہو گئے۔ دوکاندار نے فراست سے جانا کہ یہ اہل فن ہے۔ انہیں عزت اور اکرام سے بٹھایا اور گھر لے گیا۔ مختصر یہ کہ اپنی ٹرکی سے اس کی شادی کر دی۔ سات سال تک یہاں رہا۔ تب بچے ہو گئے ایک روز پھر دریائے دجلہ پر گئے اور غوطہ لگایا جب پانی سے باہر ہوئے تو اپنے کو اس جگہ پایا جہاں سات سال قبل غوطہ لگا چکے اور دیکھا کہ کپڑے بھی اسی جگہ پڑے ہیں جہاں آوارے تھے۔ آپ نے پکڑے اور خانقاہ شریف میں آئے تو مصلیٰ جیسے لپیٹ گئے تھے ویسے ہی۔

Click For More Books

بعض لوگ کہنے لگے کہ آپ تو درجہ سے بہت جلدی واپس لوٹ آئے عرض کہ یہ مصلیٰ مسجد میں لے گئے۔ اور نماز جمعہ پڑھی پھر انہیں خانقاہ شریف میں لائے جسکے بعد حیرت و استعجاب میں جلدی جلدی گھر چلے گئے وہاں بیوی نے کہا: جن مہمانوں کی خاطر مچھلی تلنے کو کہہ گئے تھے۔ میں نے مچھلی تل رکھی ہے انہوں نے مہمانوں کو بلا کر کھانا کھلایا۔ پھر شیخ طریقت حضرت ابن السکینہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا سنایا۔ تو شیخ طریقت نے فرمایا کہ تو مصر سے اپنی بیوی اور بچے لے آ چنانچہ یہ وہاں گئے اور تینوں بچے اور بیوی کو لے آئے جب ابن السکینہ نے دیکھا تو تصدیق فرمائی اور فرمایا

بے شک اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے بعض بندوں کے لئے بسط زمان فرماتا ہے اور بعض کیلئے زمان مہصور رہتا ہے

إِنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ زَمَانًا لِّمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ مَعَ قَصْرٍ لِّقَوْمٍ آخَرِينَ

شرح قصیدہ بردہ شریف

تمثیل اعجازِ سیمپائی

سلطان ہمایوں کے زمانہ میں ایک شخص شمس آباد میں فن سیمیا کا ماہر رہتا تھا۔ لوگوں کو بڑے بڑے عجائبات دکھاتا تھا۔ ایک دن شیخ احمد فرملی اور شیخ احمد استاذ جو اپنے وقت کے مشہور اکابر علماء میں تھے۔ دونوں نے مشورہ کیا۔ اور اس مکان پر تشریف لے گئے۔ اور کہا، ہمیں کچھ دکھاؤ اس نے تنکوں کا گول چھپر بنایا اور شیخ احمد فرملی سے عرض کی کہ آپ اس چھپرے سے پیچھے سے گزریں۔ آپ نے جوں ہی قدم مبارک رکھا سب کچھ خیال ذہن سے محو ہو گئے۔ خیال یہ ذہن میں آگیا کہ اپنے وطن سے گجرات جا رہے ہوں۔ غرضیکہ قطع منازل کرتے ہوئے اور طے مراحل کے بعد ایک مدت کے بعد گجرات پہنچے وہاں ایک باغ دیکھا آپ نے وہاں سے کچھ پھل توڑے اچانک

Click For More Books

باغبان آگیا اور اس نے پکار کر کہا۔ کہ یہ پھل تو نے توڑے کون ہیں کیونکہ یہ تو سرکاری باغ کے میوہ جات ہیں حتیٰ کہ آپ کو گرفتار کر لیا اور سلطان کے سامنے پیش کیا سلطان نے دیکھا۔ اور فرماست سے جانا کہ یہ کوئی شریف آدمی ہے۔ باغبان کو زبرد تو بیخ کی اور نہایت تشبیح کر کے کہا کہ تو نے ایک شریف آدمی کو ناحق ستایا ہے۔ اور پریشان کر دیا ہے۔ پھر شیخ سے پوچھا آپ کون ہیں۔ اور یہاں کیوں آتے۔ آپ نے فرمایا میرا نام فرطی ہے اور میرا وطن قنوج ہے میں تیرے شہر میں ملازمت کے لئے آیا ہوں بادشاہ نے کہا۔ آپ شوق سے رہ سکتے ہیں۔ میں آپ کو ملازمت دے دیتا ہوں۔ پھر دو گھوڑے دیئے سامان رہائش وغیرہ مل گیا۔ حتیٰ کہ شیخ فرطی یہاں چند سال رہ گئے شادی کی اولادیں ہوئیں اور بادشاہ کی ملازمت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ پچاس برس گزر گئے۔ موتے سیاہ کی بجائے سفید بال ہو گئے۔ کہ اچانک ایک دن سیر و سیاحت کے دوران میں ایک جگہ وہی جھونپڑا نظر آیا۔ اس کی طرف چند قدم بڑھے۔ تو شیخ احمد سٹاذ کو دیکھا بڑے تپاک سے آگے آئے اور معافہ کر کے فرمانے لگے آپ کب گجرات آئے استاد فرمانے لگے ایں گجرات انسا سخن تہی شمس آباد خف جیت السیمادی وانت الساعة دخلت المحض ورجعت فالان تذکر گجرات کہاں ہم تو شمس آباد میں سیمادی کے گھر میں۔ اور آپ ابھی تنکوں کے جھونپڑے میں داخل ہوئے اور ابھی واپس آگئے۔ لہذا ابھی سوچ سمجھ کر بات کرو۔ تو معافی بات سنتے ہی شیخ احمد فرطی کو یاد آگیا کہ یہ سب کچھ سیمادی نے عجوبہ دکھایا ہے۔

(شرح قصیدہ بردہ شریف) حضرت مولانا ابوالحسنات صاحب

ایک دن ایک شخص ابوالمعانی نام
حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر

تمثیل کرامت مکانی

جیلانی قدس سرہ کی مجلس وعظ میں حاضر تھے چنانچہ اثنائے مجلس میں اسے ایک بڑا

تقاضا پیش آیا۔ اور باہر جانے بلکہ کثرتِ انبوه خلقت کے باعث ملنے جلنے کی طاقت نہ رہی۔ مجبور ہو کر استغاثہ کے طور پر حضرت غوث پاک کی طرف متوجہ ہوئے،، حضرت پاک منبر کے ایک پایہ سے اترے اور پہلے پایہ پر ایک سرمانند ان کے سر مبارک کے ظاہر ہوا جب حضرت صاحبِ دوسرے پایہ پر اترے۔ دمنیجے کا سر مبارک مجمع ہر دو کندھوں کے ظاہر ہوا۔ اس طرح حضرت صاحب جب اترتے وہ صورت زیادہ ہوتی جاتی۔ یہاں تک کہ وہ صورت بعینہ مثل صورت غوث الاعظم کے بن گئی اور وعظ کہنا شروع کیا۔ آواز مثل آواز غوث الاعظم کے تھا۔ اور کلام اس کی مثل کلام غوث پاک کے تھی۔ اور اس کو اس شخص کے سوا یا جس کو اللہ جل شانہ نے چاہا کسی شخص نے نہ دیکھا۔ پھر غوث الاعظم اس کے سر پر کھڑے ہو گئے اور اپنی آستین مبارک یا رومال مبارک سے اس شخص کو چھپا لیا۔ اس شخص نے اپنے کو ایک کشادہ جنگل میں پایا۔ وہاں ایک ندی میں پانی بہتا تھا۔ اور ندی کے کنارہ پر درخت تھے۔ ایک درخت پر چابیوں کا دستہ لٹکا دیا اس کے بعد وضو کیا دو رکعت نماز ادا کی اور ہر دو طرف سلام پھیر کر ناگاہ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اس سے اپنا رومال اٹھایا تو اس نے اپنے کو مجلس وعظ میں دیکھا اور اپنے اندام کو وضو کے پانی سے تر پایا اور حضرت غوث الاعظم منبر پر وعظ میں مشغول تھے۔ گویا ہر گز نیچے ہی نہیں اترے وہ شخص خاموش رہ گیا اور کسی کو نہ بتایا۔ چابیوں کا کچھ تلاش کیا جیب میں نہ پایا بڑی مدت کے بعد عم جانے کا قصد کیا سفر کرتے ہوئے چودہ دن بغداد سے سفر کیا ہوا تھا کہ ایک جنگل میں گزر رہا تھا۔ وہاں ندی کے کنارہ وضو کا اٹودہ کیا۔ دیکھا تو اس جنگل کا نقشہ اس جنگل کی طرح نظر آتا ہے جہاں پہلے آیا تھا۔ اور ندی بھی وہی ہے جہاں وضو کیا تھا۔ کچھ تھوڑی دور ندی کے کنارہ پر چلا تو اس کو وہ جگہ نظر آئی جہاں وضو کیا تھا۔ اتنے میں اس درخت کو دیکھا جس پر چابیوں کا کچھ لٹکا ہوا تھا جب بغداد واپس آیا۔ اور غوث الاعظم قدس سرہ کے سامنے تذکرہ کیا۔ تو آپ نے بہت

Click For More Books

معراج کی تاریخ اور سن | معراج کی تاریخ اور سن
اقوال ہیں۔ ان کو مرتب طور پر

۲۔ ہجرت سے ایک سال پہلے ۳؎ نبوی میں ۳؎ ہجرت سے دو سال پہلے ۴؎ نبوی میں ۴؎ ہجرت سے تین سال پہلے ۵؎ نبوی (سیرت علیہ)
۵۔ ہجرت سے پانچ سال پہلے ۶؎ نبوی میں (ماہیت بالتنتہ) ۷؎ بعثت کے پانچ سال بعد ۸؎ نبوی میں ہوئی (معارج)

ع ۱۷ ربیع الاول - ع ۲۷ ربیع الاول - ع ۲۹ رمضان ع ۲۷ ربیع الآخر
ع ۲۷ رجب شریف ع ۷ بعض کا کہنا کہ شوال اور بعض نے کہا کہ ذی الحجہ میں
معراج ہوئی

مجمعہ کی رات ہفتہ رات ، چرکدات اور یہ اقوال بھی سیرت علیہ
سے نقل کئے ہیں ۔

و فی زمین القصص کان زمین القصص میں نکھلے کہ آپ

زمن ذہابہ صلی اللہ علیہ
معراج کو جب گئے اور جب آئے

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

رات سے تین گھنٹے باقی تھے
اور بعض نے کہا چار گھنٹے
باقی تھے۔
(سیرت علیہ ج ۱ ص ۱۲۲)

وَسَلَّمَ وَمَجِئَتْ ثَلَاثُ
سَاعَاتٍ وَقِيلَ اَرْبَعُ
سَاعَاتٍ اَيْ بَقِيَتْ
مِنْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ

تطبیق روایات

ان اسرأئته صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
عليه وسلم كانت اربعاً

وثلثين واحداً بحسبه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ والباقي بروحه
ريواقت والجواهر ج ۲ ص ۲۵۱ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پونہ تیس مرتبہ معراج ہوئی
ایک بار جسمانی معراج اور باقی روحانی ہیں۔ اسی طرح مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۵۱

پر بھی لکھا ہے سبب معراج میں جانے کا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ سے بیت المقدس گئے اور وہاں سے آسمان
کی طرف روانہ ہوتے اس کا سبب ہے حالانکہ مکہ شریف سے سیدے آسمان کی
طرف چلے جائے بیت المقدس میں جانے کی کیا وجہ ہے

(الف) مشاہدہ برکات

مسجد اقصیٰ

سے معراج کے شروع ہونے کا یہ
سبب ہے کہ وہاں آیات کبریٰ
ہیں جو کہ نبیوں اور ان جیسے
لوگوں کی روحوں کی تجلی کے
انوار کی برکات ہیں اور وہاں

وسبب بدأۃ المعراج
الذہاب الی المسجد
الاقصى لان هناك الايات
الکبری من بركة النوار
تجلتہ لا روح الانبیاء
واشباہهم وهناك بقربہ

Click For More Books

مسجد اقصیٰ کے قریب ہی طور سینا
سے ۔ اور طور زیتا ہے اور
حضرت ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ
علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام
اور ان پہاڑوں میں ایسے مقام ہیں
جہاں حقیقت کا مکاشفہ ہوتا ہے
اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے
اس کے آس پاس برکتیں رکھی ہوتی
ہیں ۔ تاکہ ہم اپنے حبیب صلی اللہ
علیہ وسلم کو معراج کی رات بے نی
قدرت کی بڑی نشانیاں دکھاتیں
جو ہمارے مشاہدہ پر دلالت کرتی
ہیں حتیٰ کہ قدرت کی نشانیاں دیکھنے
کے بعد ہمارے مشاہدہ کو دیکھنے کے

طور سیناء و طور زیتا
والصیصۃ و مقام ابرہیم
وموسیٰ و عیسیٰ فی تلك
الجمال مواضع کشف
الحق لذلك قال بارکنا
حولہ لنریہ من آیتنا
من علامات شواہد
مشاہدتنا حتی
یتعود برویتہ
شہودنا فی الایات
ولیقوی برویتہا
حتی یطلق بان تری
آیات عظام السکوت
(عرائس البیان ج ۲ مش ۱۵۲)

عادی ہو جائیں اور ان قدرت کی نشانیوں کے دیکھنے سے اس کو قوت
حاصل ہو جائے حتیٰ کہ سکوت کی بڑی نشانیاں ملاحظہ فرما سکیں

یہ عادت اللہ کے مطابق ہے ورنہ اللہ جل شانہ کو ہر طرح قدرت ہے چاہیں
دفعی طور پر سب کچھ دکھا سکتے ہیں ۔

اب اظہار حق برائے معاند

بیت المقدس تک سیر کرانے میں
یہ حکمت تھی کہ معاند کے لئے حق
واضح ہو جائے اس لئے کہ اگر
مکہ سے آسمان کی طرف آپ

ان الحکمة فی الاسراء
الی بیت المقدس
اظہار الحق للمعاند
لانه لو خرج من مکة

Click For More Books

کو معراج ہوتی تو دشمن کی ضد و
منع کرنے کے لئے کوئی بیان
اور وضاحت کا راستہ نہ ہوتا۔

الی السماء لم یجد لمعاناً
الاعداء سبیل الی البیان
والایضاح مواہب لنبی ج ۲ ص ۱۱۱

جب بیت المقدس سے معراج ہوتی تو دشمن نے کہا بیت المقدس کی علامات
کیا ہیں؟ تو آپ نے سب کو بتا دیا۔ دشمن نے کہا قافلوں کے حالات کیا ہیں؟
آپ نے سب حالات ارشاد فرمائے تو دشمن لا جواب ہو گیا۔ اگر براہ راست آسمان پر
جاتے تو دشمن کو ان سوالوں کا موقع نہ مل سکتا جس سے وہ لا جواب ہو جاتا۔

(ج) اجابت دعا رستون شریف

بے شک مسجد اقصیٰ کے ایک ستون
شریف نے کہا اے ہمارے رب !
ہم کو ہرنی کی (سلام ہو ان پر) برکت
سے شرف ملا ہے۔ اب ہم کو حضرت محمد
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
کا شوق ہے پس ہماری یہ دعا قبول
فرما کر انکی زیارت کا شرف عطا
فرما اس ستون شریف کی دعا قبول
ہوئی اور حضور علیہ السلام کی معراج

ان اسطوانة المسجد
قالت ربنا حصل لنا
من کل نبی حظ وقد
اشتقنا الحسنة محمد
صلی اللہ علیہ وسلم
فارزقنا لقاءه فیہدی
بالاسراء تعجیلاً
لاجابتنہ
(روح المعانی ج ۱۵ ص ۱۱۱)

آسمانی بیت المقدس سے شروع کی گئی۔

(د) برکت اثر قدم شریف

بیت المقدس سے اس لئے
معراج ہوئی تاکہ آپ کے قدم
شریف کے اثر سے برکت آ
جاتے اور اس برکت سبب سے

لأنه محشر الخلائق
فیطوئہ بقدمہ
الشریف لیسرقل علی
امتہ یوم القیامة

Click For More Books

قیامت کے دن آپ کی اُمت
کو وہاں آسانی ہو جائے گی۔ کیونکہ
وہاں مخلوق کے جمع ہونے کا
مقام ہے

وقوفهم ببركة
الشرق
الشریف
تفسیر فتح المنان ج ۵ ص ۲۹۶

(ھ) حصول ثواب دو ہجرت ،

بیت المقدس سے معراج کا مقصد
آپ کو دو دنوں ہجرتوں سے سرفراز کرنا
ہے کیونکہ بیت المقدس اکثر نبیوں
کی سلام ہو ان پر ہجرت گاہ ہے
اس لئے مہجور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو وہاں کا سفر معراج کی رات
درپیش ہوا تاکہ آپ اس سفر

حصول الہجرتین
لان بیت المقدس کان
هجرة غالب الانبياء
فحصل له الرحيل في
الجملة ليجمع بين
اشتات الفضائل
خصائص كبرى ج ۱ ص ۱۸۷

کے سبب سے مختلف انواع کے فضائل کو جمع کر لیں۔

(ح) ۱۔ محاذات دروازہ آسمانی کہتے ہیں کہ آسمان کا دروازہ بیت المقدس

کی محاذات میں واقع ہے۔ اس لئے بیت المقدس سے معراج ہوتی۔ اور واپسی پر وہاں
گزر فرمایا چنانچہ امام برہان الدین علی لکھتے ہیں۔

اود کہا گیا ہے کہ بیت المقدس سے
معراج ہونے میں ایک حکمت یہ
بھی ہے کہ آسمان کا دروازہ جہاں
سے فرشتے آسمان پر چڑھتے ہیں۔
جس کو مصعد ملائکہ کہتے ہیں۔ وہ
بیت المقدس سے سیدھا اوپر ہے

وقيل في ذلك ايضا
ان باب السماء
الذي يقال له
مصعد الملائكة
يقابل بيت المقدس
فيحصل في الخروج

Click For More Books

پس ثابت ہوا کہ وہاں سے راستہ
سیدھا ہے اور ٹیڑھا نہیں ہے۔

مستویا من غیر نحو تہ
(سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۳۱۹)

سبب معراج آسمانی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ کو
زمین پر معراج نہ ہوئی۔ بلکہ آسمان پر معراج

ہوئی اس کا سبب یہ ہے کہ جب آپ عنصری وجود کے ساتھ زمین پر جلوہ گر ہوئے
تو زمین نے آسمان پر فخر کر کے کہا کہ میری شان تجھ سے زیادہ ہو گئی۔ اس کے بعد
آسمان نے دعا کی اے اللہ العالین اپنے محبوب کو میرے پر بلندی دے تاکہ مجھے
مشرف حاصل ہو تب اللہ تعالیٰ نے دونوں کو برابر درجہ دینے کے لئے حضور علیہ
الصلوة والسلام کو آسمان پر معراج کرائی یا یوں کہو آسمان پر کروڑوں فرشتے
ایسے ہیں جو زمین پر نہیں آ سکتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے شائق تھے
اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور حضور علیہ السلام کو آسمانوں پر معراج سے نوازا
(وعظ بے نظیر ص ۱۳۳)

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم
اس خاک پہ قربان دل شیدا ہے ہمارا
خم ہو گئی پشت فلک اس طعن زمیں سے
سن ہم یہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

یا آسمان کو حضور علیہ السلام کی زیارت کا اس لئے شوق دامن گیر ہوا کہ یہ
ستاروں کی زینت بلکہ آسمان کا وجود ہی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بدولت
ہے حضرت شیخ عبد الکریم جیلی قدس سرہ لکھتے ہیں۔

کل کمال تشہدہ	ہر وہ کمال جو محسوسات میں نم
بالمحسوسات فہو	دیکھتے ہو وہ حضور علیہ الصلوۃ
من فیض صورائہ	والسلام کی ظاہری صورت

Click For More Books

الظاہرۃ وکل کمال تعقلہ من المعنویات فہو من فیض معانیہ الباطنۃ فہو فی المثل معدن کمالات العالم تستمد من باطنہا وظاہرہا فمحسوسات العالم تستمد من ظاہرہ ومعقولات العالم تستمد من باطنہ فہو الہیوی للقبورۃ والمعانی والوجودیۃ فعالم الشہادۃ فیض ظاہرہ وعالم الغیب فیض باطنہ وعالم فیض عبادۃ عن حقیقۃ علی شیعہ سلم	کے فیضان سے ہے اس طرح وہ باطنی کمال جو عقل سے ادراک ہوتا ہے وہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے باطنی فیضان سے ہے۔ گویا آپ عالم کے کمالات ظاہری اور باطنی معدن ہیں حتیٰ کہ عالم محسوسات آپ کے ظاہر سے مدد طلب کرتے ہیں اور عالم معقولات آپ کی روحانیت سے مدد طلب کرتے ہیں (کمالات الہیہ) (ج ۱ ص ۲۵۵)
---	---

پس ثابت ہوا کہ آپ صوری اور معنوی وجود کے لحاظ سے آپ ہر شے
کی اصل میں ہیں۔ پس عالم شہادت آپ کے ظاہری فیض سے اور عالم غیب آپ
کے باطنی فیض سے وابستہ ہیں۔ اور عالم فیض دراصل حضور علیہ الصلوۃ والسلام

کی حقیقت سے عبارت ہے
مے ندانی عشق و مستی از کجا است
ایں شعاع آفتاب مصطفیٰ است
حق تعالیٰ پیکر آما سرید ،
وز رسالت در تن ما جاں دمید

Click For More Books

حرف بے صورت دریں عالم بدیم
وز رسالت مصرع موزوں شمیم
از رسالت درجہ بان تکوین سے ما
وز رسالت دین ما ائین سے ما

رجب کے فضائل

اور حضرت مقاتل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا قاف پیار کے پیچھے سفیدی اور ہموار چاندی کی طرح چمکدار زمین ہے جو زمین سے سات گنا بڑی ہے ایسی اس قدر بکثرت فرشتے ہیں حتیٰ کہ سوئی ویاں گرے تو سوئی کو زمین پر گرنے کی جگہ نہ ملے گی کیونکہ فرشتوں سے تمام زمین بھری ہوئی ہے ان تمام فرشتوں کے ہاتھ میں ایک جھنڈا ہے جس پر کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ لکھا ہوا ہے رجب کے مہینے کی ہر رات وہ فرشتے پہاڑ کے ارد گرد جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے زاری کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے رب! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

وَعَنْ مُقَاتِلٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ خَلْفَ جَبَلٍ قَافَ أَرْضًا بَيْضَاءَ مَلْسَاءَ كَالْفُضَّةِ قَدْرَ الدُّنْيَا سَبْعَ مَرَّاتٍ مَسْلُوكًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ مَالٍ وَسَقَطَتْ أَسْبَرَةٌ سَقَطَتْ عَلَيْهِمْ بَيْدٌ كُلِّ وَاحِدٍ لَوَاعٍ مَكْتُوبٌ عَلَيْهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ يَجْتَمِعُونَ كُلَّ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَجَبٍ حَوْلَ الْجَبَلِ يَتَضَرَّعُونَ الْحَمْدَ لِلَّهِ وَيَدْعُونَ بِالسَّلَامَةِ لِأَمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُولُونَ يَا رَبَّنَا ارْحَمْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى

Click For More Books

اللہ علیہ وسلم ولا تعذب
امۃ محمد صلی اللہ علیہ
وسلم ویبکون ویتضرعون
فیقول لہم اللہ تعالیٰ ماذا
تریدون فیقولون مزید
ان تغفر لامۃ محمد صلی
اللہ علیہ وسلم
فیقول اللہ لہم قد
غفرت لہم

(مصابح الظلام ج ۱ ص ۱۲۱)

کی امت پر رحم فرما اور حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی امت کو عذاب
نہ دے۔ پھر روتے ہیں۔ اور
تضرع زاری سے دعا کرتے ہیں۔
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم
کیا چاہتے ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم چاہتے
ہیں کہ آپ حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بخش
دیں پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں
نے ان کو بخش دیا ہے۔

شبِ معراج کی شان

امت کے حق میں معراج کی رات سے
لیلۃ القدر کو زیادہ فضیلت حاصل ہے۔

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں معراج کی رات سلیلۃ القدر سے زیادہ افضل ہے۔

(مواہب لدنیہ ج ۲ ص ۱۲۱)

معراج کی رات ستائیس رجب کی
تاریخ اور سوموار کی رات ہے۔
اسی پر لوگوں کا عمل ہے۔

وہی سبع وعشرین من رجب
لیلۃ الاثنین وعلیہ عمل
الناس (روح البیان ج ۲ ص ۱۲۱)

جاننا چاہیے کہ دیارِ عرب میں لوگوں
میں مشہور و معروف ہے کہ حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج شریف
ستائیس رجب کو ہوئی اور

اعلم انہ قد اشتہر
بديار العرب فيما بين الناس
ان معراجہ صلی اللہ علیہ وسلم
كان لسبع وعشرین من رجب

Click For More Books

موسم الرجبية فيه | اور نبی کا موسم عرب والوں
متعارف بینہم (ما ثبت بالسند ص ۱۹) | میں سے متعارف ہے۔

معراج نبی کے ذکر سے وہ حاسل ہے عروج فکر ہیں
جب چاہیں نظر ہم کو تو بھی عرش اعلیٰ کا زمینہ آجاتے
کیا کہتا تیرے ایمان کا گستاخ رسالت کیا کہنا،
وہ دل کب رہتا ہے مومن جس دل میں کینہ آجاتے۔

رات کو معراج ہونے کے وجوہ

معراج کے لئے رات

کی تعین ایک خاص حکمت پر مبنی ہے۔ گویا ظاہر نظریں دن رات سے افضل ہے کہ
دن زیادہ روشن ہے جس سے سب حال بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ تمام نظم
انسانی اور حصول معشیت انسانی اس سے وابستہ ہے۔ مگر شرعی نکتہ نگاہ سے پچند وجوہ رات
کو دن پر فوقیت حاصل ہے۔ مثلاً ۱۔ ایک رات کی عبادت سے ہزار مہینہ کی عبادت کا
ثواب ملنا جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔ **لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ**
(پ ۳ رکوع ۲۲) شب قدر ہزار ماہ سے افضل ہے۔ ۲۔ جو دو مناجات نظر اچھا کرے معافی ہو
اور سبب رضا مندی لہی ہو وہ بھی رات میں دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔
الَّذِينَ يَتَّبِقُونَ أَمْرَ اللَّهِ وَاللَّيْلِ اور وہ لوگ جو صدقات کو رات
میں خرچ کرتے ہیں۔ ۳۔ اہل سعادت کو عبادت کے خزان رات میں حاصل ہوتے ہیں۔
قرآن مجید میں ہے۔ **أَمَّنْ هُوَ قَانِثٌ لَّيْلٍ** اور وہ شخص جو رات کے
اوقات میں خشوع و خضوع سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے ۴۔ مقربانِ شہیں گفتار
کو قرأت کا ذوق رات کو حاصل ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ **يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ**
أَسَاءَ اللَّيْلِ وہ لوگ جو قرآن مجید کی آیتوں کو رات کے اوقات میں پڑھتے ہیں۔
۵۔ زمینت، تجل اور سکون، صدق اور توکل کو دوام و استمرار رات میں ہوتا ہے۔
جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ **وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ سَاكِنًا** اور ہم نے رات کو سکون

Click For More Books

کاسب بنایا ۳ قرآن مجید ۴ چار دفعہ اللہ تعالیٰ کی قسم کی دولت رات کو حاصل ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ وَاللَّيْلِ إِذَا أَعْتَصَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ
وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ۚ ۱
۳ رکوع اور سجود کرنے والوں کو بسط اور المینان کی دولت رات کو ملتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبَّحُوا اور رات کے وقت آپ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں ۴ حقائق و اسرار الہی کی معرفت حاصل کرنے والوں کو آیات قدرت میں تفکر و تدبر کا موقع رات کو ملتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ وَمِنَ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے تمہاری رات کی نیند ہے ۵ بندگان پروردگار جو تہجدیں ان کے جبین مبین میں نورانیت کا ظہور رات کی عبادت کے سبب ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ مَنْ كَثُرَ صَلَاتُهُ بَايَاتِ اللَّيْلِ حَسُنَ وَجْهُهُ بَايَاتِ النَّهَارِ جو شخص رات کو نماز نوافل بہت پڑھے گا دن کو اس کا چہرہ نور عبادت سے روشن ہوگا۔ ۶ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات عطا کرنے کی میعاد راتوں کی تعداد میں ارشاد فرمائی جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَوَعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس راتوں کا وعدہ کیا تھا ۷ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فتح اور نصرت کی بشارت اور بنی اسرائیل کی نجات رات سے وابستہ ہوئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرمایا فَاسْرِعْ بِعِبَادِكِ لَيْلًا میرے بندوں کو رات کے وقت لے جاؤ

۸ یمن اور برکت سفر سید ابراہیم و سنداخیار و محمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم پریم ہم پرودگار میں بوقت رات کے واقع ہوئی جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے

سُبْحَنَ الَّذِي يَسْرِي بَعْبُدَهُ لَيْلًا (پ ۱۵ ع ۱)

پاک اور منزہ ہے ہر نقص و عیب اور کذب و ریب سے وہ ذات اعلیٰ صفات جس نے سیر کرانی اپنے انحصار مخصوص بندہ محبوب ترین و رسول امین

صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے قلیل تر حصہ میں (معارج النبوت کن سوئم ص ۱۱۶ مختصراً)
وجہ رزبہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مناجات کی
إِلٰهِی جَعَلْتَنیْ کَلِیْمًا وَجَعَلْتَ لِحُدُودِیْ

حَبِیْبًا فَمَا اُفْرِقْ بَیْنَ الْکَلِیْمِ وَالْحَبِیْبِ (رزبہ البجاس ج ۲ ص ۳۴)
اے خداوند! مجھے کلیم بنایا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حبیب بنایا پھر آپ ہی
ارشاد فرماتے کہ کلیم اور حبیب میں کیا فرق ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کلیم وہ ہے جو ایسا کام
کرے جس میں میری رضا ہو اور حبیب وہ ہے جس کو میں خدا دوست رکھوں کلیم وہ ہے
جو دن کو روزہ رکھے رات کو نوافل پڑھے چالیس دن اس طرح گزارنے کے بعد طور سینا
پر آئے تاکہ مجھ سے کلام کرے اور حبیب وہ ہے جو اپنے بستر پر اطمینان سے سویا ہوا
ہو جبریل علیہ السلام جاتے اور یا ادب بیدار کر کے براق پر سوار کر کے دربار الہی میں
لے آتے تاکہ میں اس کو ایسے مراتب سے نوازوں کہ کسی کا اور اک اسکی حقیقت نہ
پاسکے

رات کو معراج کے لئے اس لئے
مخصوص فرمایا کہ رات مقام محبت
سے مخصوص ہے چونکہ اللہ تبارک
و تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو اپنا حبیب اور غلیل بنایا۔ اور
رات دوستوں کو جمع کرنے کیلئے
بنائی گئی ہے۔ اور مقام غلوت
جو رات کو حاصل ہوتا ہے دن
کو حاصل نہیں ہوتا۔

انما جعله ليلاً تمكيناً
للتخصيص لمقام المحبة
لانه تعالى اتخذ
عليه الصلوة والسلام
حبيباً و غليلاً و الليل
اخص زمات
لجمع حبيبين فيه
الراحة في الخلوة
متحققاً بالليل

رطب الوردہ ص ۱۳۹

Click For More Books

وجہ ایمان بالغیب

بعض فاضل علما نے فرمایا کہ معراج کا خاص طور پر رات کو مقرر ہونا اس لئے ہے تاکہ ایماندار لوگوں کے ایمان بالغیب میں زیادتی ہو جائے اور کافروں کے اندر فتنہ کی مرض زیادہ ہو جائے۔

قَالَ بَعْضُ الْفُضَلَاءِ لَعَلَّ تَخْصِيصَهُ بِاللَّيْلِ لِيُزِدَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا بِالْغَيْبِ وَلِيُفْتِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا زِيَادَةً عَلَى فِتْنَتِهِمْ إِذَا لَيْلٌ أَخْفَى حَالَ امْنِ النَّهَارِ (طیب الوردہ ص ۳۹)

اس کی وجہ یہ ہے کہ رات کے معاملات دن کے اعتبار سے مخفی ہوتے ہیں اس لیے جو مان لیں گے۔ ان کا ایمان بالغیب زیادہ ہو جائیگا۔ اور جو انکار کریں گے ان کا کفر ظاہر ہو جائیگا۔ گویا اس معراج کے قصہ سے صدیق اور زندیق میں امتیاز ہو جاتا ہے

وجہ پاس طہر شب

اور بعض علماء کرام نے کہا ہے کہ ایک مرتبہ دن نے رات کو کہا مجھے آپ پر فضیلت ہے کہ مجھ میں سورج ظاہر ہوتا ہے پھر اللہ جل شانہ کی طرف سے رات کو اطمینان دینے کے لئے دن کو خطاب ہوا کہ تجھے فخر نہ کرنا چاہیے کہ اگر دنیا کا سورج تیرے اوقات میں طلوع ہوتا ہے تو کائنات کے وجود اور ظہور کا سورج رات کی وقت آسمان پر جلوہ گر ہوگا۔

وَقِيلَ إِنَّهُ افْتَخَرَ النَّهَارُ عَلَى اللَّيْلِ بِالْشَّمْسِ فَقِيلَ لَا تَفْتَخِرْ إِنَّكَ أَنْتَ شَمْسُ الدُّنْيَا تَشْرِقُ فِيكَ فَسَيَخْرُجُ شَمْسُ الْوُجُودِ فِي اللَّيْلِ إِلَى السَّمَاءِ (طیب الوردہ ص ۳۹)

Click For More Books

وجہ دل جوئی شب

بعض اہل عرفان کا قول یہ ہے کہ رات کو معراج ہونے میں یہ حکمت ملحوظ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے رات کی رات نشانی مٹا دی اور دن کی نشانی کو دیکھنے کے لئے باقی رکھا۔ اس لئے رات مغموم تھی اور پریشان تھی۔ بنا بریں اللہ جل شانہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رات کے وقت معراج کرائی تاکہ دن اور رات میں عدالت ہو جائے

وقال بعض اہل المعارف حکمتہ ایۃ لما محی اللہ ایۃ اللیل وجعل ایۃ التسہل مبصرۃ کان اللیل محزونا ومنکرا فکان الاسراء بعد صلۃ اللہ علیہ وسلم فی اللیل بعد التہ

(المیزان ص ۲۹)

(ف) علامہ بدلال الدین سیوطی نے تفسیر اتقان میں لکھا ہے کہ اللہ جل شانہ سب سے پہلے سورج اور چاند کو یکساں روشن پیدا فرمایا تھا پھر دن اور رات میں پہچان مشکل ہو گئی۔ تب اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیجا کہ اس نے چاند پر اپنے پر کے ذریعہ روشنائی زائل کر دی اور اس پر کے اثر سے چاند میں ایک داغ بھی نظر آتا ہے۔ حتیٰ کہ جب چاند کی چاندنی سورج کے مقابلہ میں کمزور ہو گئی تب دن رات میں فرق واضح ہو گیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا

اور ہم نے رات اور دن کو قدرت کی دو نشانیاں بنایا جو کہ صانع کی صنعت پر دلالت کرتی ہیں پھر رات کی نشانی کو

وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَاتٍ لِّمَنْ يَذَّكَّرُ فَاسْمِعُوا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مَطْمَئِنَةً لِّمَنْ يَخْلُقُ (شعب ۲۷)

کو ہم نے کچھ ٹھنڈی بنا دی اور دن کی نشانی کو باقی رہنے دیا۔

Click For More Books

اور لغت میں دراصل مخوایے ازالہ کو کہتے ہیں جس میں اثبات باقی رہے جیسا کہ لافح البیان

ج ۲ ص ۲۱۳ پر مرقوم ہے

وجہ تسکین امت

اگر معراج دن کو ہوتی اور حضرت جبریل علیہ السلام فرشتے لیکر حاضر ہوتے تاکہ براق پر سوار کر کے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج کے لئے لے جائیں تو صحابہ کرام جو آپ کے حسن و جمال کے پروانہ تھے وہ آپ کے بغیر کسی طرح صبر و سکون نہ کر سکتے بلکہ دامن رسالت سے وابستہ ہو کر التجا کرتے کہ ہم آپ کی فرقت برداشت نہیں کر سکتے حضور علیہ السلام اپنے صحابہ کرام کو اپنے دامن وصال سے دور کرنا گوارا نہ فرماتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ السَّيِّئَاتِ وَالَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِالْحَقِّ وَالَّذِينَ يَحْسَبُونَ أَنَّ اللَّهَ مُعْذِرٌ لَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ (۵۵) اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم ایمانداروں پر بہت مہربان اور رحم کرنے والے ہیں۔

چند اور وجوہ

بعض علماء کہتے ہیں کہ رات کو معراج ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو دھویں کے چاند تھے اور چاند

رات کو آسمان پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ اس لئے آپ بھی رات کو آسمان پر تشریف لے گئے۔ یا یہ کہ رات کی پیدائش بہشت سے ہوتی اور دن کی پیدائش دوزخ سے ہوتی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج رات کو کرائی کیونکہ رات کو بہشت سے باہر میں مناسبت ہے۔ یا کہ رات کو دن پر قرآن مجید میں مقدم بیان کیا اور فرمایا۔ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَاتَيْنِ (۲۴) اور قرآن مجید میں رات کو دن پر اسے مقدم بیان کیا کہ ہم مسلمانوں کا سال اور ماہ کا حساب قمری طریقہ پر ہے نہ کہ شمسی طریقہ پر ہے۔ یا فرقہ شنیہ کی تردید مطلوب ہے۔ کہ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ دن بھلائی کو پیدا کرنے والا ہے۔ اور رات برائیوں کو پیدا کرنے والی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو رات میں معراج کی کرامت فرما کر بتلادیا کہ بھلائی اور برائی دونوں اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں اور جس رات معراج ہوئی وہ سوموار کی رات تھی یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ سوموار کی رات کی شان جمعہ کے ہم پلہ ہو جائے یہ مضمون

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دو کتابوں سے چن کر بیان کیا۔

(روح البیان ج ۲ ص ۱۳۳ اور مدنیہ ضمیمہ ص ۳۵)

اسرار اور معراج

علماء کی اصطلاح میں مکہ شریف سے
بیت المقدس تک کے سفر کو اسرار اور وہاں

سے اوپر سدرۃ المنتہی تک کی سیاحت کو معراج کہتے ہیں۔ اور بسا اوقات ان دونوں
سفروں کے مجموعہ کو ایک ہی لفظ اسرار یا معراج سے تعبیر کر لیتے ہیں اور حضرت خواجہ
نظام الاولیاء قدس سرہ اس مبارک معجزہ کو تین قسم اور تین ناموں سے بیان فرماتے
ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسجد حرام سے بیت المقدس تک اسرار ہے۔ اور
وہاں سے آسمانوں تک معراج ہے۔ اور آسمانوں سے مقام قاب قوسین تک
اعراج ہے (فوائد الفوائد ج ۴ ص ۳۸) حتیٰ کہ کہا گیا ہے سُبْحَنَ الَّذِیْ
الَّذِیْ بُرْکْنَا حَوْلَہُ تک اسرار کا تفصیلی بیان ہے۔ اور لِتُرْبِیَہُ مِنْ
الْاَیَّامِ میں تمام آسمانی سفر کا اجمالی ذکر ہے۔ اور اِنَّہُ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ
میں اللہ تعالیٰ کی کلام سننے اور اس کے دیدار دیکھنے کا بیان ہے۔

آیت کریمہ کی دلالت مکہ مکرمہ سے
مسجد اقصیٰ کے اسرار میں نص قطعی ہے
یعنی کتاب اللہ سے یقینی ثابت ہے
حتیٰ کہ اسکا انکار کرنے والا کافر
ہوگا۔ اور زمین سے آسمان تک
معراج مشہور ہے یعنی حدیث مشہور
سے ثابت ہے۔ اس کا انکار کرنے
والا کافر نہ ہوگا۔ بلکہ گنہگار ہوگا
اور آسمان سے بہشت و عرش
وغیرہ تک ان احادیث سے

فَاَلَسَاءَ وَهُوَ مِنْ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الْحَا
بِیْتِ الْمَقْدِسِ قَطْعِی
اَوْ یَقِیْنِیْ ثَبِتْ بِالْکِتَابِ
اِی الْقُرْآنِ وَیُکْفِرُ مِنْکُمْ
وَالْمَعْرَاجُ مِنَ الْاَرْضِ
الْحَا السَّمَاءِ مَشْهُورِ
اِی ثَبِتْ بِالْحَدِیْثِ الْمَشْهُورِ
فَلَا یُکْفِرُ مِنْکُمْ
یَفْسُقُ وَمِنْ السَّمَاءِ اِلٰی

Click For More Books

ثابت ہے جن کو خبر واحد کہا جاتا ہے۔

الجنة او العرش او غیر
ذلك احاد (براس مقام)

اور کہتے ہیں کہ سفر معراج کے تین حصے اس لئے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی تین صفتیں ہیں ہر صفت کی معراج کا مستقل ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ تفسیر عرائس البیان میں مسطور ہے کہ حضرت شیخ رکن الدین علامہ الدولہ سمنائی قدس سرہ کو مواہب الہی سے یہ مسئلہ الام ہوا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صورتیں ہیں۔ ایک صورت بشری جس کو قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ میں بیان فرمایا ہے۔ دوسری صورت ملکی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اِنِّیْ لَسْتُ كَاَحَدِكُمْ اِنَّ اٰیٰتِیْ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ میں تمہاری کسی ایک کی مثل بھی نہیں ہوں۔ میں اپنے رب تعالیٰ کے پاس رہتا ہوں۔ وہ مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ تیسری صورت حقّی جس طرح حدیث شریف میں وارد ہے اِنِّیْ مَعَ اللّٰهِ وَكُنْتُ لَا یَسْعٰی فِیْهِ مَلَكٌ مُّقْرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُّسَلِّمٌ میرے لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ رابطہ کا ایک خاص وقت ہے جس میں مقرب فرشتہ اور نبی مرسل کی بھی اس مقام میں گنجائش نہیں۔ اور تیسری صورت کے لئے اس سے واضح دلیل وہ حدیث شریف ہے جس میں وارد ہوا ہے مَنْ رَاَنِیْ فَقَدْ رَاَ لِحَقَّ جِسْمِیْ مجھے دیکھا اس نے اللہ جل شانہ کو دیکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی ہر صورت کو قرآن مجید میں علیحدہ خطاب سے نوازا ہے حتیٰ کہ صورت بشری میں کلمات مرکبہ مثل قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور ملکی صورت میں حروف مفردہ سے کلام کیا جیسے کہ یُعَصِّیْ اور صورت حقّی میں کلام مبہم سے سرفراز فرمایا جس کو فَاَوْحٰی الْحٰقَّ عَبْدٌ مَّا اَوْحٰی سے تعبیر فرمایا (تفسیر حسینی ج ۲ ص ۲۱)

آغاز بیان معراج

سوموار کی رات ستائیسویں رجب المرجب
(روح البیان ج ۳ ص ۳۹)

ہجرت سے ایک سال قبل جب بعثت کا سالہ تھا اور علامہ ابن عزم اندلسی

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نے یقین کے ساتھ دعویٰ کیا ہے کہ اس پر اجماع ہے (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۴۵۰)
جب کہ آپ کی عمر شریف اکاون برس چار ماہ انیس دن تھی اور سوموار کی
رات رجب کے مہینے کی ستائیس اور نبوت کا بارہواں سال تھا جب کہ افق عالم پر ہواں
دھار بادل چھایا ہوا تھا۔ بادل گر جتے تھے بجلی چمکتی تھی۔ بارش کے قطرات کا
ترشح ہو رہا تھا (مراخبار القرآن ص ۲۵۴)

اور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جسمانی معراج ہو کہ بیداری میں ہوتی ہے
بعثت کے بعد ہوتی ہے اور بخاری شریف میں حضرت انس بن مالک سے روایت ہے
إِنَّ الْأَسْرَاءَ كَانَتْ قَبْلَ أَنْ يُتَوَحَّحَ إِلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بے شک معراج بعثت سے پہلے ہوتی ہے تو اسکا مطلب یوں ہے ،
لَا أَنْ ذَٰلِكَ كَانَ فِي نَوْمِهِ بِرُوحِهِ

اس لئے کہ بعثت سے پہلے والی معراج بحالت خواب روحانی طور پر ہوتی ہے۔
حضرت ابن وحیہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج سوموار کو ہوئی۔ اور
ولادت باسعادت سوموار کو، بعثت سوموار (یعنی غار حرا میں پہلی وحی بھی سوموار
کو ہوئی۔ ہجرت کے لئے مکہ سے روانہ ہونا سوموار کو۔ مدینہ منورہ میں پہنچنا سوموار
کو اور وفات سوموار کو (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۴۵۰)

حدائق بخشش میں شب معراج کی شان یوں اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے بیان کی ہے

دوعالم میں سرگوشیاں ہو رہی ہیں
فضاؤں نے چھپڑا سلاموں کا سہرا
زمین سے جہاں تک جہاں سے مکان تک !
اُجالا اُجالا، سنہرا سنہرا
افق تافق چاند تاروں کے بر لبط ،،
یہ آواز آتی تھی وصل علی کی

Click For More Books

ادلے نظر قدسیوں نے بھائی سے

جہت تا جہت چاندنی کا پھریرا،

براق کی زین رُری | حضرت جبریل کو اللہ جل شانہ کا حکم ہوا کہ

آج کی رات بہشت سے ایک براق چن کر ستر ہزار

فرشتوں کو شامل کر کے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر جاؤ اور ادب ملحوظ

رکھ کے اسے بیدار کر کے لے آؤ تاکہ میں اسے قرب و وصال کی دولت سے مشرف کروں

جبریل علیہ السلام جب بہشت میں آئے دیکھا کہ چالیس ہزار براق جنت کی چراگاہ میں چمک رہے

ہیں جنکی پیشانی پر لکھا ہے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

ان میں ایک براق غمگین صورت میں ایک گوشہ میں سر جھکاتے ہوئے رو رہا

تھا۔ جبریل علیہ السلام نے پوچھا تو بتایا کہ میں نے چالیس ہزار سال سے حضرت محمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم سنا ہے۔ اس کی محبت اور اس کے شوق میں

زندگی بسر کرتا ہوں یہاں تک کہ کھانا اور پینا موقوف کر دیا ہے۔

چہ مے پرکی ز حال من دل غم دیدہ است چوں شد

دلِ م شد بخوں و خوں شد آب و آب دیدہ بیرون شد

حضرت جبریل علیہ السلام نے تمام براقوں سے اس براق کو پسند فرمایا کیونکہ اس کے

دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت موجزن تھی پھر براق کو زین و رکاب کے دولت

سرا کا ارادہ کیا (روضہ الاظہار ص ۲۷) شاد عظیم آبادی کا کلام سنئے۔

جاتے ہیں سوئے عرش بریں خاتمِ رسل

لئے ہیں راستہ میں ستاروں کے آج گل

حاضر ہیں انیس سلف آستانِ پیکر

ہے قدسیوں میں صلی علیہ وسلم مصطفیٰ کا کاغل

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مہتاب رخ سوئے دولت کے ہوتے
استادہ وہ ادب سے مشعل کے ہوتے
ہر دم فلک پکار رہا ہے زہے عز و شرف !
روحانیوں نے آج جمائی ہے آکے صف ،
خود کہکشاں نے راہ بنادی ہے اک طرف ،
زہرہ لئے کھڑی ہے بجانے کوچنگ و ف
رکھا ہے زہن روح الامین نے براق سے پر
جائیں گے آپ گنبد نیلی رواق سے پر

ادب کے بیدار کرنا

آفتاب عالم تاب اپنی روزانہ مسافت طے کر چکا اور
وہ اپنی چمکدار شعاعوں کو سمیٹ کر غروب کر چکا

تھا کہ آفتاب نبوت کے جلوہ افروز ہونے کا وقت آیا کتابوں میں نکھا ہے کہ حضور
علیہ السلام کو حضرت جبریل علیہ السلام نے دیکھا کہ آپ ملکی اور خفیف نیند میں ہیں، صے
سوئے اور جاگنے کی درمیانی حالت کہا جاتا ہے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے
أَنَا بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقُظَانِ أَنَا بَيْنَ الْمَلِكِ مُسْتَحْيٍ کہ جب حضرت جبریل علیہ
السلام آئے تو آپ اس خفیف نیند سے بیدار ہوتے اور بیداری کی حالت میں آپکو
معراج پر لے گئے (فتح الباری ج ۳ ص ۱۳۱ عمدة القاری ج ۲۵ ص ۱۴۱)

کہتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام چونکہ بارگاہ یزدی سے مامور تھے کہ اسے
روح الامین ! میرے مافجین کو خادمانہ آداب ملحوظ رکھ کے بیدار کرنا اس لئے
حضرت جبریل علیہ السلام سوچ رہے تھے کہ آقا کو کس طرح بیدار کروں۔ تو الہام
ہوا کہ اے جبریل ! ٹھہریے کہ اپنے پیاسے دوست کو میں خود بیدار کروں گا جس
طرح اسے بیدار کرنا شایان ہے پس الہام ہونے کے بعد دیکھا تو آپ بیدار ہیں
نیز حضرت جبریل علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے حکم اپنی معلوم تھا
کہ میرے وجود کی سرشت کا فورس ہے لیکن اسکی حکمت سے بے خبر تھا جو کہ معراج کی

Click For More Books

رات مجھے معلوم ہوئی۔ اور وہ اس طرح معلوم ہوئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیدار کرتے وقت میں تامل کر رہا تھا کہ آپ کو کس طرح بیدار کروں حتیٰ کہ مجھے الہام ہوا کہ آپ کے پاؤں مبارک کی تیلیوں کو بوسہ دے دوں، جب میں نے اپنے لب آپ کے پاؤں مبارک کی کھن پر رکھے کافور کی برودت آپ کی کھن پاؤں کو محسوس ہوئی اور آپ بیدار ہو گئے۔ میں نے اس وقت معلوم کیا کہ کافور سے میری سرشت کا سبب یہ تھا۔ تاکہ معراج کی رات آپ کو نہایت ادب سے بیدار کر سکوں۔
(الف) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سرکار میں حضرت جبریل علیہ السلام نے ان الفاظ سے درخواست پیش کی

بے شک اللہ تعالیٰ آپ پر سلام پڑھتا ہے۔ اور وہ آپ کی طلبا ہے۔ اور میں حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے پاس لے جاؤں آج کی رات اللہ آپ کو ایسے اعزاز کا شرف عطا فرمانے کا ارادہ رکھتا ہے جو اعزاز آپ سے پہلے نہ کسی کو حاصل ہوا نہ ہوگا اور آج تک ایسی نرالی شان و عظمت نہ کسی نے سنی ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں خیال تک گزرا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ جَلَّ جَلَالُهُ
يَقْرُؤُكَ السَّلَامَ وَهُوَ
يَدْعُوكَ وَاَنَا حَامِلُكَ
اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنَّ
اللّٰهَ يَرِيْدُ اَنْ يَّكْرِمَكَ
بِكِرَامَاتٍ لَّمْ يَكْرَمْ بِهَا
اَحَدًا قَبْلَكَ وَلَمْ يَكْرَمْ
بِهَا اَحَدًا غَيْرَكَ وَلَا
يَسْمَعُهُ اَحَدٌ وَلَا يَخْطُرُ
عَلٰى قَلْبٍ بَشَرٍ
(معارج النبوة ج ۳ ص ۱۱۴، ۱۱۵)

اب) ”آپ کو کس جگہ سے معراج ہوتی“ اس بارہ میں بہت روایات ہیں۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ آپ حطیم میں لیٹے ہوئے تھے جیسا کہ بخاری شریف میں روایت ہے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ شعب ابی طالب میں تھے۔

Click For More Books

جیسا کہ واقف کی روایت ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ بی بی اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں آرام فرما رہے تھے۔ جیسا کہ طبرانی نے روایت کی ہے۔ اور ایک روایت ہے کہ آپ اپنے ہی گھر میں تھے۔ اور مکان کی چھت کھول کر حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں وارد ہے۔ ان روایات کا تعارض یوں دفع کرنا چاہیے کہ بی بی امہانی رضی اللہ عنہا کے گھر کو جو کہ شعب ابی طالب کے پاس تھا۔ آپ نے بوجہ سکونت کے اپنا گھر فرما دیا اور وہاں سے آپ مسجد شریف کی حطیم میں گئے اور پھر حطیم سے معراج ہوئی۔

وضو اور طواف

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ سید

ہو کر چاہا کہ وضو کر لوں میں نے ابھی آستین نہیں سکڑی تھی کہ رضوانِ جنت نے دویا قوتی کوڑے جو آب کوثر سے لبریز تھے پیش کئے اور زمرہ خضر کا ایک طشت بھی حاضر کیا جو عجیب تر تھا۔ اس کے چار گوشے تھے اور اس کے ہر گوشے پر ایک چمکدار موتی جڑا ہوا تھا کہ اس کی روشنی اپنے نورانی پر تو سے آسمان کو منور کرتی تھی۔ اس پانی سے وضو اور غسل فرمایا اس کے بعد نورانی لباس زیب فرمایا اور نورانی عمامہ سرمبارکت باندھا ایک روایت میں آیا ہے کہ رضوانِ جنت نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے سات ہزار برس پہلے وہ دستار مبارک نہایت حفاظت سے لپیٹ کر رکھی ہوئی تھی اور چالیس ہزار فرشتے تعظیم کی نیت سے اس دستار مبارک کے ارد گرد کھڑے ہو کر تسبیح و تہلیل ادا کرتے تھے اور ہر سچ کے بعد درود شریف پڑھتے تھے جب حضرت جبریل علیہ السلام وہ دستار مبارک لے آئے چالیس ہزار فرشتے بھی اس کے ہمراہ حاضر ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوئے اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے نورانی چادر آپ کے دوش مبارک پر ڈالی نہ برجہ کی نعلین پاؤں مبارک میں پہنائی اور ایک یا قوتی ٹپکا آپ کی کمر پر باندھا زمرہ خضر کا چابک آپ کے ہاتھ میں دیا جو چار سو دریدہ ناسفتہ سے جڑا ہوا تھا پھر آپ خانہ کعبہ میں آئے وہاں سات بار طواف کیا اس کے

Click For More Books

بعد تھوڑی دیر حطیم میں استراحت فرمائی ۱ معراج النبوة ج ۳ ص ۱۲۲
اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ آپ حسب معمول عادت اپنا لباس اور اپنی
پاپوش مبارک جو پہلے پہنا کرتے تھے وہی پہن کر معراج پر تشریف لے گئے اور
یہی درست ہے اور معراج میں جو کچھ لکھا ہے کسی کتاب میں نظر سے نہ گذرا
قد عنتا کی ادا جامہ زیبہ کی پھین
سرگیں آنکھ غضب ناز بھری وہ چتون
وہ عمامہ کی سجاوٹ وہ جبین روشن
اور کھڑے کی تحسلی وہ بیاض گردن
وہ عباۓ عربی اور نجیپا دامن
دلبر پایہ رستار وہ بے ساختہ پن
مردہ بھی دیکھے تو کرے چاک دامن
اٹھ قبر سے بے تاب زبان کو یہ سخن
مرحب اسیدی مکی مدنی عربی
دل و جان باد فداست چہ عجب خوش لقی

شرح صد مبارک | فرشتوں کی ایک جماعت ہوتی جن کے

پاس ایک سنہری طشت زمزم کے پانی سے بھرا ہوا تھا اور ایک طشت ایمان اور
حکمت سے بریزتا تھا۔ جیسا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ
الصلوة والسلام نے فرمایا کہ میرا سینہ اوپر سے نیچے تک شق کیا گیا یعنی کھول دیا گیا
اور میرا قلب نکال کر ایک سنہری تھال میں آب زم زم سے دھویا گیا پھر ایک اور
تھال آیا جس میں ایمان اور حکمت رکھی ہوئی تھی تب میرے دل کو ایمان اور حکمت
سے بھر دیا گیا۔ اور دل کو پھر اصلی مقام پر رکھ دیا گیا۔ اور اوپر سے درست کر دیا
گیا (مسلم شریف ج ۱ ص ۱۹۲) الف وجہ استعمال آب زم زم، حضرت ابن ابی جبرہ

Click For More Books

ایک نکتہ لکھتے ہیں کہ وضو اور غسل کے لئے نوحی کوثر کا پانی استعمال فرمایا اور شرح صدر مبارک کے وقت زم زم کا پانی استعمال فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ زم زم کے پانی کی اصل بہشت ہے۔ اس کا قرار زمین پر ہے ہر اس طرح اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت بھی زمین پر باقی رہ جائے یہی وجہ ہے کہ زم زم کا پانی نوحی کوثر کے پانی سے افضل ہے۔ اس لئے شق صدر میں یہ پانی استعمال کیا گیا۔ مواہب لعدینہ ج ۲ ص ۱۱۱ (ازرقانی شریف ج ۶ ص ۱۱۱) اب اقبلی آنکھوں کا اور جب حضرت جبریل علیہ السلام آپ کا دل مبارک دھو چکے تو کہا۔

آپ کا دل مبارک عزم اور استقلال والا ہے اسمیں دوا نکھیں ہیں اور دو کان ہیں جو سنتے ہیں۔

قلب سدید فیہ عینان
تبصران و آذان
تسمعان (شفا شریف ج ۱ ص ۱۱۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وجہ استعمال آب زم زم

وجہ استعمال آب زم زم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور وہ زم زم کے پاس گیا۔ اور میرا شق صدر کیا اور میرے دل کو آب زم زم سے دھویا۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ا تليت
فا تطلقوا لي الى
زم زم فشرح عن صدري
ثم غسل بماء زم زم (مسلم شریف ج ۱ ص ۱۱۱)

حضرت محمد بن اسماعیل حقی فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے جو شق صدر مبارک کا کیا ہے اسی کیفیت عرف اس قدر ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اشارہ کیا آپ کا سینہ مبارک کھل گیا حتیٰ کہ آپ کے سینہ مطہرہ کسی ہتھیار سے نہ پیرا اور نہ

شق صدرہ الشریف
جبریل علیہ السلام ای
اشامرا الى ذلك فانشق
فلم تكن الشق بآلة ولم
يسل دم ولم يحد له عليه
الصلوٰۃ والسلام،

Click For More Books

کسی قسم کا وہاں خون بہا اور نہ
ہی کسی قسم کا درد محسوس ہوا،

اَلْمَا (روح البیان)
ج ۲ ص ۳۹۲

(۱) وہ عظمت شان رسالت، ایمان اور حکمت، اگرچہ ذی اجسام اور ذی صورت
نہیں لیکن اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ غیر جسمانی چیزوں کو جسمانی صورت عطا فرمائے
اور ایمان اور حکمت کا تشل ایک طشت میں نمودار ہونا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
عظمت شان پر دلالت کرتا ہے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں کہ بعض لوگ یہ
خیال کرتے ہیں کہ شوق مبارک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور ہونے کے متافی ہے تو یہ
ایک دھم ہے جو غلط ہے۔ اور خیال ہے جو بالکل ہی باطل ہے۔

وَكُونُهُ مُخْلُوقًا مِنَ التُّرَابِ لَا يَنَافِيهِ

اور آپ کا نور سے مخلوق ہونا اس کے متافی نہیں

(نسیم الریاض ج ۲ ص ۲۳۸)

(۲) تعداد شوق صدر مبارک کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کا شوق صدر طفولیت
کے عہد میں ہوا جب کہ آپ بنی سعد کے ہاں دانی علیمہ کے پاس رہتے تھے۔ اور
دوسری دفعہ بعثت کے بعد ہوا جس طرح کہ دلائل النبوت میں ابو نعیم اہلبہانی نے
نے بیان کیا ہے اور تیسری مرتبہ معراج کے آغاز میں ہوا۔ اور بعض نے چوتھی مرتبہ
کا قول بھی کیا ہے جب کہ آپ کی عمر مبارک بیس برس کی تھی۔ اور درمختور میں ایک
روایت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ دفعہ شوق صدر ہوا جب کہ آپ کی عمر
مشریف دس سال کی تھی۔ مگر یہ پانچویں روایت درست نہیں کیونکہ راوی نے غلطی سے
بیس کی بجائے دس کا لفظ کہہ دیا۔ اسیرت حلبیہ ج ۱ ص ۱۲۱

(۳) سونے کے برتن استعمال، اور چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت
میں سونے کے برتن کا استعمال حرام ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ سونے کا استعمال دنیا
میں حرام ہے لیکن آخرت میں مومنوں کے لئے خالص استعمال ہوگا۔ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا۔

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لَذَيْنِ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

هُوَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكَ فِي الْاٰخِرَةِ

کہ سونا کافروں کے لئے دنیا میں ہے اور ہمارے لئے آخرت میں ہوگا اور
اسرار کا قصہ درحقیقت عالم آخرت سے ہے۔
دوسرا جواب یہ ہے کہ سونے کے تھال کا استعمال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے نہ فرمایا بلکہ فرشتوں نے استعمال کیا جو شریعت کے احکام کے مکلف نہیں ہیں
زمیرا جواب یہ ہے کہ احتمال ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ تحریم سے پہلے ہوا اور اصل
واقعہ بھی اسی طرح ہے کہ سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال مدینہ منورہ میں حرام
ہوا۔ اور یہ تحریم کا واقعہ معراج کے بعد ہے۔ (مدارج النبوة ج ۱ ص ۱۹۴)

پوچھا جواب یہ ہے کہ معراج کا سارا قصہ خدا کے حکم سے ہوا جب اللہ تعالیٰ
کے حکم سے فرشتوں کا استعمال ہوا۔ تو حرمت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور
اس طشت کے لانے میں اور اس کے استعمال میں بحسب عرف و عادت بھی ایک
تکریم کا نوع تھا۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام عالم میں مکرم اور معظم ہیں۔
حضرت جبریل علیہ السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو مکہ شریف کے باہر بطحائے مکہ میں سے لائے۔

بطحائے مکہ

وہاں حضرت میکائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام منتظر تھے اور ہر
ایک کے ساتھ ستر ہزار فرشتے مقرب صف بستہ موجود تھے آپ کو دیکھتے ہی تعظیم
و تکریم کی اور صلوٰۃ و سلام کے تحفے پیش کئے آپ نے بھی ان کے حالات کے مناسب
ان پر کرم فرمایا۔ اس کے بعد فرشتوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رضائے
الہی اور کرامت غیر متناہی کی خوشخبری سنائی (معراج ج ۲ ص ۱۲۵)

تبارک اللہ شان تیری کبھی کو زیبا ہے بے نیازی

کہیں تو جوشش لن ترآئی کہیں تقاضے وصال کے تھے۔

Click For More Books

براق کے اوصاف

آپ کے سامنے ایک سفید جانور لایا گیا جس کا نام براق ہے جو بجلی کی مانند تیز رفتار

اور چمک دار ہے فرشتوں کی طرح تذکیر اور تانیث سے پاک ہے جس کا سینہ مثل یاقوت سرخ کے اور پیٹھ مثل چمکدار سفید موتی کے اور مانگیں مثل زمرد سبز کے اور دم اس کی مرجان خالص کی طرح ہے اس کے ماتھے پر: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ لکھا ہوا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ اس براق کی خوبی ہے کہ پہاڑ پر چلتے وقت پاؤں لمبے ہو جاتے ہیں اور اترتے وقت ہاتھ لمبے ہو جاتے ہیں تاکہ سوار کو ہر طرح آسانی ہو جائے۔ سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۴۸

حدیث شریف میں ہے وَهُوَ ذَاتُ أَتَبَةٍ أَيْضًا طَوِيلٌ فَوْقَ الْحِمَامِ دُونَ الْبُغْلِ يَضَعُ خَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهَى حَرْفِهِ (مسلم شریف ج ۱ ص ۱۹) اور وہ جالور سفید رنگ کا ہے گردے سے قد سے بلند ہے اور خچر سے قدرے چھوٹا ہے (یعنی درمیانہ قدر رکھتا ہے نہ بہت پست قامت ہے اور نہ بہت لمبا قد آور ہے)۔ جہاں اس کی نظر کی انتہا ہے وہاں اس کا قدم پڑتا ہے۔ بیان میرٹھی فرماتے ہیں۔

ایسا براق برق سے دم لے برق بھی جس کے قدم ہستی سے تاملک عدم اس کی روش کی ایک دم تھا نرم روپوں موج یکم گرمی میں حبیبی اس سے کم تھی شان رب زد کرم اس کی روش اس کا چلن تو سن میں یہ قدرت کمان

سر حرم میں یہ سرعت کہان آہوں میں یہ بودت کہان شہباز میں رفعت کہان

Click For More Books

جن میں یہ طاقت کہاں، یہ برق میں صولت کہاں
گھوڑوں کی یہ صورت کہاں پروں کا منہ ریشم سا تن
لے شاہ کو مرکب یوں اڑا

دل بے کے جیسے دل ربا
اور جوہری جوہر اٹھا! پا کر مہوش کیمیا!
لے کر خضر آبِ نعت،

گوہر کو لے کر شب چرا لے کر اڑے باز صبا
بونے عبیر و یاسمن،

اُفتا چلا مولے چلا عالی سوئے اعلیٰ چلا!
ماہِ جہاں آرام چلا

وہ عرش کا تارا چلا اللہ کا پیارا چلا!

پیساری ادا والا چلا

نوری سوئے بالا چلا حوریں تکیں جس کی بھین

ایک روایت میں ہے کہ براق کے دائیں اسی ہزار فرشتے اور براق کے
بائیں اسی ہزار فرشتے استادہ تھے ہر ایک کے ہاتھ میں نورانی شمع تھی حتیٰ کہ انہی
چمک سے بظلم کا دلائل روشن تھا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں تشریف لے گئے
آپ کی ذات بابرکات کے نور کے پرتو سے وہ روشنی نمودار ہوئی کہ ان تمام شمعوں
پر غالب آئی بلکہ اگر ہزار ہا سو بج اور چاند ہوتے تو آپ کے نور کے سامنے ماند پڑ جاتے۔
اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ اے جبریل! میں نے اپنے جیب
میں اللہ علیہ وسلم کو نور پرست ہزار حجاب میں پوشیدہ کیا ہوا ہے۔ اس وقت صرف
ایک حجاب اٹھایا ہو کہ تمام شمعوں پر غالب آیا جو عرش بریں سے روشن کر کے لائے
تھے (معارج النبوة ج ۳ ص ۱۲۷) اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلی نے کس ترکیب حسن
سے اس کی نقشہ کشی فرمائی ہے۔

Click For More Books

اتار کر ان کے رخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا !
کہ چاند و سورج محل محل کوچیں کی خیرات مانگتے تھے
وہی تو ایک جھک رہا ہے وہی تو جو بن ٹپک رہا ہے
ہنا نے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھرے تھے
بچا ہوا قوں کا آنکھ دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنہوں نے دولہا کی پانی اتارن وہ پھول گرا کر دیے تھے

اُمّت کی یاد حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ وسلم براق

مقربان عالم بالا آپ کے قدم فیضِ زوم کی انتظار میں ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
سوار ہونے میں توقف فرمایا اور سر مبارک نیچا کر لیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام کو خطا
ہوا کہ اے جبریل! میرے دوست سے اس توقف کا سبب دریافت کیجئے۔
چنانچہ جبریل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس توقف کا کیا سبب
ہے۔ تب آپ نے فرمایا کہ میں آج کی رات نوازشات الہی سے سرفراز ہوا ملائکہ مقربین میرے
اعزاز و اکرام کو جمع ہوئے اور براق برق رفتار میری سواری کے لئے ہمراہ لائے۔
اب یہ سوچ رہا ہوں کل قیامت کے دن جب میری اُمّت کے لوگ اپنی قبروں سے
باہر آئیں گے اور پھڑپھڑا کی پچاس ہزار سال کی مسافت سواری کے بغیر پیدل کس طرح
طے کریں گے۔ تب اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ آپ مغموم نہ ہوں کیونکہ آپ کی اُمّت
سے جس شخص کو ہیں اپنی عنایت سے مخصوص کموں گا۔ اس کو براق پر سوار کر کے پل
صراط پر سلامتی سے گذار کر بہشت میں پہنچا دوں گا۔ (ریاض الانوار ص ۲۹)

جیسا کہ قرآن مجید میں آیا۔

يَوْمَ نَخْتُمُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ وَفْدًا (پہلے ۹)

قیامت کا وہ دن ہے جس دن پر مہیزگاروں کو براق پر سوار کر کے اپنے پاس
لایں گے۔ جلالین شریف ص ۲۶ پر ہے۔

Click For More Books

وَقَدْ جُمِعَ وَافِدَائِي أَيْ سَرَاكِبُ

یعنی وفد و وفد کی جمع ہے اور اسکا معنی راکب کے ہیں۔ یعنی سوار ہونے کے۔

براق کی درخواست

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاہا کہ براق پر سوار ہوں۔ تب براق کو دے لگا حضرت جبریل

علیہ السلام نے فرمایا اے براق تو کیوں کو دتا ہے۔ حالانکہ تجھ پر ایسا شخص سوار ہونا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب کائنات سے زیادہ مرتبہ والا ہے براق نے کہا آپ نے درست کہا مگر میں حاجت مند ہوں حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا تیری کیا حاجت ہے۔ براق نے عرض کیا قیامت کے دن بے شمار براق برق آسا عالم آراء، فلک پیمایا، آپ کے سامنے حاضر ہوں گے میں چاہتا ہوں کہ اس دن بھی آپ مجھے سواری کا شرف بخشیں۔ جیسے آج کی رات شرف عنایت فرمایا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے براق کی درخواست کو قبول فرمایا اور سوار ہوئے (معارج النبوة ج ۲ ص ۱) کہتے ہیں کہ براق اس جسارت کے بعد شرمندہ ہو کر لرزہ باندھام ہو گیا اور اسے پسینہ آگیا۔ اور اپنے کو اس قدر زمین کے نزدیک کر لیا کہ آپ آسانی سے براق پر سوار ہو گئے۔ مولانا بکرامی فرماتے ہیں

بگرم دامن چہ سید لولاک در محشر

کہ محشر در نہابد تاب حسن نیم تابش را

شبہ در خانہ زین آن امام انبیاء آمد

قضا گیر دعائش را قدر گیرد رکابش را

حضرت جبریل علیہ السلام نے لکام تھامی اور میکائیل علیہ السلام نے رکاب

پکڑی اور اسرافیل علیہ السلام نے زین پوش اٹھایا۔ کہتے ہیں کہ سفید گلاب حضرت جبریل

علیہ السلام کے ہاتھ پھیل سے پیدا ہوا اور زرد گلاب براق کے پسینہ سے پیدا ہوا۔ حضور

صلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب مجھے معراج کے لئے بلایا گیا میرے بعد زمین رونے

لگی۔ تو اس کے رونے سے زرد گلاب پیدا ہوا اور جب میں واپس ہوا اور میرا پسینہ

Click For More Books

زمین پر گرا تو اس سے سرخ گلاب پیدا ہوا خبردار ؛ بو شخص میری خوشبو سونگھنا چاہے تو وہ سرخ گلاب کو سونگھے (رُوحِ ابیان ج ۲ ص ۲۹۲) (۱۱) اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اس سے پہلے گلاب ہی نہ تھا بلکہ گلاب تھا مگر ان وجوہ مذکورہ سے بھی گلاب پیدا ہو گیا جیسا کہ حضرت حوا کے آنسو سے تو لو پیدا ہوئے حالانکہ تو تو پہلے بھی موجود تھے اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام بہشت سے کافر لائے وہ زمین پر ڈالا تو نمک ہو گیا اسکا یہ مطلب نہیں کہ نمک پہلے موجود نہ تھا۔ قرآن مجید میں آتا ہے کہ گنہگاروں کا ایک گروہ بند ہو گیا اس سے لازم نہیں آتا کہ پہلے بند موجود نہ تھے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک صحابی کو لاٹھی دی وہ اس صحابی کے ہاتھ میں تلوار بن گئی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ تلوار کا وجود اس سے پہلے نہ تھا بلکہ مقام حسنین امام سخاوی لکھتے ہیں کہ یہ کمالات نبوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بطور معجزہ عطا فرمائے۔

کہتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام کو لاکھوں سال کی عبادت کے صلہ میں براق کی زمین وری کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور حضرت میکائیل علیہ السلام کو مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک لگام بٹھانے کی شرافت ملی اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زمین پوش اٹھانے کا انعام عطا ہوا۔ جب آپ کی سواری روانہ ہوئی تبھی کا میدان آپ کے نور سے روشن ہو گیا اور بہشت سے خوشبودار ہوا چلی صلوٰۃ و سلام کی صدا گونجی ہر طرف سے مرجبا کے غریبے لگے۔ ہستی حوروں نے اس انداز کے ترانے گائے۔

دونوں عالم ہیں نور علی نور کیوں
یسی رونق فزا آج کی راست ہے
یہ مسرت ہے کس کی ملاقات کی
عید کا دن ہے یا آج کی رات ہے

Click For More Books

طور چوٹی کو اپنے جھکانے لگا
چاندنی چاند ہر سو بچھانے لگا
عرش سے فرش تک جگ مگانے لگا
ریشک صبح و صفا آج کی رات ہے

چار پکاریں

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی اگر کوئی راستہ میں آواز

سنائی دے تو آپ اس کی طرف توجہ نہ فرمادیں حضرت

ابوسعید خدری سے کسے روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو
دائیں طرف سے پکارنے والے نے پکارا کہ میری طرف نظر کیجئے کہ میں آپ سے کچھ پوچھنا
چاہتا ہوں مگر میں نے اس کی آواز کی طرف توجہ تک نہ کی اس کے بعد بائیں طرف سے
اسی طرح ایک آواز آئی مگر میں نے اصلاً اس کی طرف التفات نہ کی اس کے بعد سامنے
سے ایک عورت نے سنگار کئے ہوئے پکار کر کہنے لگی آپ ٹھہریتے ہیں نے آپ
سے کچھ دریافت کرنا ہے مگر میں نے اس کی طرف کوئی خیال نہ کیا حضرت جبریل علیہ
السلام نے کہا کہ پہلا پکارنے والا یہودیت کا داعی تھا اگر آپ اس کی طرف توجہ
فرماتے تو آپ کی امت یہودی ہو جاتی اور دوسرا پکارنے والا نصرائیت کا داعی
تھا۔ اگر آپ التفات فرماتے تو آپ کی امت نصرانی ہو جاتی اور آگے پکارنے والی
دنیا تھی۔ اگر آپ اس کی طرف خیال مبذول فرماتے تو آپ کی امت دنیا کو آخرت
ترجیح دے دیتی۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ پیچھے سے بھی اس طرح آواز سنائی گئی
مگر آپ نے اس کی پرواہ تکث کی حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ شرک اور آتش پرستی
کا داعی تھا۔ اگر آپ اس سے بات کرتے تو آپ کی امت مشرک اور آتش پرست
ہو جاتی۔ کہتے ہیں کہ ان چار پکاروں میں یہ حکمت پوشیدہ تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے دل مبارک میں خیال گزرتا تھا کہ میرے بعد میری امت کا کیا حال ہوگا
اس لئے ان چار پکاروں کے نتائج کے بعد گویا آپ کو تسکین دی کہ حق تعالیٰ اپنے
کرم سے آپ کی امت کو دین اسلام پر ثابت قدم رکھے گا۔ اس طرح نہ ہوگا۔

Click For More Books

جس طرح پہلی امتوں کا حال کہ ایک بھی ان سے اپنے مذہب کا صحیح پیرو کار نہیں

رہ گیا دریاغی الا زہار منہ

مَدِیْنَةُ مَنُورَہ

آپ کا ایک زمین پر گذر ہوا جس میں کچھو
کے درخت بکثرت تھے حضرت جبریل علیہ

السلام نے کہا کہ آپ یہاں اتر کر دو گانہ نفل نماز ادا فرمائیے چنانچہ آپ نے وہاں اتر کر
دو رکعت نفل نماز ادا فرمائی۔ اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ جہاں
آپ نے نماز پڑھی ہے یہ آپ کی ہجرت گاہ مدینہ منورہ ہے (زر قانی شرح مواہب ج ۴ ص ۱۲۹)
چونکہ کعبہ شریف کا دروازہ مشرق کی طرف ہے اس طرح شمالی سمت کعبہ کے باتیں ط
ہوتی ہے۔ اور مدینہ منورہ کا وقوع بھی شمال میں ہے۔ بنا بریں اس راز کی حقیقت
سمجھنے کیلئے حدائق بخشش نگار باغی پیش کی جاتی ہے۔

کعبہ سے اگر تربت شاہ افضل ہے
کیوں باتیں طرف اس کے لئے منزل ہے
اس فکر میں جو دل کی طرف دھیان کیا
سمجھا کہ وہ جسم ہے یہ مرقہ دل سے

طُورِ سِیْنَا

پھر ایک سفید زمین پر آپ کا گذر ہوا حضرت جبریل علیہ السلام
نے کہا کہ آپ یہاں اتر کر دو رکعت نماز نفل ادا

فرماتیں حضور علیہ السلام نے وہاں اتر کر دو رکعت نماز نفل ادا فرمائی حضرت جبریل علیہ
السلام نے کہا یہ وہ طور سینا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام
کو کلام کا شرف بخشا تھا مواہب لدنیہ ج ۲ ص ۱۱۱

کلیم بریل طور عتبار گرفت
مسح برفلک چہ سارم شرار گرفت
غلام ہمت آنم کہ فوق کون سے و مکان
براق عزم دو انیس دست یار گرفت

Click For More Books

بیت المقدس

پھر ایک پہاڑ پر گزر ہوا جس کا رنگ سفید اور چمکدار تھا۔
اس جگہ فرشتوں کی ایک جماعت بھی موجود تھی حضرت جبریل
علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ یہاں اتر کر نماز ادا کیجئے معذور

علیہ السلام وہاں اترے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی حضرت جبریل علیہ السلام نے
عرض کی کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوتے تھے اور اس جگہ کا
نام بیت الحم ہے (در منثور ج ۲ ص ۱۲۷) اللہ تعالیٰ نے ایک قبلہ آسمان پر بنایا جس کا
نام بیت المعمور ہے۔ اور تین قبیلے زمین پر بناتے ایک قبلہ کا نام بیت اللہ ہے۔ جو
مکہ معظمہ میں ہے۔ اور دوسرے قبلہ کا نام بیت المقدس ہے جو ایلیا میں ہے تیسرے قبلہ
کا نام بیت الحم ہے جو یروشلم کہلاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اے نبی کریم! اگر آپ اہل کتاب کو وہ تمام
معجزات دکھائیں جو آپ کے کعبہ کھیرف منہ
کر کے نماز پڑھنے کے لئے رہنمائی کریں
پھر بھی یہود اور نصاریٰ تیرے قبلہ کھیرف
منہ کر کے عبادت نہیں کریں گے اور نہ تو
ہی ان کے قبلہ کی پیروی کرنے والا ہے
اور اہل کتاب کا آپس میں اختلاف
بھی ہے کہ انکا بعض ایک دوسرے کے قبلہ
کی طرف اتباع نہیں کرتا۔

وَلَيْتَ الَّذِينَ
أَوْفُوا لِكِتَابِ
بِكُلِّ آيَةٍ
مَا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ وَمَا
أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ
وَمَا لَبِغُضُّهُمْ
بِتَابِعٍ قِبْلَتِكَ
بَعْضُهُمْ

(پ ۲۴۲)

القرآن

اس لئے کہ نصاریٰ کا قبلہ مشرق میں واقع ہوتا ہے اور اس کے مغرب
نہیں یہود کا قبلہ ہے یہ دونوں گروہ ایک دوسرے کے قبلہ کی طرف منہ کر کے عبادت
نہیں کرتے۔

Click For More Books

بخت دولت عافیت

اس کے بعد تین شخص سامنے ظاہر ہوئے ان میں سے ایک بوڑھا،

اور ایک ادھیر عمر کا اور ایک فوجوان تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جوان کی طرف نگاہ کی اور بوڑھے اور ادھیر عمر والے کو نہ دیکھا حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے بہت اچھا کیا ہے کہ آپ نے عافیت کو پسند فرمایا۔ کیونکہ بوڑھا بخت اور ادھیر دولت اور جوان عافیت ہے، بخت اور دولت ہر دو ناپائیدار ہیں۔ اور عافیت ہر دو جہاں کی نعمت کا سبب ہے۔ اس لئے آپ کو مبارک ہو کہ آپ کی امت عافیت سے ہرہ ور ہو جائے گی (معارج النبوة ج ۳ ص ۱۲۹) گویا نو وارد مہمان کی میزبانی کے لئے یہ ایک قسم کی خوش آمدید تھی جس کو نری میں اھلاً و سھلاً و مرحباً کہتے ہیں جو عافیت پر نظر فرمانے سے رہنما ہوئی جس کے بعد آپ کو اور آپ کی امت کو دین و دنیا کی بہتری کی خوشخبری سنائی گئی۔

حرص آدمی

ایک شخص پر گذر ہوا جس نے لکڑیوں کا ایک بڑا گٹھ بنا رکھا ہے۔ اور اس کو سر پر اٹھانا چاہتا ہے مگر

نہیں اٹھا سکتا۔ تو اس میں دوسری لکڑیاں جمع کر دیتا ہے پھر جب گٹھ کو نہیں اٹھا سکتا تو اس میں اور لکڑیاں فراہم کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ کیسا شخص ہے۔ جب لکڑیوں کا گٹھ بھاری ہے تو اس میں لکڑیاں کم کرے تاکہ سر پر اٹھا سکے۔ مگر یہ شخص گٹھ کو اور وزنی بناتا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ آپ کی امت سے ایسا شخص ہے کہ بہت لوگوں کے حقوق اس کے ذمہ ہیں جب ان کے ادا کرنے پر قدرت نہیں رکھتا تو زیادہ حقوق اپنے ذمہ میں جمع کرتا ہے اور حرص کرتا ہے۔ لوگوں کے حقوق اور ان کی امانتیں ایک قسم کا وزنی بوجھ ہے جس کو انسان نہ اٹھا سکے تو اسکے اندر زیادتی نہ کرے۔ (تفسیر ابن جریر ج ۶ ص ۱۵۱)

Click For More Books

بات پر نادام

ایک چھوٹے پتھر پر گزر ہوا جس میں سے ایک مجمع

پیدا ہوتا ہے اور وہ بیل اس پتھر کے اندر جانا چاہتا

ہے۔ لیکن نہیں جاسکتا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یہ اس شخص کا حال ہے جو ایک بڑی بات منہ سے نکالے اور شرمندہ ہو جائے مگر اس کے واپس کرنے پر قادر نہیں ہے۔ (موہب لدنیہ ج ۲ ص ۱۵۱)

ایک شخص کو دیکھا جو کنویں میں ڈول لٹکاتا ہے جب ہی باہر نکالتا ہے اسے پانی سے خالی پاتا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا

یہ ریاکار ہے۔ جو شخص دکھلاوے کی عبادت کرتا ہے وہ محنت بھی کرتا ہے مگر

قیامت کے دن اس کا ثواب نہ پائے گا۔ (معارج النبوة ج ۲ ص ۱۲۹)

ایک جگہ پاکیزہ اور مٹھڑی ہو اچلی مرجان بکثرت ہوتی ہے۔ اب اس وعدہ کو پورا کر دو مجھ سے کیا ہے۔

جس میں سے کستور کی خوشبو آتی تھی اور ایک آواز سنیں تھی حضرت جبرائیل

علیہ السلام نے کہا کہ یہ جنت کی خوشبو ہے۔ اور اس کی آواز ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ

سے درخواست کی اے میرے رب! میرے بالا خانہ پر استبرق، حریر، سندس

اور عبقری بہت ہو گئے۔ چاندی سونے کے گلاس اور برتن اور کوزے زیادہ ہو

گئے۔ شہد، پانی، دودھ اور شراباً طہورا بہت کافی ہو گئے ہیں موتی، مونگے اور

وہ لوگ بھیج جو ان چیزوں کو استعمال کریں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تیرے لئے

نیک لوگوں کو مقرر کیا ہے۔ اور وہ ایسے لوگ ہیں جو مرد یا عورت ایمان اور

اسلام لائے اور میرے ساتھ شریک نہ کرے اور جو میرا خوف دل میں رکھے

میں اسے امن دوں گا۔ اور جو کوئی مجھ سے مانگے گا میں اسکو دوں گا۔ اور جو

مجھے قرض دے گا۔ میں اسکو اسکا نیک صلہ دوں گا اور جو مجھ پر توکل کرے گا۔

میں اسکی کفایت کروں گا۔ اور میں ایک ہی عبادت کے لائق ہوں میرے سوا

کوئی اور عبادت کے لائق نہیں میں وعدہ خلافی نہیں کرتا بے شک ایمانداروں

کو فلاح ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ بہت ہی برکت والا ہے۔ ہمیشہ نے کہا کہ

مرجان بکثرت ہوتے ہیں ان سے دودھ کھیرا کر جو بھی سے پیا

Click For More Books

میں رضا مند ہو گئی (ابن کثیر ج ۲ ص ۱۲۱)

دوزخ کو آواز | ایک وادی پر گزر ہوا جہاں ایک وحشت ناک آواز سنی اور بدبو محسوس ہوئی حضرت جبریل

علیہ السلام نے کہا یہ جہنم کی آواز ہے کہ وہ کہتی ہے اے رب! جو مجھ سے وعدہ کیا ہے مجھ کو عطا فرما کیونکہ میری زنجیریں، طوق، شعلے، گرم پانی، پیپ اور عذاب کثرت سے ہو گئے ہیں۔ میری گہرائی بہت وسیع ہو گئی ہے میری گرمی بہت سخت ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لئے ہر شرک کرنے والا مرد اور ہر شرک کرنے والی عورت اور کفر کرنے والا مرد اور کفر کرنے والی عورت اور تکبر و عناد کرنے والے لوگ اور قیامت کا انکار کرنے والے تجویز کئے ہیں۔ دوزخ نے کہا میں راضی ہو گئی (در منثور ج ۴ ص ۱۲۲)

پتھر گرنے کی آواز | ایک وادی میں وحشت ناک آواز سننے میں آئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

اے جبریل! یہ کیا آواز ہے جس سے انسان گھبرا جاتا ہے اور لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ ایک پتھر جو عرصہ ایک ہزار سال ہوتے دوزخ میں ڈالا گیا تھا آج وہ پتھر دوزخ کی تہ میں پہنچا ہے اس کے گرنے کی آواز تھی جو سنی گئی۔ (بخاری القرآن ص ۲۵۷)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز میں | حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات ریت کے سرخ ٹیلے کے پاس میرا گزر ہوا جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر مبارک میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اگر کوئی دریافت کرے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے کس طرح دیکھا ہے؟ حالانکہ عالم برزخ میں عبادت کے وہ مکلف نہ رہے۔ تو مسند ابوعبلی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ

Click For More Books

سے روایت ہے کہ حضور عید الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔
الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ يَصَلُّونَ ط
کہ تمام انبیاء سلام ہوان پر اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور وہ اپنی قبروں میں نماز بھی پڑھتے ہیں۔

حدیث اولیٰ میں لکھا ہے کہ ثابت بنانی نے حضرت حمید سے پوچھا کیا آپ نے سنا ہے کہ نبیوں کے سوا کوئی دوسرا شخص اپنی قبر میں نماز پڑھتا ہے تو حضرت حمید نے فرمایا صرف نبیوں کا خاصہ ہے کہ وہ اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں علامہ عبد الوہاب شمرانی تحریر فرماتے ہیں۔

صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ حضور عید الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر شریف میں زندگی کے ساتھ جلوہ افروز ہیں اور آپ آذان و اقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں جس طرح حضور عید الصلوٰۃ والسلام نے حضرت موسیٰ عید السلام اور دوسرے نبیوں کی سلام ہوان پر خبر دی ہے کہ آپ نے ان کو معراج کی رات نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

وقد صحت الأحادیث
أنه صلى الله عليه وسلم
حي في قبره يصلي بأذان
واقامة كما أخبر
بذلك في حق موسى
وغیره من
الأنبياء عليهم
السلام ليلة
المعراج
(منح الملة ص ۹۲)

بیت المقدس کے پاس آسمان کے بے شمار فرشتوں نے حضور عید الصلوٰۃ والسلام کا استقبال کیا۔ اور

براق کا باندھنا

عزت و احترام کے ساتھ صلوٰۃ پڑھے (معراج النبوة ج ۳ ص ۱۲۹) وہاں ایک پتھر تھا جس کے ساتھ پہلے نبی (سلام ہوان پر) اپنے براقوں کو باندھا کرتے تھے۔

لیکن اس وقت کافی عرصہ گزرنے کے باعث اس پتھر کا سوراخ بند ہو گیا تھا۔ جس میں سی ڈال کر براق کو باندھ دیا جاتا تھا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے انگلی سے اشارہ فرمایا وہ سوراخ ظاہر ہو گیا۔ رشیم کی ڈوری سے براق کو وہاں باندھ دیا گیا۔ (زرقاتی ج ۶ ص ۱۵۷) (فتاویٰ ۱۰۱) اس بارہ میں ترمذی شریف کی دو روایتوں میں تعارض نظر آتا ہے۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں جس براق کو اللہ تعالیٰ نے مسخر کر دیا تھا اس کو باندھنے کی کیا ضرورت ہے؟ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۴۳)

دوسری جگہ یوں لکھا ہے۔ کہ حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام کے اشارہ سے پتھر کا سوراخ ظاہر ہوا جہاں براق کو اس سے باندھا گیا (ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۴۱) تو ان دونوں روایتوں میں تطبیق کی یوں صورت ہوگی کہ مثبت حدیث کو نافی پر مقدم مانا جائے گا۔ ویسے بھی حضرت بریدہ کی حدیث مرفوع ہے جو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے اور حضرت حذیفہ کی روایت ہے۔ حدیث نہیں ہے۔ تو ان دونوں اقوال میں تعارض کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جس میں تطبیق کی ضرورت ہو۔ اس لئے کہ اصول حدیث کے قاعدہ کے لحاظ سے تعارض کے لئے درجہ میں مساوات ضروری ہے۔

خویش کا استقبال | تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نے کہا

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے اپنے رب سے درخواست کی تھی کہ آپ کو خویشیں دکھلائے آپ نے فرمایا ہاں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ ان خویشوں کے پاس جاتے کہ استقبال کے لئے حاضر ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے پوچھا تم کس لئے ہو انہوں نے کہا۔ ہم نیک ہیں اور خوبصورت ہیں۔ ایسے نیک مڑوں کی بیٹیاں ہیں جو پاک ہیں اور صاف ہیں۔ اور میں نے نہیں ہوں گے۔ اور عیشہؓ رہیں گے۔ اور کبھی نہ مرنے لگیں (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۱۴۱) خویش عین کا معنی یاد رہے کہ خویش عین

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نفت عربی میں اس خوبصورت ٹور کو کہتے ہیں جو اپنے حسن و جمال کے کمال کے باعث دوسرے کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے اور اپنی خوبصورتی پر اس کو تازہ ہو۔

حضرت عیدہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب میں بیت المقدس میں پہنچا تو میں نے فرشتوں

فرشتوں کا استقبال

کی ایک جماعت کو دیکھا کہ میرے استقبال کو آتے ہیں۔ اور مجھے رب العزت کی طرف نہایت اعزاز و احترام کی بشارت سنائی اور مجھے یوں سلام کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا اَوَّلُ يَا اٰخِرُ يَا حَاشِرُ میں نے جبریل علیہ السلام سے کہا ان ناموں کے ساتھ سلام میں کیوں مخصوص کیا ہے حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ آپ سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہیں اور آپ سب سے آخری بنی ہیں اور قیامت کے دن مخلوقات کا حشر آپ کے قدموں کے نیچے ہوگا۔ (معراج النبوة

ج ۳ ص ۱۲۹)

قصیدہ مرہبہ پہ قربان جائیں کیا شستہ لب و لہجہ ہے
نجلی حق کا سہرا سرِ صلوٰۃ و تسلیم کی پنچا اور
دردیہ قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کی واسطے تھے
جو ہم بھی داں ہوتے خاک گلشنِ لہجہ سے لیتے آرن
مگر کریں کیا نصیب میں یوں نامرادی کے دن لکھے تھے۔

مسجد اقصیٰ میں نماز

حضرت عیدہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں اور جبریل علیہ السلام دونوں مسجد میں داخل ہوئے

تو انبیاء علیہم السلام کو میں نے پہچانا۔ کوئی صاحبِ قیام میں ہے کوئی رکوع میں کوئی سجدہ میں ہے۔ پھر ایک اذان کہنے والے نے اذان کہی اور پھر اقامت کہی گئی۔ اس وقت ہم صفیں درست کر کے اس انتظار میں کھڑے ہو گئے کہ کون امامت کرتے ہیں۔ سو حضرت جبریل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا دیا اور میں نے ان سب کو نماز پڑھائی۔
بیسان میرٹھی نے کہا ہے

Click For More Books

شاہنشاہ امی لقب، مہ پارہ کی قصب وہ سید عالی نسب، وہ سرور ولاحب،
اشہب سے اترے لقب، زینت گہ قطنی میں جب
پیغمبران منتخب، بہرمن از مستحب
استادہ تھے باصدا دہ، نور تجلی کے سبب،
روشن ہوتے روم و حلب، انجم کو ہے اب تک عجب،
وہ روز روشن تھا کہ شب، تھی عرش پر بزم طرب
تھا جلوہ گر حسن طلب، بے پردہ تھے انوار سب
تھا کشف نور محجب، تحت شعاع بہر رب
تھا کردہ ماہ عرب، کیوں چھپ نہ جاتا ہے گہن

تفسیر قرطبی میں ہے کہ تمام نبیوں نے ”سلام ہو ان پر، حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو امام بنانا چاہا کہ ہمارے اندر بھی اسکی اقتدار کرنے میں خوبی کا اثر ہو جائے
اور محبوبیت کی خوشبو حاصل ہو جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام اور مقتدی میں
ایک خاص تعلق ہوتا ہے جس کی بنا پر امام کی نماز مقتدی کی نماز کو مستمل ہوتی ہے،
حتیٰ کہ امام کی خوبیاں مقتدی میں سرایت کرتی ہیں

نماز قطنی میں یہی تھا سر، عیاں ہو معنی اول و آخر،
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر، جو سلطنت آگے کر گئے تھے،
اس مقام پر مسلمانوں کو جس بات کا عقیدہ رکھنا لازمی ہے وہ یہ ہے کہ یہ
مقدس اجتماع نبیوں کا ”سلام ہو ان پر“ محض روحانی نہ تھا بلکہ جسمانی تھا اور
سب کے سب مجسم اور اپنی شکل و شباہت میں تھے جو ان کو دنیا میں عطا ہوئی ہے
اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص روحانی وجود کے ساتھ نماز پڑھے اور اصل
وجود اسکا اس میں شامل نہ ہو تو شرعاً نماز نہیں ہوتی۔ چنانچہ ملا علی قاری اپنی کتاب
مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۴ میں فرماتے ہیں

فَإِنَّ حَقِيقَةَ الصَّلَاةِ وَهِيَ الْإِيتَانُ بِالْأَفْعَالِ الْمُخْتَلِفَةِ

Click For More Books

إِنَّمَا لِجَسَدٍ لِّلْأَرْوَاحِ ، اس لئے نماز افعال مختلفہ قیام ،
رکوع سجود ، قعدہ کی ادائیگی کا نام ہے اور یہ اجسام سے ہو سکتی ہے ارواح
مجرودہ نماز کے ارکان ادا نہیں کر سکتے

(الف) حیات انبیاء کا بیان -

امام بیہقی نے فرمایا کہ تمام نبی (سلام
ہو) ان پر زندہ ہیں حتیٰ کہ جب انکی
روحیں وفات کی وقت نکلتی ہیں
تو پھر وہ روحیں ان سب کے جسموں
میں واپس لوٹا دی گئی ہیں ، پس
سب نبی خدا کے نزدیک زندہ
ہیں جیسے کہ شبید زندہ ہیں ۔

قَالَ الْبِیْهَقِيُّ اِنَّ الْاَنْبِيَا
بَعْدَ مَا قَبَضُوا
رَدَّتْ اِلَيْهِمْ
اَسْرُوَاحُهُمْ فَهُمْ
اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ
كَالشَّهَدَاءِ

ازرقانی شرح مواہب لدینیہ

(ج ۵ ص ۳۸۲)

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔

انبیاء کو جاہل آنے سے ہے
مگر ایسی کہ فقط آنے سے
پھر اسی آن کے بعد ان کی وفات
مثلاً سابق وہی جسمانی ہے ،
روح تو سب کی سے زندہ ، ان کا
جسم پُر نور بھی روحانی ہے
اوروں کی روح ہو کتنی لطیف
ان کے اجسام کی کب ثانی ہے

Click For More Books

پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی

روح ہے پاک ہے نورانی ہے

(ف) علامہ اقبالؒ کا مکتوب گرامی مطالعہ فرمائیے جو انہوں نے
خان نیازالدین احمد کو بمورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۲۱ء کو تحریر فرمایا۔ میرا عقیدہ ہے
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور اس زمانے کے لوگ بھی اسی طرح
مستفید ہو سکتے ہیں جس طرح صحابہ کرام ہوا کرتے تھے لیکن اس زمانہ میں تو
اس قسم کے عقائد کا اظہار بھی اکثر دماغوں کو ناگوار ہو گا۔ اس لئے خاموش رہتا
ہوں۔“

(ب) ڈوموتوں کا بیان :- یاد رکھئے! انسان پر دو موتیں وارد ہوتی
ہیں۔ ۱۔ ایک وہ موت جو دنیوی حیات کے اختتام پر ہوتی ہے۔ اور
متعارف ہے۔ ۲۔ دوسری وہ موت ہے جو قبر میں جسم کو زندگی ملنے اور
سوال و جواب کے سلسلے کے بعد واقع ہوتی ہے۔ کفار مکہ اس دوسری موت
کا انکار کرتے تھے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

تحقیق کفار کا گروہ کہتے ہیں ہمارا
انجام کا صرف پہلی موت ہے جو
دنیا میں آئی ہے اس موت کے بعد ہم
زمرہ ہونے والے نہیں اور جب

إِنَّ هَؤُلَاءِ لَيَقُولُونَ
أَنْ هِيَ إِلَّا
مَوْتُنَا الْأُولَىٰ
وَمَا نَحْنُ بِمُشْرِينَ

(پتہ ۱۵) دوسری زندگی نہیں تو دوسری موت بھی نہیں) “

اس کے بعد یہ سمجھ لینا چاہئے کہ نبی ہوں یا ولی یا شہیدان کے لئے دوسری
حیات دائمی اور ابدی ہو جاتی ہے وہ اس طرح قوی حیات ہوتی ہے کہ دنیوی
حیات سے بہت بالا تر ہوتی ہے وہ اس دنیا میں زندہ ہیں مگر ہم اس بات

Click For More Books

کا شعور نہیں کر سکتے (بخاری ج ۱ ص ۱۶۶) پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے یوں کہا۔ لَا يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَيْنِ أَمَّا الْمَوْتُ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا ، اے اللہ تعالیٰ کے نبی ! آپ پر اللہ تعالیٰ دو موتیں جمع نہ کرے گا۔ مگر وہ موت جو اللہ تعالیٰ نے لکھی تھی وہ وہ ہو گزری ، اس لئے امام منصور بغدادی نے کہا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفات کے زندہ ہیں۔ اور آپ امت کی نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں اور ان میں سے گنہ گاروں کے گناہ سے معذور ہوتے ہیں۔ اور آپ کی امت سے جو شخص بھی درود شریف پڑھتا ہے۔ وہ آپ تک پہنچ جاتا ہے۔

(ج) کمالات نبویہ کا بیان۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر شریف میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جب آپ بیت المقدس میں پہنچے تو وہاں بھی ان کو موجود پایا۔ پھر چھٹے آسمان پر بھی موجود تھے اسی طرح آدم علیہ السلام کو بیت المقدس میں دیکھا پھر پہلے آسمان پر پہنچے تو وہاں موجود تھے تو اس میں کمالات نبوت کا اظہار ہے۔ کہ نبی کو یہ طاقت حاصل ہے ایک آن میں جہاں چاہیں موجود ہو سکتے ہیں حتیٰ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے براق پروہاں جانے سے بھی خدا کے نبی رسول ہو ان پر پہلے پہنچ جاتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ نبوت کی طاقت براق کی پرواز سے بھی بہت بالا تر ہے۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حجاب کبریا کے پاس ایک قدم سے اتنا فاصلہ طے فرمایا جتنا کہ زمین سے حجاب کبریا تک ہے۔ اس لئے علماء کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج کے لئے براق کی حاجت نہ تھی لیکن اَلشَّائِكِبُ اَعْتَشُ مِنَ الْمَاشِيِّ۔ سوار پیادہ سے زیادہ اچھا ہوتا ہے۔ بنا بریں آپ براق پر سوار ہو کر معراج کو گئے۔

(د) براق مٹھرنے کے وہ وہ ، براق نے تمام سفر طے نہ کیا اور

لے آپ درود شریف کو دور سے سنتے بھی ہیں۔ (جلد ۱ فہام۔ دارالکلیات)

Click For More Books

راستہ پر رُک کر ٹھہر گیا۔ اس بارہ میں چند وجوہ ہیں ۱۔ براق پر سوار ہونے سے آپ کی نورانی قوت پر شبہ وارد ہونے کا اندیشہ تھا اس لئے آپ حجاب کبریا سے آگے براق کے سوا گئے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو معراج میں براق کی احتیاج نہ تھی بلکہ براق اس شرف پانے میں آپ کی ذات سے ماہم ہوتا تھا۔ ۲۔ کریم لوگوں کی عادت ہے کہ جب اپنے پیشوا کے آستانہ پر جاتے ہیں تو اس درگاہ سے کچھ فاصلہ پر اتر جاتے ہیں جس سے درگاہ معلیٰ کا احترام مقصود ہوتا ہے اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس لامکاں درگاہ کے قریب میں براق سے اتر گئے اور بلا واسطہ بغیر کسی سواری کے مقام اوحیٰ کا شرف پایا۔ ۳۔ علاوہ ازیں یہ نکتہ بھی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس قدر معلیٰ مقام اور بلند درجہ پر گئے کہ وہاں کوئی مقرب فرشتہ جاسکتا ہے نہ کسی کو پرواز کی مجال ہے۔ اس لئے براق ٹھہر گیا کہ اس سے آگے جانے کی اس کو طاقت نہ رہی۔

(ھ) اجساد مثالیہ کی تحقیق۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب نماز پڑھا:

تمام نبیوں نے دو سلام ہو ان پر، اقتدار فرمائی تو اس آن میں وہ سب کے سب نبی دو سلام ہو ان پر، اپنی قبروں میں بھی موجود تھے۔ پھر جب سب نبیوں کو سلام ہو ان پر، حسب مراتب آسمانوں پر دیکھا تو وہ سب کے سب اس وقت اپنی قبروں میں بھی تھے۔ بلکہ بیت المقدس میں بھی آپ کے واپس آنے تک موجود رہے۔ اس کو شریعت میں اجساد مثالیہ کہتے ہیں، ان اجساد میں تغائر اور بتائن نہیں ہوتا اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید بے مثل کلام ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ارشاد ہے:

فَاَتُوبُ لِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ (پ ۲۷)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس کو قرآن کے بھانجے میں شک ہے تو وہ قرآن کی ایک سورت جیسی سورت بنا کر پیش کرے۔ اب اگر بالفرض آپ -

Click For More Books

سامنے کوئی شخص کہہ دے کہ میں اس کی مثل پیش کر سکتا ہوں۔ پھر آپ نے سورت کو ٹر پڑھی اور کہا اس کی مثل کیسے ہو سکتی ہے تب اس نے آپ کے سامنے وہی سورت کو ٹر پڑھ کر یہ دعویٰ کر دیا۔ کہ میں نے جو کچھ تلاوت کی ہے وہ آپ کی تلاوت کے بعد ہے اگر آپ کہیں کہ یہ بعینہ وہی ہے تو ایک شی کا اپنی ذات سے تاخیر لازم آئے گا اور یہ محال ہے۔ لہذا آپ کو ماننا پڑے گا۔ جو سورت میں نے تلاوت کی ہے۔ وہ آپ کی پڑھی ہوئی سورت کو ٹر کے مغائر ہے۔ انقصہ جس طرح یہ معارضہ سراسر دھوکہ ہے غلط بیانی اور ناقابل قبول بات ہے بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن شریف کی سورت بے شمار تلاوتوں میں ظاہر ہونے سے ایک دوسرے کے مباحث نہیں ہو سکتی اس طرح نبی ہو یا وہ ہو یا شہید یا بیت المقدس یا بیت اللہ ہو سب کے سب اپنے مثالی اجسام میں ظہور فرمانے سے کوئی ایک دوسرے کے مغائر نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ذات کے تمام اجساد مظہرہ کو آپس میں اتحاد بالذات ہوتا ہے کسی قسم کا تغاثر ان میں نہیں ہوتا۔ ”کامل ترین دیدار الہی“، حضرت شیخ ابجر رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔

جب اوقات اس طرح ہیں جیسے کہ
گزر چکے ہیں تو ہم نے جان لیا کہ
کامل ترین دیدار الہی یہ ہے کہ ہم خدا
کی تصویرت محمدی میں رویت محمدی
کے ساتھ دیکھیں اس لئے ہم نے
لوگوں کو بالمشافہہ اس کی رغبت
دلانی اور اپنی اس کتاب پر
اس کا اہتمام کیا۔

و لما كان الامر هكذا
علمنا ان روية الله
في الصورة المعجديت
فهي اتم روية
تكون فمأثر لنا مخرج من
الناس عليها مشافهة
وفي كتابنا هذا
(فتوحات مكية ج ۳ ص ۵۴)

Click For More Books

افنا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پر خدا کی تجلی نظر آئی
اسی طرح وہ تجلی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جلوہ گرہ ہوتی ہے اہل نظر کو اس بجلی
کا دیکھنا دوسری قسموں سے کامل ترین نظر آتا ہے۔

خطباتِ رسل

غاز سے فارغ ہو کر سب سے پہلے حضرت آدم
علیہ السلام نے خطبہ پڑھا اور اللہ تعالیٰ کا

شکر اور اس کی ثنا بجالائے اور فرمایا خدا تعالیٰ کا احسان ہے جس نے مجھے مٹی
سے پیدا فرمایا اور خلیفہ بنایا فرشتوں نے میرا سجدہ کیا، خواہ کو مجھ سے پیدا کر
کے میرا جفت بنایا۔ اور بہشت کی بے شمار نعمتوں سے ہم کو بہرہ ور فرمایا اس
کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تقریر فرمائی کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے
لئے ہیں جس نے مجھے خلیل بنایا اور مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا مجھے صاحبِ مملکت
بنایا اور مجھ کو مقتدار صاحبِ قوت بنایا یہاں تک کہ میری اقتدار کی بجائی
ہے۔ اور مجھ کو آتشِ نمرودی سے نجات دی اور اس کو میرے لئے سلامتی اور
ٹھنڈک بنا دیا۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ کی حمد و ثنا
کے بعد کہا کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھے کلامِ خاص کا
شرف عطا فرمایا۔ اور مجھے برگزیدہ بنایا اور مجھ پر قورات نازل فرمائی۔ میرا
دشمن فرعون ہلاک ہو گیا اور میری مددگار بنی اسرائیل کی قوم کو نجات دی میری
قوم کو ایسا گروہ بنایا جو حق کے مطابق ہدایت کرتے ہیں اور اس کے موافق
عدل کرتے ہیں اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی حمد و ثنا
کے بعد کہا کہ جمیع محامد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو ملک عظیم
عطا فرمایا۔ اور مجھ کو زبور کا علم دیا اور میرے لئے لوسہ کو نرم کر دیا۔ اور پہاڑوں
کو میرے لئے مسخر کر دیا۔ جو میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیاں کرتے ہیں اور
پرندوں کو میرے ساتھ تسبیح خوانی کے لئے مسخر کر دیا اور مجھ کو علم و حکمت اور
خوش الحاذی عطا فرمائی۔ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب

Click For More Books

کی حمد و ثنا کے بعد یہ تقریر کی کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں۔
 جس نے ہوا کو میرے لئے مسخر کر دیا۔ اور جن بات کو میرے تابع بنایا حتیٰ کہ
 جو چیزیں مثل عمارات عالی شان کے ان سے بنوا چاہوں وہ بناتے ہیں۔
 اور مجھ کو پرندوں کی زبان سمجھنے کی قدرت عطا کی اور مجھ کو ایسی سلطنت عطا
 ہے کہ میرے سوا کسی اور کو عطا نہ ہوئی۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے
 اپنے رب کی حمد و ثنا کے بعد یہ تقریر فرمائی کہ تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت
 ہیں جس نے مجھے اپنا مسیح بنایا۔ اور مجھ کو حکمت، تورات اور انجیل کا علم دیا اور
 مجھے وہ طاقت عطا فرمائی حتیٰ کہ مٹی کے پرندے کی شکل بنا کر اس میں پھونک
 مارتا ہوں تو خدا تعالیٰ کے حکم سے اُڑتا ہوا پرندہ بن جاتا ہے۔ اور زادانہ سے
 اور جذامی کو اچھا کر دیتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے مردوں کو زندہ
 کر دیتا ہوتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب
 کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ جمیع محامد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھے
 تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ سب لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے
 والا اور ڈر کی باتیں بتانے والا بنایا ہے۔ اور مجھ پر قرآن شریف نازل کیا جس میں
 ہر شے کا بیان ہے۔ میری امت کو بہترین امت بنایا۔ میرے ام کے ذکر کو بند
 کیا۔ مجھے سب اقل اور سب افر بنا دیا۔ (یعنی پورے اقل اور پورے افر
 بنایا۔) حضور عید الصلوٰۃ والسلام کی اس تقریر کے بعد سب نبیوں نے سلام ہو
 ان پر کہنے لگے کہ یہی شک باقی نہیں رہا کہ آپ ہم سب نبیوں سے فضیلت لگے
 مرتبہ اور شان کے لحاظ سے۔ (زیر قافی ج ۶ صف ۵)

بیت المقدس میں آپ پر یہ
 آیت نازل ہوئی۔

ایک آیت کا نزول

لے نبی! آپ ان رسولوں سے یہ
 دریافت کر لیں جن کو میں نے آپ کے

وَسْئَلُ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ
 قَبْلِكَ مَنْ مَّرَّ سَلِينَا

Click For More Books

أَجْعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ
الْإِهْلَاءَ يُعْبَدُونَ ه
(پیش ۱۰)

لئے ہے پئے رسول بنا کر بھیجا ہے ۔
کہ ہم نے خدا تعالیٰ کے سوا کبھی بتوا،
کی عبادت کا حکم دیا ہے ۔

یعنی یوں حکم نہیں دیا ۔ اور آپ ان رسولوں سے پوچھ سکتے ہیں حتیٰ کہ یہ
کام کسی امت و مذہب میں جائز نہیں رہا اس آیت سے توحید پر تمام نبیوں
کی رسالت ہوا پر گواہی مقصود تھی ۔ معالم التنزیل میں ہے کہ آپ نے رسولوں
سے رسالت ہوا پر یہ دریافت نہ کیا ۔ صاحب عین المعانی کی روایت
ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت میکائیل علیہ السلام سے کہا کیا حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ مسئلہ نبیوں سے پوچھا تھا ۔ حضرت میکائیل علیہ السلام
نے کہا کہ آپ کا یقین بہت کامل ہے ۔ اور آپ کا ایمان بہت محکم ہے یہی وجہ
ہے کہ آپ کو اس بات پوچھنے کی ضرورت ہی نہ تھی ۔ (تفسیر حسینی ج ۲ ص ۲۰۵)

جنت کے شروبات

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ
جب مسجد قحطی سے باہر آیا تو حضرت
جبریل علیہ السلام دو برتن لائے
ایک میں شراب طہور تھی اور ایک
میں دودھ بریز تھا پھر کہا انہیں سے
جو نہ آپ پسند فرمائیں نوش فرمائیے
تو میں نے دودھ کا برتن اٹھیا کیا ۔ پھر جبریل علیہ السلام نے کہا آپ نے فطرت
”دین اسلام“ کو پسند فرمایا ۔

ثم خرجت فجاءني
جبريل بناء من خمر
واناء من لبن
فأعترت المين فقال
جبريل عليه السلام أعترت
الفطرة (مسلم ج ۱ ص ۹۲)

Click For More Books

امام ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں کہ اسی روایت میں اختلاف ہے کہ جو برتن آپ کے سامنے پیش کئے گئے تھے بیت المقدس میں معراج شروع ہونے سے پہلے تھے ریاسدرة المنتہی کے پاس پہنچنے کے بعد تھے۔ پھر برتنوں کی تعداد میں اختلاف ہے بعض روایات میں دو برتن مذکور ہیں ایک شراب ٹھہرا اور ایک دودھ خالص کا اور بعض روایات میں شہد سے بھرے ہوئے برتن کا بیان بھی ہے۔ اور بعض روایات میں پانی کے برتن کا اضافہ ہے۔ وہ جیسا کہ تفسیر ابن کثیر کی روایت میں چار برتنوں کا ذکر ہے۔ ، امام ابن حجر فرماتے ہیں کہ ان روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ دو دفعہ برتن پیش کئے گئے ایک دفعہ بیت المقدس میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد اور ایک مرتبہ سدرة المنتہی کے پاس۔ جب کہ آپ نے چار نہروں کا مشاہدہ فرمایا اور برتنوں کے عدد میں یہ تطبیق ہے کہ بعض راویوں نے ان برتنوں کا ذکر کر دیا جو دوسرے نے ترک کر دیا۔ اور دراصل چار برتن تھے۔ اور ان چار برتنوں میں بہشت کی چار نہروں کے مشروبات تھے۔ ایک پانی دوسرا دودھ تیسرا شراب ٹھہرا اور چوتھا شہد خالص۔

کا برتن تھا لفتح الباری

جب آپ نے براق پر سوار ہونے کا ارادہ فرمایا تو آپ کا

پتھر ہوا میں

قدم اس صفحہ شریف (پتھر) پر پڑا جو بہشت کے پتھروں سے ایک پتھر ہے۔ اور وہ پتھر اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجائبات میں سے ہے اس لئے کہ وہ پتھر اس وقت تک مسجد اقصیٰ کے صحن میں زمین اور آسمان کے درمیان ایٹکا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہوا میں بغیر ستون کے محفوظ رکھا ہے جس طرح آسمان کے ستون کے سوا موجود ہے۔ اور اس پتھر کے جنوبی حصہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک کا نقش ہے۔ جو براق پر سوار ہونے وقت ظاہر ہوا تھا۔ اب وہ پتھر بوجہ ادب نقش پائے شریف کے اس طرف جھکا ہوا ہے۔

(شرح شفا شریف ج ۱ ص ۲۹)

Click For More Books

کہتے ہیں کہ جہاں دنیا میں جہاں ہی پانی میٹھا ہے اس پانی کا مخزن اور منبع اس مخزن
مشرقی کے نیچے ہے۔ اور بنی امیہ کی سلطنت کے دوران اس مخزن مشرق پر گہند
بنادیا گیا ہے۔

الف تحقیق روایت شدن برباق، بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ
حضرت جبریل علیہ السلام بھی براق پر سوار ہو گئے۔ چنانچہ عمدۃ القاری میں ہے کہ یہ روایت
سنن میں حدیث ہے۔ اَلَّتِ بِالسَّاقِ فَتَسْكَبُ لَهَا جَبْرِئِيلٌ
میں حسب براق کے پس آیا تو حضرت جبریل علیہ السلام کے پیچھے سوار ہو گیا۔
در صحیح ابن حبان میں لکھا ہے،

وَحَمَلَهُ جَبْرِئِيلٌ عَلَى الْبَرَقِ مَرَّةً يَوْمًا لَهُ

حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت جبریل علیہ السلام نے براق پر روایت بنایا
شفا شریف میں ہے۔

مَا نَزَلَ الظَّاهِرُ الْبَرَقِ مَرَّةً يَوْمًا

دونو براق پر سوار رہے۔ حتیٰ کہ معراج سے واپس آ گئے۔
ب (ب) مخصوص بودن براق، تحقیق یہ ہے کہ براق حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
مخصوص سواری تھی۔

وَمُرِيفَ أَنَّ أَبَا حَمْرَةَ مِيسْمُونَ الْأَعْوَسَ تَفَشَّرَ دَجَبًا

ربز اس میں (م) اور یہ روایت مدح میں براق پر حضرت جبریل علیہ السلام
کا سوار ہونا مذکور ہے۔ "ضعیف ہے۔ کیونکہ ابو حمزہ تیمیہ، عورتوں نے تمام ثقہ روایوں
سے تفرد کیا ہے۔ اور حیات النحویان میں ہے۔

امام دیلمی فرماتے ہیں، کہ بیشک میرے

نزدیک ظاہر ہے کہ سرائی روایات

حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت

أَنَّ الظَّاهِرَ عِنْدِي

أَنَّ جَبْرِئِيلَ لَمْ يَرْكَبْ

مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وسلم البراق لیلتہ الاسباء لانه المخصوص بشرف الاسباء	جبریل علیہ السلام کو براق پر سوار نہیں آیا، اسے کہ براق پر سوار ہونا معراج کا شرف تھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت تھی۔
--	--

۷
نے تو ممکن تو ان گفتن نہ واجب یک حق
بند ذات نوشتن ذات ترا کرد انتخاب
چوں برآئی براق برق پسما جبریل
گیراں دستے عنان وزد گردستے رکاب

سیرھی کا ظہور

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہاں ایک سیرھی
ظاہر ہوئی تو نبوتی میں اپنی مثل اور نظیر نہ رکھتی تھی اس سیرھی کے دو بازو تھے یک
یا قوت سرخ کا اور ایک زرد اٹھڑکا۔ اور اس کے درمیان بہت ڈنڈے تھے
جن میں ایک ڈنڈا سونے کا اور ایک چاندی کا تھا۔ اور اس سیرھی کے پچاس
مقام تھے ہر مقام ستر برس کی راہ تھا۔ اور ہر مقام میں ایک فرشتہ متعین تھا
جس کے پاس پچاس ہزار فرشتے خادم تھے اور جب فرشتے آسمان سے زمین
پر آتے جاتے ہیں تو اس سیرھی کے ذریعہ آتے جاتے ہیں حضور علیہ السلام
نے فرمایا جب میں براق پر سوار ہو کر اس سیرھی سے گذرا تو وہاں ایک فرشتہ
نے مجھے سلام کر کے کہ اے میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پچیس ہزار
برس پہلے یہاں مقرر ہوں تاکہ آپ پر صلوٰۃ و سلام پڑھتا رہوں۔ مدت سے
آپ کی اتنا ریں بے قرار تھا اور آپ کی محبت میرے دل میں جا گزیں ہے۔
سوائے تہائی کی مہرانی ہوئی کہ آپ کی زیارت سے شرف پایا۔
(ریاض الاذکار ص ۲۱۱)

Click For More Books

(الف) بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ کو یسٹرمی کے ذریعہ معراج ہوئی اور بعض روایات میں ہے کہ آپ کو بذریعہ براق معراج ہوئی صحیح یہ ہے کہ آپ براق پر سوار تھے اور یسٹرمی کے ذریعہ آسمان پر چڑھے اور بعض روایات میں ہر آسمان کے لئے حتیٰ کہ عرش اور کرسی کے لئے بھی یسٹرمی سے نہ تھی۔ یعنی کل نو یسٹرمیاں تھیں اور ہر جگہ آپ کے استقبال کو فرشتے موجود تھے۔

ابھی منتظر ہوں وہ ظرام تاز فرماتیں
بکھار رکھا ہے فرش آنکھوں نے کھواب بھارت کا
نہو آفت کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہے
مگر سد ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا

(ب) لغت عرب میں معراج یسٹرمی کو کہتے ہیں۔ ایک نورانی یسٹرمی جس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے حضور علیہ السلام کے لئے اس سفر میں زمین اور آسمان کے درمیان نصب کی گئی جس کی وجہ سے اس سارے سفر کا نام بھی معراج ہو گیا ہے

جیسا کہ کسی سورت میں دھواں کا ذکر ہے تو اس سورت کا نام دھان ہے۔ اور اگر گائے کا ذکر ہے تو اس سورت کا نام بقرہ ہے اور کہتے ہیں کہ سکرات کے وقت انسان کو وہ یسٹرمی نظر آتی ہے۔ اور اس سے آسمان کے فرشتے چڑھتے دکھائی دیتے ہیں، اس لئے اس وقت انسان کی آنکھیں اس طرح کھل جاتی ہیں جیسے کسی چیز کو تک رہی ہوں۔ بعض بزرگوں نے یہاں ایک نکتہ لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیت المقدس سے اس لئے معراج ہوئی کہ زمین سے آسمان پر جلسہ کا راستہ ہی خدا تعالیٰ کے نزدیک اس یسٹرمی سے مقرر ہے جس یسٹرمی سے آپ نے براق پر سوار ہو کر صعود و ہبوط فرمایا۔

اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
ہوائی اور ناری کرتے
کا ہوائی کرتے سے گذر ہوا ہے۔ وہ
جوا کا ایک خزانہ ہے جس کو ستر ہزار زنجیروں سے باندھا گیا ہے اور زنجیر اس کی ایک

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ایک فرشتے کے پر پر ہے تاکہ اس کی نگاہ رکھے (معارض النبوة ج ۲ ص ۱۳۲)
اس کے بعد اپنے کمرہ ناری سے گذر فرمایا (روح البیان ج ۲ ص ۳۹۷)
کہتے ہیں کہ جب قوم عاد پر عذاب آیا تو صرف انگوٹھی کے سورخ کے برابر اس
ہوا راستہ کھولا گیا جس کی وجہ سے قوم عاد کا نام ہو گیا۔ اور ان کے درخت اور عمارتیں
سب نیست و نابود اور تہاہ و برباد ہو گئیں

ایک دریا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گذر
ہوا۔ کہ اس کا نام دریائے قاصیہ ہے اس کی

دریائے قاصیہ

مومانی دو سو سال کی مسافت کے برابر ہے اس دریا کا رنگ نیلا ہے۔ آسمان کی نیل
گوئی جو نظر آتی ہے دراصل یہ دریا کا رنگ ہے اس دریا میں سمندروں اور جنگلات
جانوروں کے مثل سب طرح کے جانور موجود ہیں (معارض النبوة ج ۳ ص ۱۳۲)
(ح) مامون رشید خلیفہ عباسی کا باز شکار گاہ میں اڑتا ہوا غائب ہو گیا ایک مسافت
کے بعد ایک مچھلی منہ میں لے کر واپس آگیا۔ مامون رشید کو مچھلی لانے سے حیرانی ہوئی کہ
مچھلی دریا میں ہوتی ہے نہ ہوا میں جب شکار سے واپس ہوا تو راستہ سے گذر ہوا۔
جہاں حضرت امام تقی رضی اللہ عنہ اس مقام پر موجود تھے۔ مامون نے ان کی خدمت میں حاضر
ہو کر ماجرا سنایا۔ اور اس بات کا راز دریافت کیا حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا
کہ حیرانی اور تعجب کی بات نہیں کیونکہ اللہ کا دریا ہے جو کہ آسمان کے درے ہو (ہوا)
میں موجود ہے۔ یہ مچھلی اس دریا کی ہے۔ مامون آپ کے بری جواب اور وسعت علم سے
متعجب ہوا۔ اور نہایت نیاز کر کے رخصت ہو گیا۔

(مفوضات طیبہ ص ۱۷۱ قید عالم گولڑی رضی اللہ عنہ)

جب آسمان تک پہنچے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے دروازہ
کھلوانے کیلئے آواز دی اس دروازہ کا نام باب الحفظ ہے

پہلا آسمان

جو یا قوت سرخ سے ہے۔ اور اس کا قفل موتی کا ہے۔ اس کے دربان کا نام اسمعیل ہے
جس نے آواز سن کر کہا مَرْحَبًا آپ کا آنا بہت اچھا آئے اور دروازہ کھول

آپ اس دروازہ سے آسمان پر چلے گئے۔ اس آسمان کی موٹائی پانچ سو برس کی مسافت تھی۔ اور اس دربان کے ماتحت ایک لاکھ فرشتے تھے۔ جو سُبْحَانَ مَلِكِ الْأَعْلَى سُبْحَانَ الْعَلِيِّ الْأَعْلَى سُبْحَانَ مَنْ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ کی تسبیح پڑھتے تھے۔ (ریاض الاذہار ص ۲۱۲)

ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى
السَّمَاءِ فَاسْتَفْتَحَ
جَبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ
أَنْتَ قَالَ جَبْرِيلُ
قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ
قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ
وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْنَا
قَالَ قَدْ بَعَثَ إِلَيْنَا
فَقُلْنَا لَنَا
مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ
(بخاری اور مسلم)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا
کہ پھر حضرت جبریل علیہ السلام ہم کو آسمان
دنیا تک لے گئے پس حضرت جبریل علیہ السلام
نے آسمان کا دروازہ کھولنے کو کہا دربان
فرشتوں کی طرف پوچھا گیا آپ کون ہیں کہا
میں جبریل ہوں پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون
ہیں کہا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
پوچھا گیا ان کے پاس آسمانوں پر بلائے
جائیں کا پیغام بھیجا گیا ہے جبریل علیہ السلام نے
کہا ہاں بلائے گئے ہیں پھر ہمارے لئے
دروازے کھول دیئے گئے۔

تعجب کے، صریح،

اب اس مقام پر اہل علم حضرات کے لئے ایک
علمی تحقیق درج کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ حدیث

مشریف کی عبارت سے آپ کو واضح ہو گیا کہ حضرت جبریل علیہ السلام جب حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ آسمانوں پر پہنچے تو ہر آسمان پر فرشتوں نے کہا۔

مَنْ أَنْتَ آپ کون ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا میں جبریل ہوں۔ پھر فرشتوں
نے کہا مَنْ مَعَكَ آپ کے ساتھ کون ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا حضرت محمد

Click For More Books

مستطی صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر فرشتوں نے کہا وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْكَ اور کیا وہ بتاتے گئے ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں۔ ان تمام سوالات اور جوابات کی نوعیت سے یہ نہ سمجھا جاتے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانے سے پہلے فرشتوں کو کچھ علم ہی نہ تھا۔ کیونکہ حدیث شریف میں یہ الفاظ موجود ہیں ، فَلْيَسْتَبْشِرْ بِهَا أَهْلُ السَّمَاءِ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشخبری آسمان والے سنتے تھے (بخاری شریف ص ۱۱۲) پھر امام ابن حجر عسقلانی ارقام فرماتے ہیں كَأَنَّهُمْ كَانُوا عَلِيمُوا أَنَّ سَيُعْرَجُ بِهِمْ وَكَانُوا مُتَرَقِّبِينَ گویا فرشتوں کو بتا دیا گیا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عنقریب معراج کرائی جائیگی۔ تو وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کی انتظار میں تھے۔
(فتح الباری ج ۳ ص ۱۱۱)

علامہ احمد بن محمد بن محمد شمسی تحریر فرماتے ہیں۔

وَكَايَ سُوَا لَهُمْ لِلسَّعْيِ بِمَا أَلْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ
أَوَّلُ سِتَبَشَارٍ بَعَثَ فِيهِ (نزول الحقائق الفصل ۱ ص ۱۱)
فرشتوں کا یہ سوال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعمتوں سے یا آپ کی معراج کی خوشی میں تعجب کے باعث تھا علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں

اور کہا گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام پر جو اللہ کی نعمت معراج کے
سبب نازل ہوئی یا فرشتوں کو حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج سے خوشی
ہوئی تو تعجب کے مقام پر یہ سوال کے
اور تحقیق فرشتوں کو اس بات کا علم ہے
کہ بشر اس ترقی کے مقام پر اللہ تعالیٰ

وقيل سألوا تعجباً
من نعمة الله عليه
بذلك أو استبشراً
بها وقد علموا أن
البشر لا يترقون
هذا الترقى إلا
بإذن الله تعالى

Click For More Books

کے اذن کے سوا نہیں پہنچ سکتا اور
جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کو بلایا
نہ جاتے اس کو حضرت جبریل علیہ
السلام آسمان پر نہیں لے جاتے۔

وان جبریل لا یصعد
بمن لم یرسل
الیہ
(فتح الملہم ج ۱ ص ۳۱۸)

جناب منشی حسن دہلوی کے کلام سے تعجب کا محاورہ سنئے —

اے تو بحسن بادشاہ بندہ نواز کیستی
پردہ ماہیہ دری محسوم راز کیستی
دُر بدرج قیمتی تاج سریشا منشی
سرو بلند قامتی غمہ دراز کیستی
بندہ سن بصد زباں گفت کہ من بندہ توام
تو بزبان خود بگو بندہ نواز کیستی

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ میں نے اس آسمان پر فرشتوں کی

فرشتے قیام میں

جماعت دیکھی جو صف بستہ قیام
کی حالت میں یہ تسبیح پڑھ رہے تھے
سُبُّوْهُ قُدُّوْهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ ان فرشتوں کی یہی عبادت ہے جبریل
علیہ السلام نے کہا کہ جب آسمان پیدا ہوا اس دن سے ان کی یہی عبادت ہے۔
اور قیامت تک اسی عبادت میں مشغول رہیں گے، آپ صلی اللہ تعالیٰ سے درخواست
کریں کہ اپنے فضل و کمال سے اس عبارت کا ثواب آپ کی امت کو عطا فرمائے۔
حضور علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا میں نے باری تعالیٰ سے درخواست کی تو اللہ تعالیٰ
نے فرمایا کہ ہم نے نماز میں قیام آپ کی امت پر فرض کیا ہے، اس لئے ان
کو لازم ہے کہ اسے اچھی طرح بجالائیں میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا

Click For More Books

کہ ان فرشتوں کی تعداد کتنی ہوگی ؟ اس نے کہا کہ ان کی تعداد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ (پ ۱۴ ع ۱) تیرے رب کے لشکروں کی تعداد غلط کے سوا اور کوئی نہیں جانتا (معارج النبوة ج ۳ ص ۱۳۱)

آپ نے فرمایا کہ میں وہاں گیا تو دیکھا کہ
حضرت آدم علیہ السلام موجود ہیں حضرت

حضرت آدم علیہ السلام

ابو ہریرہ سے مسند بزر میں روایت ہے کہ انکی داہنی طرف ایک دروازہ ہے کہ اس میں سے خوشبودار ہوا آتی ہے۔ اور بائیں طرف ایک دروازہ ہے کہ اس میں بدبودار ہوا آتی ہے۔ جب داہنی طرف دیکھتے ہیں خوش ہوتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں مغموم ہوتے ہیں اور بخاری شریف کی روایت میں آیا ہے کہ آسمان دنیا میں ایک کو بیٹھا دیکھا جن کے داہنی طرف کچھ صورتیں نظر آتی ہیں اور کچھ صورتیں بائیں طرف ہیں جب وہ داہنی طرف دیکھتے ہیں۔ منستے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں روتے ہیں۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہ آپ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ آپ ان کو سلام کیجئے میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور مرزا فرزند صالح اور بنی صالح کو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ صورتیں داہنی اور بائیں ان کی اولاد کی روعیں ہیں سو داہنی طرف جنتی اور بائیں طرف دوزخی ہیں۔ اس لئے داہنی طرف دیکھ کر منستے ہیں اور بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں

(ف) حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں بائیں جو صورتیں نظر آتی تھیں۔ وہ روعیں اسوقت آسمان پر مستقر تھیں بلکہ اپنے اپنے ٹھکانے پر تھیں جتنی کہ مومنوں کی روعیں بہشت میں اور کافروں کی روعیں دوزخ میں تھیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے پیش ہونے کا موقع اس طرح وقوع میں آیا کہ روعیں گاہے گاہے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے لائی جاتی ہیں جیسا کہ کافروں کی روعیں دن اور رات کے خاص اوقات میں دوزخ میں کشیں کی جاتی ہیں۔ جیسا کہ

Click For More Books

قرآن مجید میں ہے۔

الْكَافِرُ يُعَذَّبُ عَنْ عَذَابِهِمْ عَذَابٌ أَقْوَمُ (پا ع ۱۰)

اور دوزخ میں کافروں کی رُو میں صبح اور شام پیش کی جاتی ہیں۔ اور جانا چاہئے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے پیش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ سب رُو میں آسمان پر چڑھ جاتی ہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ باہر سے پیش کی جاتی ہوں اور آسمان چونکہ شیش کی طرح صاف ہے اس سے نظر آتی ہوں۔ کیونکہ کفار کے بارہ میں قرآن مجید میں ہے کہ لَا تَفْتَحْ لَهُمُ أَبْوَابَ السَّمَاءِ (پا ع ۱۱۲) اور کافروں کے لئے آسمان پر جانے کے لئے دروازے نہیں کھولے جاتے اور یہی جواب علامہ زرقانی نے ارقام فرمایا ہے۔ (زرقانی شرح مواہب ج ۶ ص ۱۳۱)

پھر اسے لوگوں پر گذر مولا جو کھیتی کا کام کر رہے تھے مگر اس طرح پر کہ فصل کاشت کی۔ اسی

صدقہ دینے والے

وقت فصل پک گئی۔ پھر اس کو کاٹ کر برداشت کر لیا اور فائدہ بھی اتنا کہ ایک دانے کے عوم میں سات سو گنا اناج حاصل کرتے ہیں اور جب وہ کاٹ لیتے ہیں پھر وہ ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ کاٹنے سے پہلے تھا۔ اپنے حیرتیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں کہ ان کی نیکی سات سو گنا تک بڑھتی ہے۔ اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اچھا عوض عطا فرماتا ہے۔ اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

مثال ان لوگوں کی جو اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اسی ہے جیسے ایک دانے سے سات سو غنٹے انگلیں اور ہر خوشے میں سو سو دانے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے جس کے

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ
أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ
أُتْبِتْ سَنَعَةً سَابِلَ فِي
كُلِّ سَبِيلَةٍ مِّمَّا تُجَبِّدُ

Click For More Books

لئے چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ نہایت
ہی وسعت والا اور سب کچھ حالات کے
ہلنے والے ہے (تفسیر ابن کثیر)

وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ
يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ
عَلِيمٌ (پ ۳ ع ۱۴)

نماز میں سستی

پھر ایسے لوگوں پر گزر ہوا جن کے سر پتھر سے پھوٹے
جاتے ہیں۔ اور جب وہ کچلے جاتے ہیں تو پھر سابقہ
حالت پر ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا یہ سلسلہ ذرہ بھر دیر کے لئے بھی بند نہیں ہوتا۔ آپ
نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں، حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز میں
سستی کرتے ہیں۔ اور اس کو اپنے اوقات میں ادا نہیں کرتے اور رکوع و سجود بھی
پورا نہیں کرتے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔

پھر دوزخ میں خرابی کا گڑھا ان غازیوں
کیسے تیار کیا گیا ہے جو اپنی نمازوں
میں لاپرواہی کرتے ہیں (درمنثور ج ۲ ص ۲۱۱)

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ
هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ
سَاهُونَ (پ ۳ ع ۳۲)

مکتوبات شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں اس شخص
کی خبر نہ دوں جو نماز میں چوری کرتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا جی ہاں۔ ارشاد فرمایا جو
شخص نماز کے ارکان کو پوری طرح ادا نہیں کرتا۔

پھر ایسے لوگوں پر گزر ہوا کہ ان کی شرم گاہ کے آگے
اور پیچھے پتھر لپٹے ہوتے ہیں اور وہ مویشی کی طرح

زکوٰۃ کے تارک

ہر رہے ہیں۔ اور زکوٰۃ (تھوہرا) اور دوزخ کے پتھر کھا رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا یہ
کون لوگ ہیں، حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ
ادا نہیں کرتے تھے۔ اور فقیروں اور مسکینوں پر رحم نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ

Click For More Books

فرماتے ہیں۔

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ
الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ
وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ
اللَّهِ فَبِئْسَ لَهُمْ بِعْدَابٍ
أَلِيمٌ (پ ع ۱۱)

اور جو لوگ سونا اور چاندی کو فرائے
بنا کر رکھتے ہیں۔ اور اس کو اللہ کی
راہ میں خرچ نہیں کرتے سو آپ
ان کو عذاب دردناک کی خوشخبری
سنا دیجئے (تفسیر ابن جریر ج ۵ ص ۱۶)

(الف) دو کشفی واقعات کی تشریح، یہاں ایک شبہ ہوتا ہے کہ اس وقت
نماز اور زکوٰۃ فرض ہی نہیں ہوتی تھی۔ تو پھر اس کی کوتاہی پر عذاب کیسے ہو سکتا ہے
تو اس کا جواب یہ ہے کہ شاید یہ پہلی امتوں کے لوگ ہوں لیکن آپ کو آنے والے
حالات کا انکشاف ہو گیا۔ یا ہر دو طرح کے لوگ ہوں اور کسی امت کی تخصیص نہ
ہو۔ بلکہ علاوہ ازیں دیگر کشفی واقعات میں بھی یہی احتمالات ہوں گے۔

(ب) دو نگاہ نبوت کی شان، جس طرح ہمارے عینی مشاہدہ کے سامنے
کشفی چیزیں دیوار وغیرہ کے حجاب ہو جاتے ہیں اسی طرح زمانہ ماضی اور استقبال
کے واقعات دیکھنے کے لئے زمانہ حال آڑ اور حائل ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ہماری نگاہ
ان واقعات کو نہیں دیکھ سکتی۔ مگر جب اللہ تعالیٰ کسی نبی کی نگاہ کبیرہ طاقت بخشنے کو
زمانہ حال اس کے آگے اڑنے دے تو یہ محال نہیں بلکہ قدرت الہی کے لئے یہ امر
ممکن ہے اور ایسی بات جس کا خرق عادت کے طور پر شہود ہو جائے تو اس کو
کشف یا مکاشفہ کہتے ہیں۔ اور خدا کی توفیق سے ولی کو بھی یہ کشف حاصل ہوتا ہے۔
اور یہ اس کی کرامت ہے جس طرح نبی کے لیے یہ کشف معجزہ ہوتا ہے۔

زانی مرد اور عورتیں | ہر ایسے لوگوں پر گزر ہوا جن کے سامنے ایک
ہنڈیا میں پکا ہوا گوشت رکھا ہے۔ اور ایک
ہنڈیا میں بکا اور سٹرا ہوا گوشت رکھا ہے۔ وہ لوگ اس سٹرے کچے گوشت کو

Click For More Books

کھا رہے ہیں۔ اور پکا گوشت نہیں کھاتے۔ آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی امت سے وہ مرد ہے جس کے پاس حلال اور پاکیزہ بیوی ہو۔ اور پھر غیر عورت کے پاس جاوے اور شب باشی کرے اس طرح وہ عورت ہے جو اپنے حلال اور پاکیزہ خاوند کے ہوتے ہوئے لمبی غیر مرد کے پاس جاوے۔ اور اس کے ساتھ برا کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اور تم لوگ ناکے قریب مت جاؤ
کیونکہ یہ بہت بھجائی کا کام ہے اور
بُرا استنبہ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۱)

لَا تَقْرَبُوا الزَّيْفَ
إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً
وَسَاءَ سَبِيلًا رِپ ۱۲۵

میتے کے حق نور

پھر ایسے لوگوں پر گزر ہوا جن کے
ہونٹ اونٹوں کی طرح ہیں۔ وہ آگ

کی چنگاریاں کھا رہے ہیں۔ اور وہ چنگاریاں ان کے پیٹ کو جلاتی ہوئی نیچے نکل جاتی ہیں اور اسی طرح سلسلہ جاری ہے آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو میتی کے مال ناحق کھاتے ہیں، باری تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے۔

اور جو لوگ میتوں کا مال ناحق کھاتے
ہیں وہ لوگ آگ کی چنگاریاں کھا رہے
ہیں اور یہ لوگ
اس کے بعد بھڑکتی ہوئی آگ میں
دھل ہوئے (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۱)

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ
أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا
إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ
نَارًا وَّ سَيَصْلَوْنَ
سَعِيرًا رِپ ۱۲۵

پہچان
خیال

Click For More Books

راہ کے مُوزی | پھر ایسے لوگوں پر گزر ہوا جو شائع عام سولیوں پر لٹکاتے جا رہے ہیں اور سولیاں ایسے

کھنٹے رکھتی ہیں کہ راہ جانے والے کے جسم اور لباس کو فوج لیتی ہیں۔ آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو راستہ پر بیٹھ کر راہ جانے والوں کو تکلیف دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اے لوگو! راستہ پر اس طرح مت بیٹھو کہ تم لوگوں کو ڈراؤ اور اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکو (درمنثور ج ۴ ص ۲۲)

لَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ (پ ۱۸۴)

خیانتی | پھر ایسے لوگوں پر گزر ہوا کہ بہت سا بوجھ انہوں نے اپنی بیٹھ پر اٹھا رکھا ہے حتیٰ کہ بوجھ کے مارے وہ جنبش اور ہلنے کی طاقت نہیں رکھتے مگر قہر بھی کہہ رہے ہیں کہ ہاں اور بوجھ رکھ دو چنانچہ ان لوگوں کے کہنے پر اور بوجھ لاداجا رہا ہے آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا یہ ان لوگوں کی صورت مثالی ہیں جو امانت میں خیانت کرتے ہیں اور باوجودیکہ اس قدر لوگوں کے حقوق ان کی گردن میں ہیں لیکن وہ حقوق زیادہ اپنے ذمہ میں لیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو خدا اور رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو اور آپس کی امانتوں میں بھی خیانت نہ کرو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ

Click For More Books

تَعْلَمُونَ رَبُّ ع ۱۰۷ | اور تم جانتے ہو (معارج النبوة ج ۳ ص ۱۲۴)

خوشامدی

پھر ایسے لوگوں پر گزر ہوا کہ ان کے ہونٹ اور زبانیں آگ کی مقررہوں سے کاٹی جاتی ہیں۔ جب وہ اپنی اصلی حالت پر آجاتی ہیں فرشتے پھر کاٹ لیتے ہیں اور ایک ساعت کی مہلت نہیں دیتے آپ نے ان کے بارہ میں پوچھا حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں اور ان کی خوشامد کرتے ہیں اور ان کے جھوٹ اور صاف بری باتوں پر ہاں سے ہاں ملاتے ہیں اور ان کو ظلم، فسق، فجور سے نہیں روکتے اور انصاف و احسان کا فرمان نہیں سناتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ایسے لوگوں کی طرف میلان نہ کرو جن لوگوں نے ظلم کر رکھا ہے پھر تم کو بھی آگ کی سزا ملے گی (معارج النبوة ج ۳ ص ۱۲۴)

وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ (سپ ۱۰ ع ۱۰۷)

ایسے لوگوں پر گزر ہوا جن کو مردار جانور کے گوشت کا ٹکڑا

غیبت کرنے والے

کھلایا جاتا ہے آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو چغل خوری کرتے تھے اور دوسرے بھاتی کا رگلہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ایک دوسرے کے عیب نہ ڈھونڈو اور تمہارا بعض بعض

وَلَا تَحْسَبُوا أَنَّكُمْ بَعْضُكُمْ

Click For More Books

اَيُّهَا الَّذِيْنَ
اَتَىٰ يَٰكُلَ
لَحْمٍ اَنۡحِيسُ
مِنْهُ
فَكَرِهْتُمُوْهُ

(پ ۱۲ ع ۱۱)

کو

لوگوں کا گھر نہ کرے کیا تم میں
کسی کو یہ بات پسند آتی ہے کہ وہ
اپنے بھائی کا گوشت کھاتے جبکہ
وہ مردہ ہو بلکہ تمہیں نفرت آتی
اور اس کے کھانے کو برا جانو گے
اس طرح چاہتے کہ غیبت سے تم

نفرت آئے اور اسکو برا جانو (اخبار القرآن ص ۲۶۲)

شراب نوش

ایسے لوگوں پر گذر ہوا جن کے چہرے کانے اور آنکھیں
نیلی تھیں۔ ان کا پخلا ہونٹ پاؤں پر ٹھکتا تھا اور

اوپر کا ہونٹ سر کے اوپر جاتا تھا۔ دوزخ کی آگ کا زرد پانی آگ کے پیالوں
میں پلاتے جاتے تھے حتیٰ کہ پیپ اور خون ان کے منہ سے ٹپکتا تھا اور گھرے
کی طرح ہنپتے اور چلاتے تھے آپ نے پوچھا یہ کون ہیں حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا
کہ یہ وہ لوگ ہیں جو زندگی میں شراب پیتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اِنَّمَا الْخَمْرُ
وَ الْمَيْمِرُ وَ الْاَنصَابُ
وَ الْاَنۡرَ لَاۤ اَمۡرٌ مِّنۡ جِبۡرِ
قِنۡ عَمَلِ الشَّيۡطَانِ
فَاَجۡتَنِبُوْهُ نَعَلَّكُمُ
تَفۡلِحُوۡنَ

(پ ۱۲ ع ۱۱)

اے وہ لوگ جو ایمان لاتے ہو
بجز اس کے اور کوئی صورت
نہیں کہ شراب اور جوا اور بت
اور فال کے تیسرے شیطانی کام
ہیں ایسے کاموں سے بچ کر رہا
کرو تا کہ تم ان سے بچنے کے
بببب عذاب اخروی سے نجات
پاؤ (اخبار القرآن ص ۲۶۲)

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جھوٹے گواہ

ایسے لوگوں پر گزر ہوا کہ ان کی زبانیں گدی سے نکالی گئی ہیں اور ان کی شکلیں مسخ ہو کر سورجی شکلیں

بن گئی ہیں سر سے پاؤں تک عذاب میں گرفتار ہیں آپ نے پوچھا یہ لوگ کون ہیں حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو جھوٹی گواہی دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ
مِنَ الْأَوْثَانِ
وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الشُّرَاقِ
(پ ۱۱ ع ۱۱)

پس تم لوگ بتوں کی پلیدی سے بچتے رہو اور جھوٹی گواہی یا جھوٹی بات کہنے سے بھی بچتے رہو۔
(ریاض الازہار ص ۲۱۳)

سود خوار

ایسے لوگوں پر گزر ہوا جن کے پیٹ سوچ کر کوٹھے کی طرح

ہو گئے تھے۔ اور ان کے چہرے پیسے ہو گئے تھے۔ طوق ان کی گردنوں میں اور زنجیر ان کے ہاتھوں میں اور پٹریاں ان کے پاؤں میں پڑی ہوئی تھیں جب چاہتے تھے کہ اٹھ کھڑے ہوں تو پیٹ کے پھولنے کے بہ سبب گر جاتے تھے اور پراور نیچے عذاب میں مبتلا تھے۔ آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو سود کھاتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ
الرِّبَا لَا يَقُومُونَ
إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي
يَخْبِطُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ
الْمَسْرِ (پ ۶ ع ۶)

اور وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن اس طرح اٹھیں گے جس طرح وہ شخص اٹھتا ہے جس کو شیطان نے چھو کر اسے بدحواس بنا دیا ہو۔ (درمنثور ج ۳ ص ۱۴۲)

Click For More Books

قاتل ناسق

ایسے لوگوں پر گزر ہوا جن کو فرشتے آگ کی چھریوں سے ذبح کر رہے تھے اور ان کے گلے سے کالا خون بہتا تھا وہ پھر زندہ ہو جاتے تھے، تو پھر ذبح کئے جاتے تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو ناسق قتل کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

جو شخص کسی ایماندار کو عمدًا اور قصداً قتل کرتا ہے جب اس قتل کرنے کو حلال بھی جانتا ہو تو اسکی سزا دوزخ مقرر ہے ہمیں ہمیشہ یہ گناہ اور اس پر اللہ تعالیٰ غضب ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اس کے گناہ کے ارتکاب کے باعث وہ ایسے جرم کا مرتکب ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مجرم کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے (ریاض الزوارع ص ۳۱)

وَمَنْ يَقْتُلْ
مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا
فَإِنَّهُ أَجْرُهُ جَهَنَّمَ
نَحَالًا فَبِمَا
وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ
وَلَعَنَهُ
وَأَعَدَّ لَهُ
عَذَابًا
عَظِيمًا
(پ ۵ ع ۱۳)

نافرمان بیویاں

عورتوں کے ایک گروہ پر گزر ہوا کہ ان کے منہ کھلے اور آنکھیں نیلی ہیں باگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں فرشتے ان کو آگ کے گرز مارتے ہیں اور وہ گدھوں اور کتوں کی طرح چلاتی ہیں حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا، یہ وہ عورتیں جو اپنے خاوندوں کی نافرمان ہیں قرآن مجید میں ہے
الَّتِي جَالَقَتِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى النِّسَاءِ (پ ۵ ع ۳)
مرد عورتوں پر حاکم ہیں (اور حکم کی نافرمانی اچھی نہیں) (تفسیر ابن جریر ج ۱ ص ۱۵)

Click For More Books

مان باپ کے عاق

پھر ایسے لوگوں پر گزر ہوا جو آگ کے جنگل
میں قید تھے۔ ان کو آگ جلاتی تھی، پھر وہ

درست ہو جاتے تھے اسی وقت پھر ان کو آگ جلا دیتی تھی اور یوں ہی سلسلہ
جاری تھا، حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ماں باپ کے
عاق یعنی نافرمان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اور پروردگار کا حکم ہے کہ خدا
تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ
کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی
کرو اگر تیرے پاس ان میں سے
ایک بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائے یا
دونوں بڑھاپے کی حد میں پہنچ
جائیں تو ان کو آفت نہ کہو اور نہ ہی
ان کو عتاب کرو اور ان کے
ساتھ بھلائی کی بات کرو۔

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا
تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ
وَبِالْوَالِدَيْنِ
إِحْسَانًا إِنَّمَا يَبْغِي
عِنْدَكَ الْكِبَرُ
أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا
فَلَا تَقُلْ لَهُمَا
أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْنِيهُمَا وَقُلْ
لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۝ ۳۷

دغا باز اور منافق

ایسے لوگوں پر گزر ہوا جو ایمان میں ٹھکے ہوئے
تھے۔ اور ان کی آنکھ کان ناک سے آگ کے

شعلے نکلے تھے ان میں سے ہر ایک پر دو فرشتے مقرر تھے جن کے ہاتھوں میں
آگ کے گرز تھے۔ اتنے بڑے گرز تھے کہ ہر ایک گرز کی ستر شاخ تھی اگر ایک
شاخ ابوبیس پہاڑ پر پڑے تو تاب نہ لاکر ریزہ ریزہ ہو جاتے دو نو فرشتے
اس گرز سے اس کو سزا دیتے تھے اور یہ تسبیح پڑھتے تھے، سُبْحَانَ
الْقَادِرِ الْمُقْتَدِرِ سُبْحَانَ الْمُتَّقِمِ عَنْ أَعْدَائِهِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ

Click For More Books

الْعَظِيمُ : حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ دغا باز اور منافق
لوگ ہیں، قرآن مجید میں ہے،

بے شک وہ لوگ جو خدا اور رسول سے
منافقت کرتے ہیں ورنہ کی تہہ میں
سب سے نیچے طبقہ میں انکا ٹھکانہ ہوگا۔

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي
الدَّمَارِ الْأَسْفَلِ
مِنَ النَّارِ (پ ۱۸ ع ۱)

اور دوسری آیت ہے۔

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ السلام
سے دھوکہ کرتے ہیں خدا تعالیٰ انکو
دھوکہ کی سزا دیگا (معاہجہ نبوۃ ص ۱۳۵)

يُخَادِعُونَ اللَّهَ
وَهُوَ خَادِعُهُمْ
(پ ۱۵ ع ۱)

(ف) یاد رہے کہ جلالین میں لکھا ہے، مذوف مخذوف کے قاعدہ کے موافق
لفظ اللہ سے رسول مراد ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ غائب الغیب ہے اس سے دھوکہ
کیسے ہو سکتا ہے اسلئے آیت کی تفسیر میں لکھا ہے، يُخَادِعُونَ رَسُولَ اللَّهِ (رمالین)
بہودہ گانے والے

ان کے منہ کالے ہیں۔ آنکھیں نیلی ہیں۔ اور قطران (لک) کے پٹری پہنے ہوئے
ہیں۔ فرشتے ان کو آتش گرز مارتے ہیں حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی،
کہ یہ مطرب اور بے ہودہ گانے والے لوگ ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

بعض ایسے لوگ ہیں جو کھینے کی باتوں
کو فریبہ کرتے ہیں تاکہ خدا کے راستہ
سے لوگوں کو گمراہ کریں بغیر کسی دلیل

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ
يَشْتَرِ عُرْسَهُمْ
الْحَدِيثَ يُضِلُّ عَنْ

Click For More Books

اور ثبوت کے اور خدا کی آیات
کا استہزاء کریں وہ ایسے لوگ
ہیں جن کے لئے امانت کریموالا
عذاب تیار کر گیا ہے۔
(معارف النبوة ج ۳)

سَبِيلُ اللَّهِ يَغْيِبُ عَنْهُمْ
وَيَتَّخِذُهَا هُتُورًا
أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ
مُّهِينٌ
(پ ۳ ع ۱۷)

رعد فرشتہ

پھر ایک فرشتہ کو دیکھا جو آدمی کی صورت رکھتا
تھا جس کا اوپر والا جسم کا حصہ آگ کا تھا اور
نیچے والا نصف حصہ برف کا تھا۔ آگ برف کو نہیں پگھلاتی تھی اور برف
آگ کو نہیں بجھاتی تھی۔ اس فرشتہ کی تسبیح یہ تھی اَلَّذِي اَتَعَا
بَيْنَ السَّحَابِ وَالتَّارِ اَتَعَا بَيْنَ عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ آپ نے
پوچھا یہ کون ہیں حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس فرشتہ
کو اپنی کمال قدرت سے پیدا فرمایا ہے اور یہ فرشتہ بادلوں پر موکل
ہے حتیٰ کہ جس جگہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے یہ فرشتہ بادلوں کو وہاں لے
جاتا ہے۔ اس فرشتہ کا نام رعد ہے۔ اس لئے کہ رعد کا معنی گرجنے کے ہیں
اور یہ فرشتہ بھی جب بادلوں کو چلاتا ہے۔ اور ان کو ہانکتا ہے اس ہانکنے
سے جو گرج پیدا ہوتی ہے۔ اس کو بھی رعد کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔
يُسَبِّحُ الشَّرْعُدُ بِحَمْدِ ۙ (پ ۳ ع ۸) اور رعد فرشتہ جب بادلوں کو
چلاتے وقت گرجتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے۔ اور
تعریف بیان کرتا ہے۔

(الف) فرشتہ کی تعریف۔ بالفاظ دیگر فرشتہ کسے کہتے ہیں تو
عربی کی کتابوں میں لکھا ہے۔ اَلْمَلَكُ جِسْمٌ نُّورِيٌّ يَتَشَكَّلُ
بِأَشْكَالٍ مُّخْتَلِفَةٍ لَا يَذْكُرُ وَلَا يُؤْتَمُّ۔ فرشتہ ایک

Click For More Books

نوری جسم ہوتا ہے جو مختلف شکلوں اور صورتوں میں اپنی شکل بنا سکتا ہے۔ وہ مذکر اور مؤنث نہیں ہوتا۔

(ف) اس تعریف کے بعد سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا کہ رعد فرشتہ آگ اور برف سے کیسے بنا ہوا ہے۔
(ب) فرشتوں کی شکلیں حدیث کی روشنی میں۔

(۱) حضرت امیر عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے ایک آدمی اس مجلس میں آگیا جس کے کپڑے سفید تھے۔ اور اس کے بال بہت سیاہ تھے۔ (ابن حبان کی روایت میں ہے کہ اسکی داڑھی بہت سیاہ تھی) اور اس پر سفر کا کوئی اثر معلوم نہ ہوتا تھا۔ اور ہم میں سے کوئی بھی اسکو نہ پہچانتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھا۔ پھر اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے چند مسئلے پوچھے جن کا ذکر حدیث میں مفصل آتا ہے۔ اور پھر مل گیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس آدمی کو میرے پاس واپس لاؤ۔ پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کو واپس لانے کے لئے گئے مگر کچھ نشان نہ پایا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ جبریل علیہ السلام تھے۔ (مسلم شریف ج ۱)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ملک الموت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا گیا۔ پھر جب وہ ان کے پاس آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو طمانچہ مارا پس وہ اپنے رب کی طرف واپس گیا اور کہا کہ تو نے مجھے ایسے شخص کے پاس بھیجا ہے جو موت نہیں چاہتے (فتح الباری میں ہے کہ ہمام کی روایت میں یہ زیادتی بھی ہے) اور اس نے میری آنکھ نکال دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو آنکھ دوبارہ عطا فرمائی اور فرمایا کہ تو اس کو یوں کہہ کہ آپ اپنا ہاتھ بیل کی پشت پر رکھو جس قدر بال آپ کے ہاتھ کے نیچے ہو جائیں

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اتنے ہی سال آپ کی عمر زیادہ ہوگی جب فرشتے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس طرح کہا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کے بعد کیا ہوگا۔ فرشتے نے کہا موت۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو پھر ابھی موت ہونی چاہیے (بخاری شریف مع حاشیہ ص ۴۸۴)

بحر الحیوان

اس کے بعد آپ ایک دریا پر پہنچے کہ اس دریا کے عجائب و غرائب گنتی سے زیادہ ہیں اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ اور اسکی موجیں پہاڑوں سے زیادہ اونچی تھیں حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! اس دریا کو بحر الحیوان کہتے ہیں۔ جب قیامت کے دن لوگوں کا حشر ہوگا۔ تو اس دریا سے زمین پر بارش ہوگی جس کے اثر سے بوسیدہ ہڈیاں اور ریزہ شدہ اجزاء باہم جمع ہو جائیں گے اور انسان کا جسم بحکم خداوندی زندگی حاصل کر لے گا۔ قرآن مجید میں ہے۔

اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے
تم کو پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا پھر تم کو
مارے گا۔ پھر تم کو زندہ کرے گا
(معارج النبوة ج ۳)

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ
ثُمَّ مَرَّزَكُمْ ثُمَّ
يُمْيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ
(پ ۷۷)

(ف) اس آیت کریمہ سے نشاۃ ثانیہ کا ثبوت مقصود ہے بحر الحیوان کا ثبوت مطلوب نہیں۔

پھر آپ دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے تو وہ آسمان نہایت ہی نورانی تھا۔ اس کا نام قدیم تھا۔ اور اس کا دروازہ موتی کا اور قفل نور کا تھا حضرت جبریل علیہ السلام آگے بڑھے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ دربان نے کہا کہ آپ کون ہیں حضرت

Click For More Books

جبریل علیہ السلام نے کہا میں جبریل ہوں۔ دربان نے کہا آپ کے ساتھ کون ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر دربان نے پوچھا کیا آپ کو بلا یا گیا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ہاں۔ بلائے گئے ہیں۔ دربان نے کہا اُکھڑ لٹہ کہ آپ تشریف لاتے ہیں۔ اور دروازہ کھول دیا۔ اس دربان کا نام اسرافیل ہے اور اس کے تابع دو لاکھ فرشتے خادم مقرر ہیں ان کو آپ نے سلام کیا۔ تمام نے نہایت عظمت کے ساتھ سلام کا جواب دیا۔ ان کی تسبیح یہ تھی۔ سُبْحَانَ اللَّهِ كُنَّا سُبْحَهُ اللَّهُ مُسَبِّحُوهُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كُنَّا هَلَّ اللَّهُ مُهَلِّلُوهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ كُنَّا كَبَرُ اللَّهِ مُكَبِّرُوهُ (ریاض الازہار ص ۲۱۵)

آپ نے اس آسمان پر فرشتوں کو دیکھا کہ صف بستہ حالت رکوع میں یہ

فرشتے رکوع میں

تسبیح کہہ رہے تھے۔ سُبْحَانَ الْوَاقِعِ الْوَاسِعِ سُبْحَانَ الَّذِي يُدِيرُ الْاَبْصَارَ سُبْحَانَ الْعَظِيمِ الْعَلِيمِ۔ اور یہ فرشتے جب پیدا ہوتے رکوع میں ہیں۔ جبریل علیہ السلام سے آپ نے پوچھا کہ دوسرے آسمان کے فرشتوں کی یہی عبادت ہے۔ اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آسمان کے فرشتوں کی یہی عبادت ہے۔ آپ بھی خدا تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی امت کو اس عبادت کا ثواب عطا فرمائے چنانچہ آپ نے اس وقت دعا کی آپ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے غازیں رکوع کو فرض کر دیا (معارج النبوة ج ۳ ص ۱۳۷)

حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام

جب آپ فرشتوں کے گروہ سے گزرے تو آپ نے دو نوجوان دیکھے جو شکل ہیں۔ اور آمنے سامنے دو سونے کی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تھے۔ جبریل علیہ السلام سے ان کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا یہ دونوں جوان حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام ہیں۔ جو کہ آپس میں رشتہ کے لحاظ سے خالہ زاد بھائی ہیں۔ (یاد رہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہ السلام کی خالہ ہیں۔ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے مجازی طور پر خلیہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا آپ ان کو سلام کیجئے۔ چنانچہ آپ نے ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا مرجا بھائی نیک اور نبی نیک کو۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کو بہت سی خوشخبری سنائی اور ان خصوصیات کا ذکر کیا جو خداوند تعالیٰ کی عنایت سے آپ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ آپ کی تسبیح یہ تھی۔ سُبْحَانَ الْمَحْشَانِ الْمَتَّانِ سُبْحَانَ الْمُبْدِيِّ الْمَعِينِ (معارف النبوة ج ۳ ص ۱۳۷)

پھر آپ ایسے فرشتے پر گزرے
رِزْقِ تَقْسِیمِ كَرْنِے وَالَا | جس کے ستر سرستھے۔ اور ایک

روایت میں ہے ستر ہزار سرستھے۔ اور ہر سر میں ستر ہزار منہ تھے۔ اور ہر منہ میں ستر ہزار زبان تھی۔ اور ہر زبان کی ستر ہزار بولی تھی۔ اور ہر بولی دوسری بولی سے نہ ملتی تھی۔ اس کی تسبیح یہ تھی۔ سُبْحَانَ الْخَالِقِ الْخَلِیْمِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ

حضور علیہ السلام نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ اس فرشتہ کا کیا حال ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ فرشتہ آدمیوں کی روزی پہنچانے پر مامور ہے۔ ہر شخص کا جو رزق مقسوم میں ہے ہر روز اس کو پہنچاتا ہے۔ اس فرشتے کا نام قاسم ہے۔ (معارف النبوة ج ۳ ص ۱۳۷)

جب تیسرا آسمان آیا تو دیکھا کہ سفید موتی سے
زیرا آسمان | زیادہ روشن اور چمکدار نورانی قندیلیں رکھی
ہوتی ہیں اس آسمان کا نام نہیلون تھا۔ اس کے دربان کا نام کاتبین ہے

تین لاکھ فرشتے اس کے ماتحت ہیں جن کی تسبیح یہ ہے۔ سُبْحَانَ الْمُعْطَىٰ أُولَٰئِكَ
الْفَتْحُ الْعَظِيمُ سُبْحَانَ الْمَجِيدِ مَنْ دَعَاكَ حَضْرَتُ جِبْرِیلِ عَلَیْهِ
السَّلَامُ نَے دروازہ کھولنے کو کہا۔ حسب دستور دربان نے دروازہ کھولا۔
دریاض الازہار ص ۲۱۶

فرشتے سجدہ میں

وہاں آپ نے بہت سے فرشتے دیکھے
جو صف بستہ سجدہ میں پڑے ہوئے تھے

آپ نے ان کو سلام کہا انہوں نے سر اٹھایا اور آپ کے سلام کا جواب دیا اور
پھر سجدہ میں چلے گئے۔ اور سجدہ میں وہ تسبیح کہتے تھے۔ سُبْحَانَ الْخَالِقِ
الْعَلِيمِ سُبْحَانَ الَّذِي لَا مَقَرَّ وَلَا مُلْجَأَ إِلَّا إِلَيْهِ سُبْحَانَ
الْعَلِيِّ الْأَعْلَىٰ آپ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ اس آسمان کے فرشتوں
کی یہی عبادت ہے۔ اس نے عرض کیا کہ ہاں آپ بھی حق تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ
آپ کی امت کو بھی اس طرح عبادت عطا فرمائے اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ میری امت کو بھی اس عبادت سے
حصہ عطا فرمائے۔ اس وقت اللہ جل شانہ نے آپ کی امت پر ہر رکعت میں دو
سجدے فرض کئے۔ اس واسطے کہ ان فرشتوں نے سلام کا جواب دینے کے لئے
سجدے سے سر اٹھایا اور پھر دوبارہ سجدے میں چلے گئے۔ (معارج النبوة ج ۲ ص ۱۲۸)

حضرت یوسف علیہ السلام

پھر آپ نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا کہ
مساں عبادت میں مشغول ہیں حضرت جبریل

نے آپ کو کہا کہ یہ یوسف علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام کیجئے آپ نے سلام کیا انہوں نے
سلام کا جواب دے کر معاف کیا اور اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کی خوشخبری سنائی حضرت
یوسف علیہ السلام کی تسبیح یہ تھی سُبْحَانَ الْكَرِيمِ الْأَكْرَمِ سُبْحَانَ
الْجَلِيلِ الْأَجَلِ سُبْحَانَ الْفَرْدِ الْوَحْدِ سُبْحَانَ الْأَبَدِ الْأَبَدِ
(دریاض الازہار ص ۲۱۷)

Click For More Books

آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو خدا کی مخلوق میں سب سے زیادہ خوبصورت ہے۔ اور سب لوگوں پر حسن میں ایسے فضیلت رکھتا ہے جیسے چودھویں رات کا چاند ستاروں پر فوقیت رکھتا ہے اور وہ حضرت یوسف علیہ السلام تھے۔ اس سے ظاہر متبادر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے لیکن ترمذی شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا أَحْسَنَ الْوُجْهِ حَسَنَ الصَّوْتِ، وَكَانَ نَبِيُّكُمْ أَحْسَنُهُمْ وَجْهًا وَأَحْسَنُهُمْ صَوْتًا :-
اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر وہ خوبصورت اور خوش آواز ہوتا ہے اور تمہارے نبی ان سب نبیوں سے زیادہ خوبصورت اور زیادہ خوش آواز ہیں (فتح الملہم ج ۱ ص ۲۱۹)

جب آپ آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک فرشتہ کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے ستر ہزار

تکبر کرنے والے

پر ہیں اگر وہ ایک پُر کو پھیلانے تو مشرق سے مغرب تک تمام جہان کو گھیر لے گا اس فرشتہ کے ارگرد بھی بڑی جسامت والے اور قد آور فرشتے تھے یہاں تک کہ ان میں سے ایک کا طول و قامت بارہ سو برس کی راہ تھا۔ وہ فرشتے لوگوں کے ایک گروہ کو آتش گرزوں سے اس طرح عذاب دے رہے ہیں کہ جب ان کو گرز مارتے ہیں۔ تو ان سب کے اجسام ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔ پھر اصل حالت میں ہو جاتے ہیں۔ پھر دوبارہ ان کو مار کر ریزہ ریزہ کیا جاتا ہے۔ آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے اس فرشتہ کا نام اور ان لوگوں کے عذاب کا سبب دریافت کیا حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اس فرشتہ کا نام ضو صائیل ہے۔ اور یہ لوگ وہ ہیں جو جبر اور تکبر کرتے تھے۔ کہ اپنے کئے کی سزا بھگت رہے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس فرشتہ کو جمع تمام اس کے خادموں کے مقرر کر دیا ہے۔ تاکہ اس طور پر قیامت تک ان کو عذاب دیتے رہیں۔ اس فرشتہ کی تسبیح یہ تھی۔ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ قَوْدٌ

الْجَبَّارِينَ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ فَوْقَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ عَصَاهُ

(معارج النبوة ج ۳ ص ۱۳۹)

چوتھا آسمان

چوتھا آسمان مثل مروارید سفید کے چمکتا تھا۔ اس آسمان کا نام زہرہ ہے۔ اس کا دروازہ نور کا ہے اور قفل

بھی نور کا لگا ہوا ہے۔ اس پر نور سے لکھا ہوا ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

اس کے دربان کا نام موضاتیل ہے۔ چار لاکھ فرشتے اس کے تابع ہیں۔ جن کی تسبیح یہ ہے۔ سُبْحَانَ خَالِقِ الظُّلُمَاتِ وَالتُّورِ سُبْحَانَ خَالِقِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ السَّنِيرِ سُبْحَانَ الرَّفِيقِ الْأَعْلَى حضرت جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کو کہا اور دربان نے حسب دستور سابق کے دروازہ کھول دیا۔

فرشتے قعدہ میں | اس آسمان پر فرشتے دو زانو بیٹھے ہوتے | تسبیح پڑھ رہے تھے۔

سُبْحَانَ الرَّؤُوفِ الرَّحِيمِ سُبْحَانَ التُّورِ الْمُبِينِ سُبْحَانَ الَّذِي لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ سُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِينَ آپ نے فرمایا اے جبریل یہ بتلاتے کہ چوتھے آسمان پر رہنے والوں کی عبادت یہی ہے۔ اس نے کہا اے آپ بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اس طرح کی عبادت کا حصہ ان کو عطا ہو اس کے بعد آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے آخری قعدہ غازی میں فرض کر دیا۔ (معارج ص ۱۳۹)

حضرت ادریس علیہ السلام | حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب میں وہاں پہنچا

تو حضرت ادریس علیہ السلام وہاں موجود تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ صاحب حضرت ادریس علیہ السلام ہیں آپ ان کو سلام کیجئے۔ میں نے

Click For More Books

سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ اور کہا مرحبا اے محمدی صالح
اور نبی صالح اس کے بعد اس نے میرے حق میں بھلائی کی دعا کی۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۲۵۴ مسلم شریف ج ۱ ص ۱۹۱)

حضرت عزرائیل علیہ السلام | اس کے بعد ایک فرشتہ
دیکھا جو نہایت غمگین صورت

میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کی آنکھ سے انوار چمک رہے تھے۔ اس کرسی
کے چار گوشے تھے اور ہر گوشہ میں سات لاکھ پلے تھے۔ اس کرسی کے
اس پاس بہت فرشتے کھڑے تھے جن کی تعداد اللہ تعالیٰ بسوا کوئی نہیں جانتا
دائیں طرف ایسے فرشتے کھڑے تھے جو نورانی چہرے والے سبز پوش اور عنبر
کی خوشبو والے تھے زنی سے بات کرنے والے اور بہت ہی خوبصورت
اور نیک نھلت تھے جن کو دیکھ کر جی خوش ہو جاتے بائیں طرف ایسے فرشتے
کھڑے تھے جن کے چہرے سیاہ تھے بہت ہی تند خو تھے تبسم کے وقت ان
کے منہ سے آگ کے شعلے اس قدر نکلتے تھے کہ کسی کو ان کی جانب نظر اٹھا کر دیکھنے
کی طاقت نہ تھی اس بڑے فرشتے کے سامنے ایک تختہ تھا جسے ہر وقت دیکھتا
رہتا ہے۔ اور اس سے نظر نہیں اٹھاتا۔ اور سبز پتوں کا ایک بہت بڑا درخت
ہے جس کے اتنے پتے ہیں کہ ان کی گنتی سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور
ہر ایک پتہ پر ایک آدمی کا نام لکھا ہوا ہے۔ اور اس فرشتہ کے سامنے ایک
تھال بھی رکھا ہوا ہے۔ اور وہ فرشتہ ہر ساعت میں اُتھ کو بڑھاتا ہے اور ہاتھ
میں کچھ چیز لے کر بھی دائیں طرف والے فرشتوں کو دیتا ہے اور کبھی بائیں طرف والے
فرشتوں کو دیدیتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ اس فرشتے کا نام عزرائیل علیہ
السلام ہے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آگے جا کر اس کو مطلع
کیا کہ لے عزرائیل! یہی آخر زمان ہے اللہ علیہ وسلم ہیں تب اس نے سر اٹھایا۔
اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف دیکھ کر تبسم کیا اور تعظیم کے لئے لہڑا ہو گیا۔

Click For More Books

اور کہا خوش آمدید ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے زیادہ پیارا پیدا نہیں کیا۔ اور کوئی اُمت آپ کی اُمت سے زیادہ فضیلت والی نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا ارشاد فرمائیے کیا فرمان ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ آپ غنمگین صورت میں کیوں نظر آتے ہیں اس نے عرض کیا کہ میرے ذمہ روحوں کے قبض کرنے کا کام سپرد ہے۔ اور میں ہر وقت ڈر کے مارے غنمگین صورت رہتا ہوں کہ خدا کرے میری خدمت قبول ہو جاتے اور اس میں قصور سرزد نہ ہو جاتے۔ پھر آپ نے فرمایا تمہارے سامنے یہ تھاں کیسا ہے؟ اور یہ تختہ کیسا ہے۔ اور اس درخت کا کیا مقصد ہے۔ اس نے کہا کہ یہ تھاں مثال ہم دنیا کی ہے کہ قاف سے قاف تک تمام جہان میری قدرت میں ایسے ہے جیسے یہ تھاں میرے سامنے ہے۔ اور یہ تختہ زندگی کی میعاد اور موت کا وقت بتلاتا ہے۔ اور اس درخت کے ہر پتہ پر نیک یا گناہ گار لکھا ہوا ہے جب وہ بیمار ہو جاتا ہے۔ تو وہ پتہ جس پر اس کا نام درج ہے۔ زرد ہو جاتا ہے اور بس وقت اس کی موت آجاتی ہے۔ وہ پتہ خشک ہو کر اس تختہ پر گر جاتا ہے۔ میں اس کا ہم تختہ سے کاٹ کر ہاتھ دراز کرتا ہوں۔ اور اس نیک روح قبض کر لیتا ہوں۔ خواہ مشرق میں یا مغرب میں پھر آپ نے پوچھا یہ فرشتے داتیں باتیں کس کام میں لگے ہوتے ہیں۔ اس نے کہا داتیں طرف والے رحمت کے فرشتے ہیں۔ جب کسی نیک آدمی کی رُوح قبض کرتا ہوں تو ان کے حوالے کر دیتا ہوں۔ اور جب کسی بُرے انسان کی رُوح قبض کرتا ہوں تو باتیں طرف والے فرشتوں کے سپرد کر دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ فرشتے کس قدر ہوں گے وہ کہنے لگا۔ کہ ان کی گنتی کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ لیکن رُوح کے قبض کا وقت ہوتا ہے تو چھ لاکھ رحمت کے فرشتے اور چھ لاکھ عذاب کے فرشتے آجاتے ہیں۔ پھر میں نیک کی رُوح کو رحمت کے فرشتوں کے حوالے کرتا ہوں۔

Click For More Books

اور برے رُوح کو عذاب کے فرشتوں کے حوالے کرتا ہوں۔ پھر قیامت تک ان کو دوبارہ حاضر ہونے اور رُوح کو لینے کی نوبت نہیں آتے گی اس کے بعد آپ نے دریافت فرمایا کہ ہر جاندار کی رُوح قبض کرنے کو تو خود جاتا ہے۔ یا کسی دوسرے فرشتے کو بھیج دیتا ہے۔ اس نے کہا جس دن سے میں یہاں آ کر ٹھہرا ہوں میں کبھی اس جگہ سے ہلا نہیں لیکن ستر ہزار فرشتے میرے ماتحت ہیں۔ اور پھر ہر فرشتے کے تابع ستر ہزار فرشتے ہیں۔ جب کسی بندہ کی رُوح قبض کرنے کا وقت آتا ہے تو میں ان کو بھیج دیتا ہوں تاکہ وہ اس بندہ کی رُوح کو قبض کر کے اس کے خلق تک لے آئیں۔ اس کے بعد میں خود ہاتھ بڑھا کر کام پورا کر لیتا ہوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے مقرب فرشتے میں تجھ سے ایک درخواست کرتا ہوں۔ اگر قبول کرے تو کہوں؟ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا۔ آپ فرمائیے میں بدل و جان اس بات کو قبول کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ میری امت کے ساتھ سہولت اور آسانی کا معاملہ کیا کرو۔ عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی عزت اور اس کے جلال کی قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہر رات دن میں ستر ہزار مرتبہ حکم فرماتا ہے کہ اے عزرائیل! میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر سختی نہ کرتا اور بہت نرمی کرنا۔ بنا بریں عرض ہے کہ میں ان پر بہت مہربان ہوں۔ (ریاض الاذہار ص ۳۱۸)

سورج | پھر آپ نے سورج کو ملاحظہ فرمایا حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے کہ سورج کا طول و عرض اسی ہزار برس کی راہ ہے۔ ہر روز تین لاکھ ساٹھ ہزار فرشتے اس کو مشرق سے مغرب ہیں لاتے ہیں۔ پھر وہ فرشتے عبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور دوسرے دن اور فرشتے اس قدر آجاتے ہیں۔ اور یہی کام کرتے ہیں۔ اور قیامت تک انکی نوبت نہیں آتی جب رات کا وقت ہوتا ہے تو سورج کو عرش کے نیچے سے جاتے ہیں حتیٰ کہ وہاں سجدہ میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے۔ دیں

رہتا ہے تا آنکہ جمع کے وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو جانب مشرق میں لائے ہیں۔ اور اسی طرح یہ کام رہتا ہے حتیٰ کہ قرب قیامت کے وقت اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا تو سورج کو فرشتے مغرب کی طرف سے لائیں گے۔ اور ادھر ہی سے طلوع کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ اِلٰی مَسْتَقَرٍّ لِّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ
(پ ۱ ع ۱) اور سورج اپنی جائے قرار (یعنی عرش کے نیچے سجدہ کیسے) چلتا رہتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے جو کہ سب پر غالب اور ہر بات کے جاننے والا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دن صحابہ سے خطاب فرمایا۔ کیا تم بتلا سکتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول اچھا جانتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ سورج چلتا رہتا ہے، یہاں تک کہ یہ اپنی قرار گاہ تک پہنچ جاتا ہے جو کہ عرش کے نیچے مقرر ہے وہاں یہ سجدہ میں پڑا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کو کہا جاتا ہے کہ سر کو اٹھا اور جہاں سے آیا ہے وہاں پھر لوٹ جا پھر وہ مشرق

عَنْ اَبِي ذَرٍّ اَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
يَوْمًا اَتَدْرُوْنَ
اَيَّنْ تَذْهَبُ هَذِهِ
الشَّمْسُ قَالُوا اللّٰهُ
وَمَا سَوَّلَ اَعْلَمُ
قَالَ اِنَّ هَذِهِ
تَجْرِيْ حَتّٰى تَنْتَهِيَ
اِلٰی مَسْتَقَرٍّ هَا
تَحْتَ الْعَرْشِ
فَتَخْرُ سَاجِدَةً
فَلَا تَنْتَرِ اِلَّا
كَذٰلِكَ حَتّٰى

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

يُقَالُ لَهَا ارْتَفَعِي ارْجِعِي
مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعِي
فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ
مَطْلَعِهَا ثُمَّ تَجْرُفُ
حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى مُتَقَرِّهَا
تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَنْحَسِرُ
سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ كَذَلِكَ
حَتَّى يُقَالَ لَهَا ارْتَفَعِي
ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ
جِئْتِ فَتَرْجِعِي فَتُصْبِحُ
طَالِعَةً مِنْ مَطْلَعِهَا
ثُمَّ تَجْرُفُ لَا يَسْتَنْكِرُ
النَّاسُ مِنْهَا شَيْئًا
حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى
مُتَقَرِّهَا ذَلِكَ تَحْتَ
الْعَرْشِ فَيُقَالُ
لَهَا ارْتَفَعِي ارْجِعِي
طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِكِ
فَتُصْبِحُ طَالِعَةً
مِنْ مَغْرِبِهَا فَيَقُولُ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّذَرُونِ
مَتَى ذَا كُمْ حِينَ

سے طلوع کرتا ہے اور پھر تارہتا ہے
حتیٰ کہ اپنے ٹھکانہ تک پہنچ جاتا ہے
جو کہ عرش کے نیچے ہے۔ پھر وہاں
سجدہ میں پڑا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ
اس کو کہا جاتا ہے سجدہ سے سر کو اٹھا
اور جہاں سے آیا واپس لوٹ جا پھر
وہ لوٹ کر صبح کے وقت حسب دستور
مشرق سے طلوع کرتا ہے اور اس بات
کو لوگ نئی بات نہیں سمجھتے اسلئے
کہ غروب اور طلوع سورج کے
عادت کے مطابق یکساں اور باقاعدہ
جاری ہے کہ ہر روز مشرق سے طلوع
کرتا ہے اور ہر روز مغرب میں غروب
کرتا ہے حتیٰ کہ جب اپنی قرار گاہ
میں پہنچے گا۔ اور سجدہ میں سر جھکا کر طلوع
کا اذن مانگے گا اس وقت اس کو کہا
جاوے گا کہ سجدہ سے سر کو اٹھا اور مغرب
سے طلوع کیجئے پھر اللہ تعالیٰ کے حکم
سے وہ مغرب سے طلوع کرے گا پھر حضور
عید الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا تم جانتے
ہو کہ یہ کب ہوگا پھر خود ہی ارشاد
فرمایا کہ یہ اس وقت مغرب سے سورج
کا طلوع ہوگا جب کسی شخص کو ایمان آئے

فائدہ نہ دے گا۔ جو شخص پہلے ایمان
نہیں لایا، اور نہ ہی کسی شخص کو توبہ
فائدہ دیگی جس شخص نے اس سے
پہلے توبہ نہیں کی۔

لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُ نَزَّهَا لِمُ
تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ
اَوْ كَسَبَتْ فِيْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا
(بخاری شریف و مسلم شریف)

تحقیق سورج و شمس

چونکہ جدید تعلیم اور مغربی تہذیب یافتہ لوگوں کو یہ
مسئلہ سمجھنا بہت دشوار ہے۔ کیونکہ ہر رات

شام سے صبح تک سورج کا عرش کے نیچے اپنی قرار گاہ میں متواتر سجدہ کرنا جس
طرح تسلیم ہو سکتا ہے۔ حالانکہ سورج جب ایک ملک سے غروب کرتا ہے۔ دوسرے
ملک میں طلوع ہوتا ہے اور رات کسی جگہ لمبی ہوتی ہے۔ اور کسی جگہ تھوڑی ہوتی ہے
اور دن رات میں بڑا اختلاف ہے۔

حتیٰ کہ فن لینڈ (FINLAND) بلغاریہ میں بعض اوقات شام کی شفق زائل
ہونے سے پہلے صبح صادق ہو جاتی ہے قطب شمالی اور قطب جنوبی میں رات اور
دن چھ چھ ماہ کے برابر ہوتے ہیں۔ نوے درجہ کے طول و بلا کا بھی یہی حال ہے۔ اور
یہ بات دلائل سے ثابت ہے کہ غروب کے اور سورج کسی جگہ نہیں ٹھہرتا کیونکہ غروب کے
بعد کسی نہ کسی ملک میں طلوع کرے گا۔ اگر غروب کے بعد سورج کچھ وقفہ کے لئے ٹھہر جائے
تو ضروری ہے کہ دوسرے ملک میں طلوع ہونے میں توقف ہو جائے۔ اور یہ بات

واضح ہے کہ سورج اپنے محور سے کبھی بھی جھکا نہیں ہوتا۔ ہر آن اور ہر زمان میں
وہ کسی نہ کسی ملک میں موجود رہتا ہے۔ اگر ایک ملک سے غائب ہے تو دوسرے
ملک میں ظاہر ہے۔ اس لئے ضرورت ہوئی کہ احادیث صحیحہ کی تشریح کی جائے جس
سے عیاں اور برہان سے مطابقت ہو جائے۔ حاصل ہوا یہ ہے کہ نفوس قدسیہ کو اللہ
تعالیٰ نے یہ قدرت بخشی ہے کہ وہ ایک وقت میں چند جگہوں پر موجود ہو سکتے ہیں
اور یہ ان کے غایت تقدس کے بسبب ہو سکتا ہے۔ اس کی مثالیں یہ ہیں۔ حضور

Click For More Books

عید الصلوٰۃ والسلام کو وفات شریفہ کے بعد ایک وقت میں متعدد جگہ پر دیکھا گیا ہے، حالانکہ قبر شریف میں بھی آپ نماز پڑھ رہے ہیں، جیسا کہ حضرت مومن علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے، اور بیت المقدس میں بھی جماعت کے ساتھ نماز ادا کی اور چھٹے آسمان پر بھی تشریف فرما تھے، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جتنے نبیوں کو دیکھا ہے، وہ سلام ہو ان پر، دیکھا ہے۔ وہ اپنی قبروں میں موجود تھے، اور جہاں دیکھے گئے وہاں بھی موجود تھے، اسی طرح حضرت ابراہیم بن ادھم کے بارہ میں منقول ہے کہ آپ کو آٹھویں ذی الحج کے دن لوگوں نے بصرہ میں دیکھا اور اسی دن لوگوں نے مکہ میں ان کو دیکھا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کرامات میں منقول ہے کہ بیک وقت پورے چالیس مقامات مختلفہ ہیں، آپ کو دیکھا گیا، بیت المقدس کا مستند واضح ہے، کہ جب آپ معراج سے واپس آئے اور لوگوں نے بیت المقدس کے نشانات پوچھے تو بیت المقدس کو فرشتوں نے اٹھا کر آپ کے سامنے پیش کر دیا، اور آپ نشانات بتاتے رہے حالانکہ بیت المقدس اپنے اصلی مقام سے بھی غائب نہ ہوا تھا، بہر حال معجزات اور کرامات کی کیفیت کا ادراک تو ہم عوام کیلئے محال ہے، صرف اس قدر جانتے ہیں کہ قدس روح والا خواہ علم علوی کا ہو یا عالم سفلی کا ہو، نبی ہو یا ولی ہو، بیت اللہ ہو یا بیت المقدس ہو، سورج ہو یا چاند ستارے کچھ ہوں، ان کو اللہ تعالیٰ نے قدرت عطا کی ہے، کہ ایک وقت میں متعدد مقامات میں موجود ہو سکتے ہیں، اب اس تقریر سے یہ استحالہ نہ رہا کہ سورج اپنے محور میں بھی موجود رہے، اور عرش کے نیچے سجدہ بھی کرے اور خدا کی تسبیح بھی کہتا رہے اور ہر طلوع کے لئے اذن بھی چاہتا رہے، ایک مقدس مستی کے لئے اس قسم کا تعدد کوئی محال نہیں ہے، گو نئی روشنی کے لوگ اس بات کو بعید از عقل کہہ دیں تو سورج کی کرامت متصور ہوگی، کیونکہ کرامت اس کو کہتے ہیں جو عادت اور عقل کے خلاف اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت سے ظاہر ہو جائے، اور یہ سوال و جواب کی تقریر تفسیر روح المعانی میں سے

Click For More Books

تقل کی گئی ہے۔ باقی رہا یہ اشکال کہ سورج اپنے مدار پر حرکت کر رہا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ غروب ہونے کے بعد سورج الٹی حرکت کر کے مغرب کی طرف سے طلوع کریگا۔ تو اس کا جواب اسقدر کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب قدرت ہے۔ یہ سب اس کا کارخانہ ہے۔ اپنے کارخانہ عالم کو جس طرح اسکی مشیت ہو چلا سکتا ہے۔ اور کئی بار ایسا بھی ہو چکا ہے جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی نماز عصر قضا ہو گئی۔ سورج نے غروب ہونے کے بعد واپس طلوع کیا۔ حتیٰ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے نماز عصر ادا کی اور پھر سورج کو غروب کیا۔ اسی طرح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خیبر کے موقع پر عصر کی نماز قضا ہو گئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ فرمایا ڈوبا ہوا سورج مغرب سے طلوع کر کے نمودار ہوا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز ادا کی اور پھر سورج نے غروب کیا۔ اسی طرح ایک واقعہ ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کو کہا کہ میرا خدا مشرق سے روزانہ سورج کو لاتا ہے۔ اگر تو خدا ہے۔ تو آج مغرب سے سورج کو نکال کہتے ہیں کہ نمرود کے دل میں خیال گذرا کہ میں اس کو یوں جواب دوں کہ ہر روز میں سے سورج کو مشرق سے لاتا رہا آج تمہارا خدا مغرب سے سورج ظاہر کرے۔ اس کے بعد فوراً ہی یہ خیال کیا کہ نبوت کو بہت وسیع اختیارات ہوتے ہیں۔ اگر یہ اپنے اللہ تعالیٰ سے کہہ دے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہو جائے گا۔ اور اسوقت میری پوزیشن بہت خراب ہو جائیگی کیونکہ اسکی صداقت کی دلیل قائم ہو جائے گی۔ تو نمرود اس مناظرہ میں اس خیال کے بعد مہوت ہو گیا۔ اور اس سے کوئی جواب نہ بن سکا۔ جیسا کہ تفسیر خازن میں لکھا ہے۔

بعد ازاں پانچویں آسمان پر گذر ہوا۔ اس آسمان کا نام صافیہ ہے۔ اور دربان کا نام سقطائیل ہے۔ آپ نے سلام کیا۔ اور اس نے سلام کا جواب دیا۔ جب حسب دستور دروازہ کھلوا کر

پانچواں آسمان

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

آپ آسمان کے اوپر تشریف لے گئے تو آپ نے دیکھا کہ اس دربان کے ماتحت
پانچ لاکھ فرشتے مقرر ہیں۔ تسبیح ان کی یہ ہے۔ قُدُّوسٌ قُدُّوسٌ رَبُّ
الْأَرْبَابِ سُبْحَانَ رَبِّنَا الْأَعْلَى الْأَعْظَمُ قُدُّوسٌ قُدُّوسٌ
رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ

فرشتے منشوع میں

آپ نے وہاں فرشتوں کو دیکھا
کہ سب خشوع و خضوع کے ساتھ

کھڑے ہیں۔ اور بلند آواز سے یہ تسبیح کہہ رہے ہیں۔ سُبْحَانَ الْقَاضِي
الْأَكْبَرِ وَ سُبْحَانَ الْعَدْلِ الَّذِي لَا يَجُورُ مَا آپ نے حضرت
جبریل علیہ السلام سے پوچھا کیا ان کی یہی عبادت ہے اس نے کہا ہاں! آپ
بھی اپنی امت کے لئے دعا کیجئے کہ آپ کی امت کو بھی یہ عبادت نصیب ہو تب
آپ نے دعا کی پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کیلئے بھی نماز میں خشوع کا
حکم نازل فرمایا۔

وہ ایمان لانے والے عذاب سے
نجات اور فلاح پا گئے جو اپنی نماز میں
خشوع و خضوع اور نیاز سے عبادت
کرتے ہیں (معارج النبوة ج ۳ ص ۱۴۳)

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ
الَّذِينَ هُمْ فِي
صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ
(پ ۱ ع ۱)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔
کہ جب میں وہاں پہنچا تو حضرت ہارون

حضرت ہارون علیہ السلام

علیہ السلام وہاں موجود تھے حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا یہ ہارون علیہ السلام
ہیں۔ آپ ان کو سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب
دیا۔ پھر فرمایا۔ مرحبا یعنی خوش آمدید اے برادر صالح اور نبی صالح (بخاری شریف)

ج ۱ ط ۵۴۹ مسلم شریف ج ۱ ص ۹۱

شُرک کرنے والے

پھر آپؐ فرشتے پر گزرے کہ اس کا
قد اتنا بڑا تھا کہ اگر چاہے تو تم

مخلوق کو ایک لقمہ بنا کر کھالے۔ اس کے آس پاس بہت فرشتے تھے جن کے
سر عرش کے نیچے اور پاؤں تحت الشریٰ تک پہنچے ہوئے تھے۔ ان میں سے ہر
ایک کے ہاتھ میں آتشی گرز تھا۔ ان فرشتوں کے سامنے لوگوں کا ایک گروہ تھا
جن کے جسموں پر آگ کا لباس تھا۔ یہ فرشتے ان لوگوں کو گرز مارتے تھے جس کے
صدر سے ان کے گوشت، پوست پر آگ کے شعلے بھڑکتے تھے۔ پھر جل کر نیست
و نابود ہو جاتے تھے۔ پھر وہ اصل حالت میں آجاتے تھے۔ اور فرشتے ان سے
اسی طرح کرتے تھے جیسے پہلے تھا۔ آپؐ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون
لوگ ہیں حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا یہ شرک کرنے والے لوگ ہیں جو بتوں
سے اپنی حاجتیں مانگتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے اس فرشتہ کو بمع اس کے تابعداروں
کے ان پر مسلط کیا ہے تاکہ اس قسم کا عذاب ہمیشہ دیتے رہیں۔ اس فرشتے اور
اس کے تابعداروں کی تسبیح یہ تھی سُبْحَانَ اللَّهِ الْوَاحِدِ الْأَحَدِ
سُبْحَانَ الْقَمَدِ الْغَفَّارِ سُبْحَانَ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ
يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ (معارج النبوة)

چھٹا آسمان

پھر چھٹے آسمان پر گزر ہوا۔ حسب دستور دروازہ
کھولنے کے لئے حضرت جبریل علیہ السلام نے آواز

دی اور دربان نے دروازہ کھولا اس آسمان کا نام عاروس ہے اور دربان
کا نام رومائیل ہے۔ آپؐ نے سلام کیا اس نے سلام کا جواب دے کر دُعَاوی

بَارَكَ اللَّهُ فِيْ حَسَنَاتِكَ وَنَرَاذِیْ كَمَ مَا تَكُنْ

اللہ تعالیٰ تمہاری نیکیوں میں برکت دے اور تمہاری بزرگی زیادہ کرے
آپؐ نے اس دُعَا کے بعد آئین کہی اس فرشتہ کے مطیع چھ لاکھ فرشتے تھے

Click For More Books

جن کی تسبیح یہ تھی۔

سُبْحَانَ اللَّهِ الْكَرِيمِ سُبْحَانَ الثَّوَرِ السَّبِينِ
سُبْحَانَ إِلَهِ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَإِلَهِ مَنْ فِي الْأَرْضِ (سبحان الصلوة)

حضرت موسیٰ علیہ السلام | حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں وہاں
گیا، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام موجود تھے میں

نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا مرحبا لے برادر صالح اور نبی صالح
جب میں نے ان سے چل کر آگے چلا تو وہ روہتے ان سے پوچھا آپ کیوں روہتے۔ تو
انہوں نے فرمایا کہ میرے بعد ایک نوجوان نبی مبعوث ہوتے۔ جنہی امت کے لوگ میری
امت کے لوگوں سے بہشت میں زیادہ داخل ہوں گے (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۵۵)
مسلم شریف ج ۱ ص ۹۳

علمائے کرام کہتے ہیں کہ آپ کے رونے کا سبب یہ تھا۔
إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ مِثْلَ أَجْرٍ كُلِّ مَنْ اتَّبَعَهُ

نبی کے جتنے پیروکاروں کو درجہ ملتا ہے، اس قدر اس امت کے نبی کے درجات

بلند ہوتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تمنا یہ تھی کہ مجھے بھی اس طرح درجات
حاصل ہوتے۔ اور آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نوجوان اس لئے کہا کہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس برس ہوئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر شریف
بوقت معراج تریس سال تھی۔

حضرت میکائیل علیہ السلام | اس کے بعد حضرت میکائیل علیہ السلام پر گذر
ہوا کہ وہ ایک بڑی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں

ان کے سامنے ایک بہت بڑی ترازو ہے جن کا ایک پلہ آسمان و زمین کے چودہ اطباق سے
بھی بڑا ہے اس ترازو کی دہلی مشرق سے مغرب تک پہنچی ہوئی ہے، رزق کے بے شمار
ٹیلے ان کے پاس جمع ہیں۔ آپ نے اس کو سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا اور اٹھ
کر تعظیم کی اور پھر معافہ کیا۔ پھر دعا دی۔

Click For More Books

نَرَادَكَ اللَّهُ كَرَامَةً وَفَرْحًا

• اور آپ کو بشارت سنائی کہ کسی امت کی خیر و برکت آپ کی امت کے برابر نہیں ہے۔ وہ آدمی بہت ہی خوش نصیب ہے جس نے آپ کی پیروی کی اور آپ سے محبت کی اور وہ شخص بہت ہی بد نصیب ہے جس نے آپ کی نسبت دل میں بغض رکھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حضرت میکائیل علیہ السلام کے ماتحت سات لاکھ فرشتے مقرر ہیں۔ ہر ایک کے پاس ایک جھنڈا ہے اور ہر جھنڈے کے نیچے سات لاکھ فرشتے ہیں اور وہ تمام کے تمام حضرت میکائیل علیہ السلام کے سامنے صف بستہ ہیں ان کے حکم کی انتظار میں ہیں ان تمام ملائک نے کہا کہ ہم سب آپ کے خادم ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پچیس ہزار برس پہلے سے آپ پر درود و سلام بھیج رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ بارش کے ہر قطرہ۔ ہوا کے ہر ذرہ۔ سورج اور چاند کی ہر کرن اور نباتات سے جو پودا زمین سے پیدا ہوتا ہے ہر ایک کے ساتھ ایک فرشتہ موقوف ہوتا ہے تاکہ اسکی تربیت کر کے کمال تک پہنچائے اور حضرت میکائیل علیہ السلام کی تسبیح یہ تھی سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَكَافِي سُبْحَانَ مَنْ تَضَعُ مِنْ هَيْبَتِهِ مَا فِي بُطُونِهَا الْحَوَامِلُ (معارج النبوة ج ۳ ص ۱۴۶)

اس کے بعد ساتواں آسمان دیکھا اسکا نام اسماعیل تھا جو کہ سفید شیشہ کی مانند چمکتا تھا جب دروازہ کھولا کراؤ پر جانا ہوا تو روحائیل دربان نے سات لاکھ فرشتوں کے ساتھ آپ کو سلام کیا۔

یہ سب فرشتے تسبیح پڑھ رہے تھے سُبْحَانَ الَّذِي بَسَطَ السَّمَوَاتِ فَرَفَعَهَا سُبْحَانَ الَّذِي أَطْلَعَ الْكَوَاكِبَ وَأَزْهَرَهَا سُبْحَانَ الَّذِي أَمْسَى الْجِبَالَ فِيهَا

(ریاض الارباب ص ۲۲۲)

Click For More Books

آفرینش ملائکہ

ایک فرشتہ پر گزر ہوا کہ اس کے سات سر ہیں۔ اور
ہر سر میں ستر ہزار چہرے ہیں اور ہر چہرہ میں ستر ہزار

منہ ہیں اور منہ میں ستر ہزار زبان ہے۔ اور ہر زبان میں سات لاکھ بولی ہے
جو ایک بولی دوسری بولی سے بہ لحاظ نوعیت کے مختلف ہے۔ اس کے سات لاکھ

بازو ہیں۔ ہر روز نہر میں غوطہ لگاتا ہے۔ اور باہر نکل کر اپنے پر و بال بھاڑتا ہے اور ہر
قطرہ سے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ساتھ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک یہ
تسبیح کہتا ہے گا۔ سُبْحَانَ مَا أَعْظَمَ شَأْنُكَ سُبْحَانَكَ سَيِّدَ مَا
أَعْلَىٰ مَكَانُكَ سُبْحَانَكَ سَيِّدِي مَا أَسْرَحَمَ خَلْقُكَ (ربیع الاول ۱۴۲۳ھ)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روح ایک فرشتہ ہے جس کے ستر ہزار
اور ہر سر میں ستر ہزار چہرے ہیں۔ اور چہرے میں ستر ہزار دھن (منہ) ہیں۔ اور دھن (منہ)

میں ستر ہزار زبانیں ہیں۔ اور ہر زبان میں ستر ہزار لغت ہے۔ یُسَبِّحُ اللہَ تَعَالٰی
بِتِلْكَ اللُّغَاتِ كُلِّهَا يَخْلُقُ مِنْ كُلِّ تَسْبِيحَةٍ مَلَكًا لِّطَيْرٍ مَعَ

الْمَلَائِكَةِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وہ فرشتہ ان سب لغات سے اللہ تعالیٰ
کی تسبیح بیان کرتا ہے۔ ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے کہ قیامت تک ملائکہ کے

ساتھ پرواز کرے گا۔ عمدۃ القاری میں کتاب التفسیر میں یَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ
کے تحت یوں ہی لکھا ہے جیسا کہ مذکور ہوا۔ اور امام رازی نے تفسیر کبیر میں بھی اسی طرح

لکھا ہے۔ اور معالم التنزیل میں امام بغوی نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت
کی ہے کہ روح ایک عظیم فرشتہ ہے جو آسمان۔ زمین و جہان اور ملائکہ سب کے بڑا ہے

اس کا مقام چوتھے آسمان پر ہے۔ ہر روز بارہ ہزار مرتبہ تسبیح کہتا ہے۔ اس کی ہر تسبیح
سے ایک فرشتہ بنتا ہے یہ روح نامی فرشتہ قیامت کے دن ایک صف میں ہو گا۔

اور باقی سب فرشتوں کی ایک صف ہو گی (الہدایۃ المبارکہ فی خلق الملائکہ ص ۵۴)
(۱۸) یہاں صرف اس قدر واقعہ لکھا گیا ہے جو معراج سے تعلق ہے ورنہ فرشتوں کی پیدائش کے

بارہ میں اٹھارہ اقوال ہیں اور ان میں کئی طریقے بیان کئے گئے ہیں۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام | پھر ایک فرشتہ پر گزر ہوا جس نے دوزخ کو

اپنے منہ میں سورتے ہوئے کسی کی انتظار میں محو تھا۔ اس صورت میں تمام مخلوق کے رگوں کی مقدار میں سوراخ تھے اور اس کے سامنے ایک لوح یعنی تختی لٹکی ہوئی تھی۔ آپ نے اسے پہچان لیا کہ یہ حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں۔ آپ نے اس کو سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا۔ اور کہا۔ اَنْبَشْرُ قَائِيْ اَسْرٰى الْخَيْرِ فَيْلِكَ وَفِيْ اَمَّتِكَ اَبْ كُوْمَا رَكْ هُوَ كَمْ نَسِ اَبْ مِيں اور آپ کی اُمت میں بھلائی دیکھ رہا ہوں۔ اور اس کی تسبیح یہ تھی۔ سُبْحَانَ السَّامِعِ الْعَلِيمِ (بخاری القرآن ص ۳۵)

حضرت ابراہیم علیہ السلام | حضرت ابراہیم علیہ السلام پر گزر ہوا۔ آپ نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ اور

کہا مَرْجَا۔ يَا نَبِيَّ الصَّالِحِ وَابْنِ الصَّالِحِ نِيكَ نَبِيٍّ اور نیک بیٹے کو خوش آمدید ہو۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا اپنی امت کو میری طرف کہنا اور یہ پیغام دینا کہ بہشت کی زمین بہت عمدہ ہے۔ اس میں بڑے شمار درخت لگاؤ۔ اور پھر اس کے باغات کے میوہ جات چنوا اور ان درختوں کے لگانے کی تسبیح یہ ہے۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ،

(معراج شریف از عبدالباسط قانوری مفتی بیروت ص ۱۱) حضرت عامی فرماتے ہیں

یاد کن آنگاہ کہ در شب اسری

عیب خدا غیب خدا

گفت گوازمین اے رسول کرام

امت خویش را بعد از سلام

کہ بود پاک خوش زمین بہشت

لیک آبخا کسے درخت نہ کشت

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فاک و پاک و طیب افتادہ
لیک ہست از درختہا سادہ
غرس اشجار ایں بہ سعی بیل
بسمہ مدلہ ہست بس تہلیل
ہست تکبیر تیز ازاں اشجار
خوش کے کش جریں نیاید کار
باغ جنات تختہا الا نہار
سیر و خورم شود ازاں اشجار

اس کو حدیث غراس کہتے ہیں کیونکہ غراس کے معنی درخت لگانے کے آتے ہیں۔ اور یہ حدیث ترمذی شریف وغیرہ کتابوں میں بھی موجود ہے۔ قرآن مجید میں ہے **وَلِیْلُنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہِ جَنَّاتُنْ (پتہ ۱۲)** جو کوئی اپنے رب سے ڈر گیا۔ اس کے لئے دو طرح کے بہشت ہیں۔

نبیوں کے ملنے میں نکتہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معراج کے واقعہ میں سب نبیوں سے ”سلام ہو ان پر“ حضرت آدم علیہ السلام کو اس لئے دیکھا کہ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو دشمن نے بہشت سے نکالا تھا۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دشمن نے مکہ سے نکالا تھا۔ اس کے بعد جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے ستایا تھا اسی طرح ہجرت کے بعد یہودیوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ستایا۔ حتیٰ کہ کبھی زہر آلودہ گوشت کھلانے کی اور کبھی ناگہانی طور پر ایک بڑا پتھر اوپر سے ڈالنے کی سازش کی گئی پھر جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بخت اور تخت دیا۔ اور تمام بھائی اس کے سامنے حاضر ہوئے۔ اور دل میں شرمندہ تھے کہ یہ اہمات ساتھ

Click For More Books

کیا سلوک کریگا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ لَا تَرْسِبْ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ
(پا ۲۷) آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ اس طرح جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو مدینہ منورہ میں رہتے ہوئے جنگ بدر میں فتح عطا فرمائی قریش بہت شرمساری
سے قیدی ہو کر آپ کے سامنے پیش کئے گئے تو آپ نے ان کو احسان کر کے فدیہ لے کر
ازاد فرمایا اور جب فتح مکہ کے بعد وہ سب پیش ہوئے اور اپنی کارگزاریوں پر نام
تھے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تم کو وہی کہوں گا جو حضرت یوسف
علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو کہا تھا۔ لَا تَرْسِبْ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ آج تم لوگوں
پر کسی قسم کی ملامت نہیں ہے۔ تم نے اپنے کئے کا انجام دیکھا اور میں نے اپنے رب
کی مہربانی کا ظہور دیکھا۔ اس کے بعد جس طرح حضرت ادریس علیہ السلام کو سب سے پہلے
لکھنا عطا کیا اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی مبارک کا پتہ تھا کارنامہ
یہ ہے کہ دنیا کے بادشاہوں کی طرف خطوط لکھے حتیٰ کہ نجاش اور مقوقس اور عمان کا
بادشاہ اسلام لائے اور قیصر و کسری جیسے بڑے بادشاہ آپ کے رعب کا پ گئے۔ اس کے
بعد جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام اپنی قوم میں محبوب تھے۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی محبت قریش کے دل میں گھر کر گئی کہ بولڑتے جھگڑتے تھے۔ سرنگوں ہو کر اسلام
لائے اور آپ کے عشق میں جاننا ہو گئے۔ اس کے بعد جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شام
کے لوگوں سے غزوات کا حکم ہوا۔ اور وہاں سے مخالفہ جیسی جابر قوم کو شکست فاش
ہوئی۔ اور بنی اسرائیل غالب آئے۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات سے
چھٹی حالت یہ ہے کہ آپ نے ملک شام میں غزوات کئے حتیٰ کہ غزوہ تبوک میں فتح ہوئی
صاحب دولتہ الجندل نے شکست کھا کر جزیرہ قبول کیا۔ اور مکہ شریف فتح ہوا۔ اور
صحابہ کرام نے نہایت آرام و سکون سے اپنے وطن کو جا کر دیکھا۔ اس کے بعد جس طرح
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنایا اور لوگوں کو حج کی اطلاع دی۔ اس طرح حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے احوال بابرکت اشمال سے آخری احوال یہ تھا کہ اپنے ستر ہزار
(اور بروایت دیگر ایک لاکھ چوبیس ہزار) صحابہ کرام کی معیت کے ساتھ بیت اللہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

شریف کا طواف کیا۔ اور وہاں حج کیا، (نسیم الریاض ج ۲ ص ۲۵۷) زرقانی ج ۹ ص ۲ روح البیان ج ۲ ص ۳۹۹ الروض الانف ج ۱ ص ۲۵) گویا نبیوں کے منے میں بیٹھتے ہیں کہ آپ کی تمام زندگی کے حالات سے ان تمام نبیوں کے حالات (سلام ہوان پر) سے مناسبت کی بنا پر موقع بہ موقع ملاقات ہوتی رہی۔
(فتا) اصل عربی عبارت کے لئے مذکورہ حوالہ جات مطالعہ فرمادیں۔

عالم برزخ کے واقعات مشاہدہ فرماتے وقت
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت جبریل علیہ

استفہام کی حقیقت

اسلام سے دریافت کرتا اور حضرت جبریل علیہ السلام کا بتانا اور نبیوں کی ملاقات (سلام ہوان پر) کے موقع پر کہنا کہ یہ فلاں نبی ہے یہ فلاں نبی ہے، آپ ان سے ملے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لاعلمی کی دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ استفہام ہمیشہ بے علمی کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ کبھی استفہام ابوجود علم کے بھی کیا جاتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: مَا تِلْكَ بِحَبِيْنِكَ يٰمُوسٰی = اے موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا چیز ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ میرا عصا ہے کہ اس سے سہارا لگایا کرتا ہوں اور بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں اور اس میں میرے اور بھی منافع ہیں۔ اسی طرح حدیث شریف میں مذکور ہے کہ جب کراما کا تبین فرشتے اللہ تعالیٰ کے حاضر ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے مَنْ اَیْنَ جِئْتُمْ تم کہاں سے آئے ہو۔ فرشتے کہتے ہیں کہ ہم زمین سے آئے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے: کَیْفَ وَیَجِدُ تَعْرِیْبَادِیْ حَاقِمٌ نے میرے بندوں کو کس حالت میں پایا۔ وہ فرشتے کہتے ہیں کہ ہم گئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے، اور ہم آئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ دیکھئے صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو صرف ایک ہی رات ایک ہی سفر معراج کے موقع پر ایک جبریل علیہ السلام سے کچھ دریافت فرماتے رہے، اللہ جل شانہ ہر آئے دن فرشتوں سے بولا تعداد اور اور بے شمار ہیں۔ کہاں سے آئے ہو اور میرے بندوں کو تم نے کس حالت

Click For More Books

میں پایا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر عیب پاک، اور مکتے ہیں۔ کہ حضرت مولانا
مولا غلام حسن صاحب سواگ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید تھا جو کسی موقع پر عام اجتماع میں آپ سے
بیعت ہو چکا تھا۔ اور پھر چھ سال متواتر حاضر ہوا۔ بمقامِ روضہ کہنہ پھر عام اجتماع
میں بیعت ہونے لگا۔ حضرت صاحب نے اسے روکا کہ تو فلاں جگہ پہلے ہی بیعت
ہو چکا ہے۔ کیا ایک دلی کی فراست اتنی ہے؟ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
بیت المقدس میں ان سب نبیوں سے مد سلام ہوان پر ملتے ہیں اور پھر آسمانوں پر
ان کو اگر نہیں پہچان سکتے تو یہ کہنا کبریت کلمۃ تخریج من افواہہم
یہ ایک بہت بڑی بات ہے جو ان لوگوں کی زبان سے سرزد ہوتی ہے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

خصوصاً بے ادب کی ہر ادا سے

کہتے ہیں کہ ہر نبی سے ہر آسمان پر آپ کو واقف کرتا۔ اس لئے نہیں کہ
آپ ان سے متعارف نہیں تھے۔ بلکہ قادم اپنے خادمانہ آداب ملحوظ رکھ کر
اس طرح عرض کرتے ہیں۔ چنانچہ مولوی ضمیر الدین لکھتے ہیں جیسے دولہا سے کہتے
ہیں کہ یہ تمہارا باپ ہے۔ تم ان کو سلام کرو اور یہ تمہارا بھائی ہے۔ آپ ان
سے ملے۔ اور سلام کیجئے۔ اس طرح حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا یہ فلاں نبی
ہیں اور یہ فلاں نبی ہیں۔ آپ ان سے ملے۔ اور سلام کیجئے۔ (وعظ بے نظیر ص ۱۱)
کو بیت المعمور | منقول ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت المعمور کو دیکھا
جو آسمانوں پر ملائکہ کا قبلہ ہے۔ وہاں ستر ہزار فرشتے رزاق

اکر زیارت کرتے ہیں۔ اور پھر قیامت تک ان کو حاضری کی نوبت نہیں مل
سکتی۔ (مسلم شریف ج ۱ ص ۱۲) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بیت المعمور ساتویں
آسمان پر ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ چھ آسمان میں ہے۔ طبری نے حضرت
قنادہ سے روایت کی ہے کہ بیت المعمور پہلے آسمان پر ہے اسکی تطبیق کے لئے
ایک حدیث شریف ہے۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

Click For More Books

إِنَّ فِي كُلِّ سَمَاءٍ بَيْتًا يُحَازِي الْكُكْبَةَ وَكُلٌّ مِنْهَا مَحْصُورٌ
بِالْمَلَائِكَةِ (فتح المسلم ج ۱ ص ۲۲) تحقیق ہر آسمان میں ایک گھر ہے جو کعبہ
کے سامنے ہے۔ اور سب کے سب فرشتوں سے آباد ہے کہتے ہیں کہ اس مکان کی
دیواریں یا قوت سرخ کی ہیں۔ اور اس کے دروازے زمر و سبز کے ہیں اور اس میں
دس ہزار نورانی قنادیل روشن ہیں جنکی روشنی آفتاب سے زیادہ چمکدار ہے۔ اور ہر روز
ستر ہزار فرشتے دیا نور میں غسل کر کے نورانی چادر اوڑھ کر احرام باندھ کر بیتک کہتے
ہوئے بیت المعمور کا طواف کر کے واپس چلے جاتے ہیں۔ اور قیامت تک پھر
دوبارہ انکو موقعہ نہیں مل سکتا حضرت جبریل علیہ السلام آپ کو بیت المعمور میں لے
گئے۔ اور عرض کی کہ بطرح آپ نے بیت المقدس میں تمام نبیوں کی ”سلام ہو ان پر“
امامت کی ہے۔ اسی طرح آپ یہاں فرشتوں کی امامت کرائیں۔ پھر آپ نے وہاں
دو رکعت نماز پڑھائی۔ اور ساتوں آسمان کے فرشتوں نے اقتدار کی۔ اس کے
بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آرزو کی اور دعا میں کہا اے خداوند! میری امت
کو بھی اس عبادت سے حصہ عطا فرما۔ آپ کی دعا قبول ہوئی اور نماز جمعہ کے
فرض کی گئی کتابوں میں لکھا ہے کہ جمعہ کے دن سب مقرب فرشتے بیت المعمور میں
جمع ہوتے ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام اذان دیتے ہیں۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام
خطبہ پڑھتے ہیں۔ حضرت میکائیل علیہ السلام امامت کراتے ہیں۔ اور تمام فرشتے
ان کی اقتدار کرتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے
اذان کا ثواب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کو بخش دیا ہے۔ اور حضرت اسرافیل
علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے خطبہ کا ثواب بخش دیا ہے۔ اور حضرت میکائیل علیہ
السلام کہتے ہیں کہ میں نے امامت کا ثواب بخشا ہے۔ اور سب فرشتے کہتے ہیں
کہ ہم نے اس نماز کا ثواب بخش دیا ہے۔ (ریاض الازلہ ص ۲۲)
(ف) نماز جمعہ کی فریضت شب معراج میں ہوتی۔ اور اسکی فریضت کا ظہور مدینہ
سنورہ میں ہوا۔ کعبوں کے دار الحرب میں جمعہ فرض نہیں ہوتا اور کہ ان دنوں دار الحرب

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattar

تھا فتح مکہ شہر کے بعد مکہ شریف دارالسلام بنا
پھر آپ کا سدرۃ المنتہیٰ پر گذر ہوا۔ وہ ایک بیری کی شکل
کا درخت ہے۔ اس کا تنا سونے کا ہے۔ ڈالیاں موتی اور

سدرۃ المنتہیٰ

یا قوت اور زبرد کی ہیں۔ اس کے پتے ہاتھی کے کان کی طرح ہیں۔ اور اس کے پھل بحر
کے مئے کی طرح ہیں۔ اس کی ڈالی سے چڑھ کر پچاس ہزار برس کی راہ ہے اس پر
پردانوں کی مانند اتنے فرشتے رہتے ہیں۔ کہ جتنی گنتی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔۔۔
قرآن شریف میں ہے۔ اِذْ يَغْشَى السَّدْرَ اَمَّا يَغْشَى (پ ۵۵) اور
جب سدرۃ المنتہیٰ کو ڈھانک لیا۔ اس چیز نے کہ ڈھانک لیا تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ
فرشتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے جمع ہوئے تھے۔

(روح المعانی ج ۲۷ ص ۲۴) درمنثور ج ۶ ص ۱۲۶

اور آپ کو سلام کیا۔ اور رحمت الہی کی خوشخبری سنائی۔ اور آپ کی زیارت
سے بہت خوش ہوئے اس کے بعد سدرۃ کی ایک شاخ دیکھی جس کی بلندی ایک لاکھ
برس کی راہ تھی۔ اس کے اوپر سات آسمان اور سات زمین کے برابر ایک پتہ تھا
جس پر نور کا پھونا پکھا ہوا تھا۔ وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے مقرر شدہ
ایک کرسی بڑی تھی جس کے سامنے چالیس ہزار فرشتے تورات پڑھ رہے تھے اور چالیس
ہزار فرشتے پیچھے کی طرف انجیل پڑھ رہے تھے۔ اور چالیس ہزار فرشتے دائیں طرف
زبور پڑھ رہے تھے۔ اور چالیس ہزار فرشتے بائیں طرف قرآن مجید پڑھ رہے تھے جہت
جبریل علیہ السلام نے درخواست کی کہ یہ میری رہائش گاہ ہے۔ آپ یہاں دو رکعت
نماز پڑھائیں تاکہ اس مقام کو برکت حاصل ہو جائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
وہاں دو رکعت نماز پڑھائی۔ اور فرشتوں نے اقتدار کی (ریاض الازلہ ص ۲۲۲)

نیل اور فرات

اَنْتُمْ رَاٰی اَرْبَعَةَ اَنْهَارٍ يَخْرُجُ
مِنْ اَصْلِهَا نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ وَنَهْرَانِ
بَاطِنَانِ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَا هَذِهِ الْاَنْهَارُ قَالَ اَمَّا الظَّاهِرَانِ

Click For More Books

اِبْسَاطُنَانِ فَهِنَّ اِنْ فِي الْجَنَّةِ وَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنَّيْلُ وَالْفُرَاتُ
(مسلم شریف)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہاں سدرۃ المنتہی کے بن سے چار نہروں کو نکلے
دیکھا۔ دو نہریں ظاہری تھیں۔ اور دو نہریں باطنی تھیں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ
اے جبریل یہ کون سی نہریں ہیں۔ اس نے عرض کی جو دو نہریں باطنی ہیں وہ بہشت کی
ہیں۔ اور جو نہریں ظاہری ہیں۔ وہ نیل اور فرات ہیں۔ اور دوسری روایت میں ہے۔
جو باطنی ہیں ان کے نام کوثر اور نہر رحمت ہیں۔ ظاہری کا معنی یہ ہے کہ یہ نہریں
سدرہ سے نکل کر جہان دُنیا میں عام لوگوں کے سامنے ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اور باطنی
کا معنی یہ ہے کہ وہ عام نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ کیونکہ بہشت میں موجود ہیں
اور سدرہ کو منتہی اس لئے کہتے ہیں کہ تمام علماء کا علم یہاں تک پہنچتا ہے۔
اس کے آگے خدا کے سوا کوئی آگاہ نہیں ہو سکتا۔ حتیٰ کہ فرشتوں کے معلومات
کی دہاں انتہا ہو جاتی ہے۔

(الف) نیل اور فرات کے دہانہ کی بحث: احادیث میں وارد ہے

کہ نیل اور فرات سدرۃ المنتہی کی جڑ سے جاری ہو رہی ہیں۔ حالانکہ مشاہدہ اس
کے متعارض ہے۔ تو اس تعارض کے دفع کرنے کے کئی طریقے ہیں۔ ازاں جلد
ایک یہ ہے کہ اصل مرکز ان کا آسمان پر ہو اور ان کا منبع بہ ظاہر زمین پر ہو۔
جس طرح سورج چوتھے آسمان پر ہے۔ مگر اس کی حرارت زمین پر بھی موجود
ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ تحت الثریٰ تک ہو۔ اور نیل
اور فرات کا اس سے بہنا کوئی حیرت کی بات نہیں کیوں کہ جہاں ان کا منبع
ہے۔ وہاں سدرہ کی جڑ ہے۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ حدیث بلا تاویل حقیقت
پر مبنی ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سدرۃ المنتہی کی جڑ سے نیل اور فرات
کو نکلے دیکھا۔ اور یہ دو نولہاں سے ہی نکلتے ہیں چنانچہ
مَرَّ الْفُرَاتُ فِي بَعْضِ السِّنِينَ فَوَجَدَ فِيهَا رِمَاقًا مِثْلُ

Click For More Books

الْبَعِيرُ فَيَقَالُ إِنَّهُ رُمَانُ الْجَنَّةِ (روح البیان ج ۲ ص ۳۲)

بعض سالوں کا قصہ ہے کہ دریائے فرات بہہ رہا تھا تو اس میں ایک انار پایا گیا۔ جو اونٹ کے برابر بڑا تھا کہتے ہیں کہ وہ بہشت کا انار تھا۔ بلکہ سیرت حلبیہ میں ہے کہ وہ کئی انار تھے۔ اور سب ہی اونٹ کے برابر بڑے تھے کہتے ہیں کہ یہ سب انار بہشت کے تھے عبرت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو دکھائے تاکہ ان کو حدیث کی صحت پر یقین ہو جائے۔ چوتھا طریقہ یہ ہے کہ خیال اور فرات کا دامن اصل سدرۃ المنتہی میں موجود تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے جناح شریف کے ذریعہ آسمان سے زمین پر اتارا اور پہاڑوں میں ودیعت رکھ دیا جس طرح قرآن مجید میں ہے۔ وَأَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بَقْدَرٍ فَأَسْكَنَتْهُ فِي الْأَرْضِ حَيًّا : اور ہم نے آسمان سے اندازہ کے مطابق پانی نازل فرمایا اور اس کو زمین پر ٹھہرایا۔ پھر جب زمین سے قرآن اور ایمان اٹھایا جائیگا تب یہ دامن بھی اٹھایا جائیگا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَأَنَا عَلَى ذَهَابٍ بِهَا لِقَادِرُونَ : اور اس میں شک نہیں کہ ہم اس پانی کو لے جانے پر بھی قادر ہیں۔ (نکتہ چوتھا منقول از سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۳۲)

اونٹوں کی قطار

سدرۃ المنتہی کے نیچے حضور عید الصلوٰۃ والسلام نے اونٹوں کی قطار کو گزرتے دیکھا جس کے ہر

ایک اونٹ پر دو صندوق دھرے ہوئے تھے آپ نے پوچھا کہ یہ قطار کتنے عرصے سے گزر رہی ہے۔ اور کہاں جا رہی ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا : یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ جب سے میں پیدا ہوا۔ اس طرح اس قطار کو گزرتے دیکھ رہا ہوں۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ قطار کتنے عرصے سے گزر رہی ہے اور کہاں جا رہی ہے۔ اس کی ابتداء اور اس کی انتہا خدا ہی بہتر جانتا ہے پھر حضور عید الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس قطار کے ایک اونٹ سے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر ایک صندوق اتار جب صندوق اتار

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پھر فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ پڑھ کر اس کا تالا کھولو
جب تالا کھول چکے تو صندوق اندوں سے پُر تھا۔ اور سب اندوں پر قفل لگے ہوئے
تھے۔ آپ نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ پڑھ کر اندے
کا تالا کھول دو۔ جب یہ تالا کھول چکے تو دیکھا تو وہ اندہ خشخاش کے دانوں سے
پُر تھا۔ اور خشخاش کے سب دانوں پر قفل تھا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
فرمایا کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ پڑھ کر تالا کھول دو جب اسکا
تالا کھولا تو اس میں ایک جہان تھا۔ اور اس جہان میں ایک شہر آباد تھا اس
شہر میں وعظ ہو رہا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت جبریل علیہ
السلام وہاں شامل ہو گئے۔ حتیٰ کہ واعظ نے کہا، ایک جگہ پانی ہے، اور پانی
پر مٹی کا ڈھیلہ ہے اس ڈھیلہ پر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے
ہیں۔ اس پر ایمان لانے کے بغیر ہماری نجات نہیں ہو سکتی۔ وہاں ایک شخص
نے سوال کیا کہ یہ مسئلہ غلط ہے، کیونکہ پانی پر مٹی کا ڈھیلہ کس طرح ٹھہر سکتا ہے
اس وقت جبریل علیہ السلام نے اُٹھ کر کہا کہ میں جبریل (علیہ السلام) ہوں۔
اور یہ وہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جس کی تعریف ہو رہی ہے۔ تب سب
لوگوں نے کلمہ پڑھا اور آپ پر ایمان لائے۔ پھر آپ وہاں سے باہر آئے
اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام نے حسب دستور سابق حسب طرح گزرا
ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ کر خشخاش کا تالا لگایا پھر اندہ کو تالا لگایا۔ اور
پھر صندوق کو بند کیا، اور اسکو اونٹ پر لاد اس کے بعد اونٹ کو قحط
میں شامل کر دیا۔ (مہر راہ حق ص ۳۱)

(۱۸) حضرت شاہ حمزہ صاحب جنی مزار پر انوار مارہرہ شریف میں
زیارت گاہ خواص عوام ہے۔ آنحضرت اچھی میاں رحمتہ اللہ علیہ کے والد
بزرگوار ہیں جو کہ سلسلہ قادریہ میں نامی گرامی بزرگ گذرے ہیں۔ آپ ان
بزرگوں سے ہیں جنکے اقوال و افعال بطور حجت پیش کر سکتے ہیں۔ آپ نے

Click For More Books

ایک مثنوی شریف میں یوں واقعہ لکھا ہے :۔
در شب معراج دیدہ مصطفیٰ
صد ہزاراں اشتراں بے انتہا
مے روندایشاں قطار اندر قطار
لانہایت روز و شب بے انتظار
ہست دو صندوق بار ہر شتر
یک ازیں سودیگر آں سومر بسر
کرد از جسریل استفسار شاہ
چہست این راز نہاں برگور راہ
جبریل گفت اے شاہ جہاں
من نے د انم چہ اسرار است آں
آں زماں کہ کرد پیدا حق مرا
ہم چہیں بینم این حالت و را
روز و شب این اشتراں صندوق بار
بے نہایت مے روند اندر قطار
نہست مارا از وجود شاں خبر
راز حق را کے بد انم زیں گذر
دنگ و حیرانم دریں درگاہ او !!
بے ہدایت بے نہایت راہ او !!

توبہ کرنے والے | اس کے بعد آپ کا ایک نہر پر گذر ہوا
جہاں کالے لوگ غسل کر کے باہر نکلتے ہیں

جو فوری شکل والے بن جاتے ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ نہر
رحمت ہے۔ جن لوگوں نے گناہ کئے۔ اور پھر تائب ہو گئے۔ گویا وہ اس نہر

Click For More Books

سے غسل کر کے گناہوں کی سیاہی دھو رہے ہیں۔ (المعارج ج ۳ ص ۱۴۹)

روزہ داروں کے برات نامے

پر گزر ہوا۔ سبکی قامت دس لاکھ برس کی راہ تھی۔ اس کے ستر ہزار مرتبے اور ہر سر کے ستر ہزار چہرے تھے۔ اور ہر چہرے میں ستر ہزار منہ تھے۔ اور اس فرشتے کے سر پر ستر ہزار زلفیں تھیں۔ ہر زلف پر ستر ہزار موتی معلق تھا۔

ہر موتی میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا سمندر تھا۔ ہر سمندر میں بے حساب پمھلیاں تیرتی تھیں جن کا طول دوسو برس کی راہ تھا۔ ہر ایک پمھلی کی پشت پر لکھا تھا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ،

آپ نے جبریل علیہ السلام سے اس کی کیفیت دریافت فرمائی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ ایک فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا ہے۔ اور بہشت کے مرغزار میں اس کے ٹھہرنے کا مقام ہے۔ اب اس کو یہاں لائے ہیں، آپ اس کو سلام کیا اور اس نے سلام کا جواب دیا۔ دیکھا تو اس کے سامنے دو صندوق رکھے ہوئے تھے جن پر ستر ہزار نوائی قفل لگے ہوئے ہیں۔ آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا۔ اس نے کہا آپ خود یہ بات اس سے دریافت فرمائیں۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے کہا کہ یہ کیسے صندوق ہیں۔ اس نے کہا ان صندوقوں میں آپ کی امت کے روزے داروں کے برات نامے رکھے ہوئے ہیں۔ جن کے ثواب کی میں گواہی دیتا ہوں۔

نماز پر خوش ہونے والا

پھر ایک فرشتہ پر گزر ہوا۔ جس کے داتیں بازو سات لاکھ تھے۔ اور بائیں بھی اسی قدر تھے۔ ہر بازو پر مردارید کے ستر ہزار پیر اور یاقوت کے ستر ہزار پیر اور زمر دسبز کے ستر ہزار پیر اور زمر سرخ کے اور نقرہ سفید کے اور کافور و عتران

کے ستر ہزار پر تھے۔ جب وہ اپنے بازو کو ہلاتا تھا تو اس عجیب طرح کے نغمے ظاہر ہوتے۔ ان نغموں کو حوریں سن کر بالافاؤں پر ایک دوسرے کو مبارک باد دیتی تھیں کہ اے تورو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے نماز کا وقت آگیا۔ اللہ تعالیٰ اس فرشتہ سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے کہ تو کیوں خوش ہوتا ہے۔ تب فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے سب لوگ کاروبار ترک کر کے نماز کے لئے تیار ہو گئے ہیں، اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم گواہ رہو میں نے اپنی رحمت سے ان سب کو منظور نظر بنالیا ہے۔ (معارج النبوة ج ۳ صفحہ ۱۵)

صورت مرغ سفید | ایک فرشتہ پر گذر ہوا جو مرغ سفید کی شکل و شباهت رکھتا ہے اور زور

سے زیادہ خوبصورت ہے جس کے پاؤں سنہری ہیں اور گردن یا قوت اور لعل سے مرصع ہے۔ وقت فرشتہ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ کہتا ہے جہاں دنیا کے مرغ بھی اس کی آواز سن کر سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ کہتے ہیں۔ اور جب پیچ ہو جاتا ہے تو جہاں دنیا کے مرغ بھی چپ ہو جاتے ہیں۔ (اخبار القرآن ص ۲۶۶)

حجاب زابغت | جب آپ حجاب زابغت تک پہنچے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے پردہ کو ہلایا اور اندر سے آواز آئی

آپ کون ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ میں جبریل ہوں۔ اور میرے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس وقت حجاب کے اندر سے آواز سنی کہ فرشتہ نے کہا اللہ اکبر اس کے بعد کہا گیا میرے بندہ نے سچ کہا میں سب سے بڑا ہوں۔ پھر فرشتے نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ کہا گیا میرے بندہ نے سچ کہا عبادت کے لائق ایک میں ہوں پھر فرشتے نے کہا اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ کہا گیا میرے بندہ نے سچ کہا میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ پھر فرشتے نے کہا

Click For More Books

حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ
قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس فرشتہ کی بابت حضرت جبریل السلام سے
دریافت فرمایا۔ تو اس نے کہا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو نبی بنا کر
بھیجا ہے کہ میں تمام مخلوق سے خدا کے زیادہ قریب ہوں، مگر جب سے پیدا ہوا میں نے
اس سے پہلے اس فرشتہ کو نہیں دیکھا۔

(در منشور ج ۴ ص ۱۵۳۔ نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۹۳)
خصائص کبریٰ میں لکھا ہے کہ یہ اقامت بھی جو معراج کی رات آپ نے سنی۔ لہذا
یہ سوال نہ ہو گا کہ مدینہ منورہ میں اذان کے لئے مشورے کیوں ہوئے۔
(ف) جس جگہ معراج کے واقعہ میں اذان ہونے کا بیان وارد ہے اس سے
لازم نہیں آتا کہ الفاظ معروفہ سے اذان ہوئی ہو۔ کیونکہ یہ بات واضح ہے کہ
اذان کی مشروعیت بعد از ہجرت مدینہ منورہ میں ہوئی (سیرت علیہ السلام ص ۱۲۱)
حضرت جبریل علیہ السلام کا مہرنا | اس وقت اس فرشتہ نے پس
پردہ سے ہاتھ باہر کر کے آپ کو

بمبح براق اٹھا لیا۔ اور حضرت جبریل علیہ السلام وہیں مہر گئے۔ آپ نے فرمایا اے جبریل
آپ مجھے اس جگہ کیوں اکیلا چھوڑتے ہو۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی
میں کیا کروں مجھے آگے پرواز کرنے کی طاقت اس لئے کہ ق مَّا مِّنَّا إِلَّا
لَكَ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ (پ ۲۳ ص ۹۶) اور ہم سب فرشتوں سے کوئی ایسا فرشتہ
نہیں جس کا خاص مقام معلوم نہ ہو کہ اس سے آگے ہمیں تجاوز کا حق حاصل نہیں
یہاں بھی آپ کی بدولت آگیا۔ ورنہ میرا اصلی مقام وہ ہے جہاں سدرۃ المنہی
پر ملاحظہ فرمایا تھا۔ جو کہ بہت دور رہ گیا ہے۔ اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام اپنے ہاتھ مبارک سے حضرت جبریل علیہ السلام کو قابو کر کے ایک قدم
چلے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ہیبت اور اس کے جلال سے حضرت جبریل علیہ

اسلام چڑیا کے برابر ہو گئے۔ لرزہ براندام اور ابیدہ ہو کر عرض کیا
لَوْ دَلَّوْتُ اَنْبِلَهٗ لَأَخْتَرْتُ بِاِلٰی (مشکوٰۃ شریف)
اگر اٹکلی کے پورے کی مقدار بھی قریب ہوں تو میرے پر چل جائیں گے اس
کے بعد آپ نے اشارہ فرمایا۔ اور ایک اشارہ میں اس کو اپنے مقام پر
پہنچا دیا۔ روایت ہے کہ اس ایک قدم میں پانچ سو سال کی راہ طے ہو چکی تھی
(معارض النبوة ج ۳ ص ۱۵) حضرت فرید الدین عطار اشاد فرماتے ہیں

تو اے روح القدس پیش جنابے
کہ ذات او ستودہ آفتابے
چرا چندیں غم زخیر گرفتے
کہ بانگ لَوْ دَلَّوْتُ بر گرفتے
ترا اندر درون پر وہ راہ نیست
کہ ہر سرہنگ مرد بارگاہ نیست
ہزاراں جاں ہمے سوزد دریں راہ
ترا گو پر بسوز اے پیک درگاہ
حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے کتنے پتے کی بات فرمائی ہے

بدو گفتم سالار بیت اکرام
کہ اے عامل وحی بر تر خرام
چو در دوستی مخلص یافتے
عنایم ز صحبت چرا تا یافتے
بگفتا فراتر مجاہد نمائند
چہ پریم کہ میزدے بالہم نمائند
اگر یک سرموئے بر تر پریم
فروغ تجلی بسوزد پریم

Click For More Books

جناب اثر صحبانی ارقام فرماتے ہیں۔
آئی تھی پہلے نہ آئے گی کبھی اللہ اللہ کیا مبارک رات تھی
طائر سدرہ کے پر جلنے لگے آگے تو تھا یا خدا کی ذات تھی
معاذی اللہ حضرت فاضل بریلی کی پرواز تخیل ملاحظہ فرمائیے۔
چلا وہ سرور جن غراماں نہ رک سکا سدرہ سے داماں
پلٹ چھپتی رہی وہ کوکب کے سب ایسے وائے گذر چکے تھے
جھلک سے اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ لائی
سواری دولہا کی دو تونچی بر آت میں ہوش ہی گئے تھے
تھکے تھے روح الایں کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہ حسرت کے دولے تھے
سیاں میرٹھی ارشاد فرماتے ہیں۔

خورشید روشن کر گیا ماہ ضیا گسٹر گیا
ہمراہ وحی آور گیا، تا گنبد انضر گیا
ترک ادب سے ڈر گیا، تو کام آگے دھر گیا
تا غلوت داور گیا، بے منت راہ برگیا
یوں کون پیغمبر گیا، ساتوں فلک گریا
اس سے بھی بالا تر گیا، کیا کیا کہوں کیا کر گیا
رفت تیرا فر فر گیا، اوپر سے بھی اوپر گیا
پر وہ جو سدرہ پر گیا، تو عرش پر بے پر گیا
تا ہفتیں منظر گیا، شکل نظریک سر گیا
سے لاولن، بے مومن ہر پردہ کے اندر گیا
حضرت جبریل علیہ السلام کو رخصت کرتے وقت آپ نے دریافت
فرمایا اے رفیق! اگر خدا کی دربار میں تیری کوئی درخواست ہو تو میں پیش

کردوں گا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی: آقا بس ایک عرض ہے
یا مُحَمَّدُ سَلِّ اللہُ اَنْ اَبْسَطَ جَنَاحَیْ عَلَی الصَّخْرَةِ لِاَمْتِکَ
حَتّٰی یَجُوزُوا عَلَیْہِ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کریں کہ قیامت
کے دن پہلے صراط پر میں آپ کی امت کے لئے دونوں پہرے پھاؤں تاکہ وہ پہل سے آسانی
گذر جائیں۔ (روح البیان ج ۲)

کہتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مژودنے آگ میں ڈالنا چاہا۔
تو حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا اے ابراہیم علیہ السلام کوئی حاجت ہو تو
بتلائیے۔ معراج کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبریل علیہ السلام
سے اسکی حاجت دریافت کر کے اپنے جد کریم کا بدلہ اتار دیا۔

(الف) ”حضرت جبریل علیہ السلام کے ٹھہرنے کے اسباب“
اے کہتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: کَوْدَ ثَوْتٍ اَنْسَمَلَتْ
لَا حُتْرَقَتْ اَکْرَمِیْنَ اِسْ پُورے کی مقدار اوپر جاؤں تو جل جاؤں گا۔ اسکی
وجہ یہ ہے کہ ہر فرشتہ کا مقام معین ہے کہ وہ اس حد سے تجاوز نہیں کر سکتا
کہ قرآن مجید میں ہے: وَمَا مِمَّا اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ ہم میں سے
کوئی ایسا فرشتہ نہیں ہے۔ مگر اس کا ٹھکانہ مقرر ہے جس کے آگے نہیں جاسکتا
نعم۔ بعض نے یوں کہا ہے کہ معراج کے وقت اللہ اور رسول کی خاص باتیں
ہوتی ہیں جس میں کسی کو شامل ہونے کی بجا زت نہیں ہوتی حتیٰ کہ جب حضرت موسیٰ
علیہ السلام کو معراج ہوئی تو وہ طور سے سات فرسخ (۱۰ میل) ادھر ادھر تمام جانوروں
اور فرشتوں کو ہٹا دیا گیا حتیٰ کہ کبرا کا تبین بھی دور ٹھہر گئے (اس لئے حضرت جبریل
علیہ السلام پہلے ہی دور ٹھہر گئے کہ اصول معراج سے واقف تھے۔)

(ب) فرشتے افضل ہیں یا بشر؟ یہاں بعض لوگ بے ربط سی بحث چھیڑتے ہیں
جس کا تعلق اس مقام سے نہیں ہے۔ اس بارہ میں اقوال ذکر کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے

Click For More Books

(۱) علامہ تفتازانی فرماتے ہیں۔ وَلَا خِفَاءَ فِي أَنْ هَذِهِ الْمَسْئَلَةُ ظَنِّيَّةٌ يَكْتَفِي فِيهَا بِالْأَدِلَّةِ الظَّنِّيَّةِ نَكْذًا فِي (شرح عقائد نسفی)

اور اس میں کوئی خفا نہیں کہ یہ مسئلہ ظنی ہے اور اس میں ظنی دلائل پر قناعت کی گئی ہے۔

(۲) امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ وَمِنْ مَاتَ وَلَمْ يَخْطُرْ بِأَلِهِ تَفْضِيلُ الْمَلَكَةِ أَوْ عَكْسُهُ رَجُوتُ أَنْ لَا يُسْأَلَهُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ (نبراس ص ۶۲)

اور جو شخص مر گیا۔ اور اس کے دل میں یہ خیال نہ گذرا کہ فرشتے افضل ہیں یا مفضول ہیں۔ تو مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے باز پرس نہ فرمائیں۔

(۳) اور امام عظیمؒ سے روایت ہے۔ إِنَّهُ تَوَقَّفَ فِي هَذِهِ الْمَسْئَلَةِ لِتَعَارُضِ الْأَدِلَّةِ (نبراس ص ۶۲)

انہوں نے اس مسئلہ میں توقف فرمایا۔ کیونکہ دلائل کا تعارض ہے۔

(۴) شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حجتہ الشرا ببالغہ میں فرماتے ہیں۔

هَذِهِ الْمَسْئَلَةُ مِنْ قِسْمِ مَا لَمْ يَنْطِقْ بِهِ الْكِتَابُ وَلَمْ يَسْتَفِضْ بِهِ السُّنَّةُ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ فِيهَا الصَّحَابَةُ (نبراس ص ۶۲)

یہ مسئلہ اس قسم سے ہے جس کے بارہ میں نہ قرآن میں نص ہے اور نہ حدیث میں کوئی ثبوت ملتا ہے اور نہ صحابہ نے اس بارہ میں کوئی بات کی ہے۔

جب حضرت جبریل علیہ السلام ٹھہر گئے تو سبز رنگ کا

ایک تخت ظاہر ہوا جس کا نام رَف رَف ہے اس

کے ساتھ ایک فرشتہ تھا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رَف رَف والے فرشتے کے سپرد کیا (الیواقیت و البجواہر ج ۲ ص ۳۶)

ایک روایت میں آیا ہے کہ تَدَلَّى کا فاعل رَف رَف ہے۔ اور دَلَّى کے فاعل

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ دَلَّى فتدلی کا ترجمہ یوں ہوگا حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے لئے رَف رَف نیچے اتر آئی۔ حتیٰ کہ آپ اس پر بیٹھ گئے۔ پھر حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتے۔ اور اقرب درجہ سے شرف پایا
(سیرت علیہ ج ۱ ص ۱۴۴)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ من تنہا رواں شدم و جہا بہا قطع
مے کردم تا ہفتاد ہزار حجاب بگذشتم کہ ہر حجابے پانصد سالہ راہ بود و ما بین ہر
حجاب پانصد سالہ راہ دیگر و روایت آنت تا آنجا کہ براق مرکب بود چوں ایں جا
رسید براق بماند و آنگاہ رفوف سبزے ظاہر شد کہ ضیائے وئے بر ضیائے
آفتاب غالب آمد (معارف - ج ۳ - ص ۱۵۲)

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں اکیلا روانہ ہوا۔ اور بہت
حجاب طے کئے۔ یہاں تک کہ ستر ہزار حجابوں سے گذر ہوا۔ کہ ہر ایک حجاب
کی موٹائی پانچ سو برس کی راہ تھی۔ اور دونوں حجابوں کا فاصلہ پانچ سو برس کی راہ
تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری براق یہاں پہنچ کر تھک
گیا۔ اسوقت سبز رنگ کا رفوف ظاہر ہوا۔ جسکی روشنی سورج کو ماند کرتی تھی۔ آپ اس
رفوف پر سوار ہوئے اور چلتے رہے حتیٰ کہ عرش کے پایہ تک پہنچ گئے اس کے بعد
بہت سے حجابات سامنے آئے۔ ازاں جہان میں سے ستر ہزار حجاب سونے کے تھے
ستر ہزار چاندی کے۔ ستر ہزار مروارید کے۔ ستر ہزار زمرد سبز کے۔ ستر ہزار یاقوت
سرخ کے۔ ستر ہزار حجاب نور کے۔ ستر ہزار حجاب ظلمت کے۔ ستر ہزار پانی کے۔
ستر ہزار خاک کے۔ ستر ہزار حجاب آگ کے۔ ستر ہزار حجاب ہوا کے تھے۔ کہ ہر
حجاب کی موٹائی ایک ہزار سال کی راہ تھی۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ
رفوف ان حجابوں سے گذرتی ہوئی پردہ دریاں عرش تک لے گئی۔ وہاں ستر ہزار
پردہ دیکھا۔ ہر پردہ کا ستر ہزار زنجیر تھا۔ اور ہر زنجیر کو ستر ہزار فرشتے نے گردن پر
اٹھا رکھا تھا۔ کہ وہ فرشتے اسقدر قد آور تھے کہ ایک کندھ سے دوسرے
کندھ تک ستر ہزار برس کی راہ تھی۔ اور یہ پچیسے مروارید کے۔ بعضے یاقوت
کے۔ بعضے ہوا کے تھے۔ اور ہر پردہ پر ایک فرشتہ ملازم تھا۔ کہ ستر ہزار

Click For More Books

فرشتے جنکا ذکر بھی گزرا ہے۔ سب اس کے تابع تھے۔ اس رفوف نے آپ کو حجابات سے پار پہنچایا۔ اور پھر غائب ہو گیا۔ اس کے بعد ایک صورت گھوڑے جیسی ظاہر ہوئی جو کہ دانہ مروارید سفید کی طرح تھی۔ تسبیح کہتی تھی۔ اور اس کے منہ سے نور کے فوارے نکلنے لگے تھے۔ اٹھایا اور ان ستر ہزار پردوں سے گنبد جو عرش کے درے تھے۔ اور ساق عرش تک پہنچایا۔ (معارج النبوة ج ۳ ص ۱۵۳)

یاد رہے کہ نزہۃ المجالس میں امام صفوری پانچ سواریوں کا ذکر کرتے ہیں۔ اور کسی نے دو سواریوں کا ذکر کیا ہے۔ اور کسی عالم نے مین سواریوں کا ذکر کیا ہے۔ جتنی روایات جس کے پاس تھیں۔ اس قدر بیان کیا ہے۔

حاملین عرش

عرش کو اٹھانے والے چار فرشتوں پر گزر ہوا۔ جس کو حاملین عرش کہا جاتا ہے۔ ہر ایک کے

سر پر چوبیس کلکیاں تھیں۔ ہر ایک کی موٹائی پانچ سال کی مسافت تھی۔ ان کا وظیفہ یہ تھا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ کہا گیا آپ ان کے پاس جا کر انکو سلام کیجئے۔ آپ نے ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا کہ ہم آپ کو خوشخبری سناتے ہیں اِنَّا نُرِي الْحَيِّرَ وَفِيْ اَمْتِكَ ہم آپ میں اور آپ کی امت میں بھلائی دیکھتے ہیں (بخاری القرآن ص ۲۶)

عرش مجید

امام قسطلانی نے مواہب شریف میں لکھا ہے وَلَمَّا اُنْزِلَ اِلَى الْعَرْشِ تَمَسَّكَ الْعَرْشُ بِاَذْيَالِهِ

امواہب لدنیہ ج ۲ ص ۳۴) جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عرش پر پہنچے تو عرش الہی کو آپ کے دامن سے وابستگی تھی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ معراج کی رات میں ایک ایسے شخص پر گزرا جو عرش کے نور میں غائب تھا۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَيْلَةً أُسْرَى بِرَجُلٍ مُّغِيبٍ فِي الْغُفْرَةِ الْعَرْشِ رَزَقَانِ ج ۲ ص ۱۷۱

Click For More Books

اور سنتے حیث کان العرش اعلیٰ مقام تلّٰہی الیہ من اسی
بہا من الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام قال وھذا یدل
علی ان الاسراء کان بحسبہ صلی اللہ علیہ وسلم (البواقیۃ
والجوہر ج ۲ ص ۳) جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے استوار برّش کو اپنی تعریف کا
سبب بنایا اس طرح اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر بلند کر کے ان کے
عظمت کا اظہار فرمایا کیونکہ عرش وہ برتر مقام ہے جہاں معراج کرنے والے تمام
نبیوں کی سیر ختم ہو جاتی ہے، اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی معراج جہانی
تھی۔ اس لئے جہانی معراج ہی سے عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

قال الشیخ ابو الحسن الرفاعی صعدت فی النواقیات
الی سبع مائة الف عرش فقيل لی ارجع ولا وصول لك الی
العرش الذی عرج بہ جہل صلی اللہ علیہ وسلم (نزاس ص ۴۴)
حضرت ابو الحسن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں (حالت مراقبہ میں رہ جاتی
طور پر) عالم بالا میں چڑھتا رہا حتیٰ کہ سات لاکھ عرش سے گذر گیا۔ پھر مجھے کہا گیا
آپ واپس چلے جاؤ۔ کیونکہ جس عرش پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو معراج ہوئی وہاں تو نہیں پہنچ سکتا۔ امام احمد رضا کے تخیل پر قربان جائیں۔
سنایہ اتنے میں عرش حق نے کہا لے مبارک لے تاج والے
وہی قدم خیر سے پھرتے ہوئے تاج شرف تیرے تھے
ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قسندیلیں جھلملائیں
حضور خورشید کیا چمکتے چراغ اپنا منہ دیکھتے تھے۔

حضرت ابوالکرام سے روایت
ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

عن ابی الحسن قال
قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم لما

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اسری بی الی السماء اذا على العرش مكتوب لا اله الا الله محمد رسول الله (شفا شریف ص ۱۴۱)	جب مجھے آسمان پر معراج ہوئی تو عرش پر بکھا ہوا تھا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ
---	---

نعلینِ پیما کی روایت

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب عرش
کے قریب پہنچے تو جناب الہی سے خطا

آیا کہ اے میرے حبیب! آگے چلے آؤ۔ تب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے نعلین مبارک امارنی چاہی تو عرش مجید لرزہ میں آیا اور آواز آئی
کہ آئیے میرے حبیب! اور نعلین مبارک پہنے ہوئے عرش پر قدم رکھیے۔ تاکہ
آپ کے قدم کی دولت سے میرا عرش قرار پائے حضور علیہ السلام نے عرض کی یا الہی!
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا تھا۔ خُذْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِأَلْوَادِ
الْمُقَدَّسِ طُوًى (پہ ۱۰) پس آپ جوتے امارد اس لئے کہ تحقیق آپ اس
مقدس وادی میں ہیں جس کا نام طوی ہے۔ جب تیرا عرش کوہ طور سے کئی دہے
افضل ہے۔ میں کس طرح بمع نعلین عرش پر چلا آؤں تب حکم ہوا کہ اے میرے حبیب!
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اتارنے کا اس لئے حکم ہوا تھا کہ طور سینا کی خاک
اس کے قدموں کو لگے اور موسیٰ علیہ السلام کی شان بلند ہو۔ اور آپ کو بمع نعلین
عرش پر آنے کا حکم اس لئے ہوا ہے تاکہ آپ کی نعلین کی خاک عرش کو لگے۔
اور عرش کی عظمت زیادہ ہو۔ (قصص الانبیاء ص ۲۸۷)

حضرت امیر خسرو طوی میں دفن فرماتے ہیں

ہے ہر کہ از خدا خواهد فردوس دل کشا را
دین رسول شرط است از بہر این جزا را

Click For More Books

نعلین پاتے اور ابر عرش گو نگاہ کن
جاہل کہ در نیاید معنی استوار را
اُردو میں ایک صاحب کی نظم ملاحظہ فرمائیے ۔
جب قریب عرش پہنچے شافع روزِ جزا
دل میں خیال آیا ہو نعلین پاؤں سے جدا
پھر دعا آئی بھلا کیا قصد ہے یہ آپ کا
کیون جھجکتے ہو بمع نعلین اَو مصطفیٰ !
عرض کی محبوب نے اے خالق جن و بشر
کیا سبب تھا طور پہ جب تو ہوا تھا جلوہ گر
حکم موسیٰ کو ہوا نعلین پا نہ طور پر
حکم مجھ کو یہ ہوا نعلین پا اَو ادھر
پھر ندا آئی ذرا اس بات پر بھی غور ہو
تم کہاں موسیٰ کہاں وہ اور تھے تم اور ہو
تیرے صدقے عرش پیدا تم ہمارے نور ہو
بات تو یہ ہے کہ تم خود چراغ نور ہو

(ف) نعلین پیا عرش پر جلوہ گر ہونے کی یہ روایت کہ در آپ نے نعلین اتارنی
چاہی اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ نعلین نہ اتارے۔ علماء سلف میں سے امام ابن
ابی حمزہ اس کے قائل ہیں۔ (جواہر البحار فی فضائل النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم)
(۲) دوسری روایت یہ ہے کہ آپ کو نعلین اتارنے کا حکم نہ ہوا، جس طرح کہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اتارنے کا حکم ہوا۔

جیسا کہ علامہ شبہانیؒ کی رباعی ہے ۔

علی سؤس لهذا الکون نعل محمد
علت فجميع الخلق تحت ظلہ

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ندى الطور موسى نودى اخلم واحد
على العرش لم يؤذن بخلم نعاله

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مبارک کی یہ شان ہے کہ جب آپ معراج پر گئے تو نعلین مبارک سب کائنات کے اوپر تھیں۔ اور تمام مخلوق اس نعلین مبارک کے سائے نیچے تھی۔ اور کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ندا ہوئی کہ آپ نعلین پاک اتار دیجئے اور حضرت احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر نعلین مبارک اتارنے کا اذن نہ ملا۔

رس (۱) قال بعض اکابر الصوفية
جيباً عن ذلك ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم
لما خاطب الله تعالى
عرق لعظيم الهميم
حتى تنازل الجبر
البشرى من جسده
الشريف حتى صار
النعلين في رجليه
فهم رسول الله صلى
الله عليه وسلم
ان يخلعهما فناداه
الله تعالى لا تخلع الى
اخيرة وذلك لانه
لو خلعهما صار
نورا روحانيا لا

اسکا حاصل ترجمہ یہ ہے کہ بعض اکابر
صوفیاء نے اس بات کا جواب
دیتے ہوئے کہا ہے (ان سے پوچھا
گیا کہ اس مسئلہ کی تحقیق کیا ہے۔
مگر حضور علیہ السلام نے نعلین مبارک اتارنے
چاہی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ
نعلین کو نہ اتاریے تو اس بزرگ نے
اس روایت کی یہ تاویل بتائی کہ)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اللہ
تعالیٰ نے مخاطب فرمایا تو آپ کو عظمت
ہمیت کی وجہ سے سپینہ آگیا۔ حتیٰ کہ
آپ کی بشری جزیر آپ کے جسم اقدس
پر سے اتری یہاں تک آپ کے دونوں
پاؤں میں نعلین کی طرح ہو گئی ہیں
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتارنے
کا قصد فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو

Click For More Books

ينزل الى الارض والله
سبحانه وتعالى
اراد نزوله ليدعو
لتوحيد فافهم
فان هذا من الاسرار
الخفية التي ما اطلع
عليها الا الخواص من
الاولياء مرضى الله
عنهم اجمعين
رجو ابر البجار في فضائل النبي المختار
صلی اللہ علیہ وسلم
(ص ۱۲۱۳)

فرمایا کہ ”اے آپ تبارتے“ اور یہ حکم
اس لئے ہوا کہ اگر آپ پکڑا تار دیتے
تو آپ محض روحانی نور رہ جاتے
اور زمین پر نہ اترتے حالانکہ اللہ
تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ آپ زمین پر
نازل ہوں تاکہ آپ خدا کی توحید
کی دعوت دیں پس اے مخاطب!
اس مسئلہ کو سمجھ کیونکہ یہ ایک پوشیدہ
بھید ہے جس پر سوائے خاص اولیاء
کے کسی کو اطلاع نہ ہوئی ”اللہ تعالیٰ
ان تمام اولیاء سے راضی ہو و ختم شد
ترجمہ از جواہر البجار ص ۱۲۱۳

(ب) یہاں دو فصل بیان کی جاتی ہیں۔ اور ہر فصل میں اس روایت پر تبصرہ لکھا ہے۔
فصل اول (الف) جواہر البجار کا تعارف ”علامہ نہبانی نے علماء سلف کی کتابوں
سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت کے متعلق چیدہ مضامین فراہم کر کے ترتیب
دے کر جو کتاب لکھی ہے۔ اس کا نام جواہر البجار فی فضائل النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم
مقرر فرمایا۔ اور انہوں نے یہ مضمون ایک کتاب مسمیٰ بہ ”النور الوداج فی الکلام علی الاسرار
والمعراج“ سے نقل کیا جس کو علامہ علی چوہری مالکی ”متوفی ۱۰۶۶ھ“ نے تصنیف فرمایا ہے
(ب) ”علامہ نہبانی کا تعارف“ تیرھویں صدی ہجری میں شام کے ملک میں تین
شخص پیدا ہوئے ایک فقہ میں ماہر جو کہ علامہ ابن عابدین شامی ہیں۔ دوسرے علامہ
محمد انوسی جو کہ روح المعانی کے مصنف ہیں۔ یہ تفسیر میں ماہر تھے تیسرے فن
سیرت میں ماہر تھے جو کہ علامہ نہبانی ”مصنف جواہر البجار ہیں۔

Click For More Books

(ج) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت مطہرہ [شرح نعمت کبریٰ میں لکھا ہے کہ
رسولا من انفسہم اى من جنسہم لان الملک وکذاک
الجن لعدم جنسیتہ وکونہ غیر مدرک بالمحواس الخمس
لا یلتفع بہ فاحتیج الی واسطۃ جنسیۃ ذات جہتین
جہۃ التجرد لتتمكن الاستفاضة من باب القدس
وجہۃ التعلق لتتمكن الاضافة الی جانب الخلق وهو
الرسول صلی اللہ علیہ وسلم (جواہر البحار ص ۱۳۱)
اللہ تعالیٰ نے رسول علیہ السلام کو ان کے نفسوں سے بھیجا ہے۔ یعنی ان کی جنس
سے بھیجا ہے اس لئے کہ فرشتہ اور جن سے نفع حاصل نہیں ہو سکتا اس لئے کہ
جنس ایک نہیں ہے اور وجہ یہ ہے کہ جو اس خمسہ سے ان کا ادراک نہیں ہو سکتا۔ لہذا
اب ایسی جنس کے واسطہ کی احتیاج ہوئی جو ذہنتین ہو من وجہ مجرد ہو (نور ہو)
تاکہ باب قدس سے استفادہ پر قادر ہو سکے۔ اور من وجہ عالم مادیات سے تعلق
ہو۔ (بشر ہو) تاکہ مخلوق کی طرف فیض پہنچا سکے اور وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
(ف) باقی رہا مسد تقوّل اور تفوہ بشریت (بشریت کی رٹ لگانا) اور
لوازمات بشریت کا ثابت کرنا تو اس بارہ میں امام ربانی قدس سرہ کا مکتوب
گرامی ملاحظہ فرمائیے۔ محبوبان کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را بشر گفتند در
رنگ سایہ بشر تصور نمودند چار منکر آمدند و صاحب دولتاں کہ او را علیہ الصلوٰۃ
والسلام بعنوان رسالت و رحمت عالمیاں دانستند و از سائر ناس ممتاز دیدند
بدولت ایمان مشرف گشتند و از اہل بنجات آمدند و مکتوبات شریف دفتر
حصہ ۱۴۵۱ جو لوگ رحمت خداوندی سے محبوب تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو بشر کہتے تھے۔ اور آپ کے لئے تمام لوازمات بشریت ثابت کرتے تھے اور
شان رسالت کا انکار کرتے تھے۔ اور بخیر لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کو رسالت اور رحمت کے عنوان سے دیکھا اور تمام لوگوں سے آپ کو ممتاز

سمجھا وہ لوگ ایمان کی دولت سے مشرف ہوئے اور اہل نجات ہو گئے۔
شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے۔ **وَكَاتَرَ رَسُولُ الْإِنْسَانِ بَعَثَهُ اللَّهُ تَعَالَى
إِلَى الْخَلْقِ يُبَلِّغُهُمُ الْأَحْكَامَ الشَّرِيعَةَ**۔ اور رسول وہ ہوتا ہے جو
انسان ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کو مخلوق کی طرف بھیجتا ہے۔ تاکہ احکام شرعی کی تبلیغ کرے۔
راز روئے عقائد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت مطہرہ کا یقین رکھنا
صحّت ایمانی کے لئے شرط ہے۔ اور یہی حق ہے۔ لاریب فیہ۔
سیدم شاہ وارثی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

خوبی و شمائل میں ہر آن نرالا ہے
انسان ہے وہ لیکن انسان نرالا ہے
تر زمین شب اسری دیکھی تو ملک بولے
کیا آج خدا کے گھر مہمان نرالا ہے
قسیم محبت کی دنیا بھی نرالی ہے
دربار انوکھا ہے۔ سلطان نرالا ہے

(د) عقیدہ نص سے ثابت ہوتا ہے، بعض اکابر صوفیاء کا قول چونکہ
نص نہیں۔ ہاں ایک حدیث کی شرح ہے۔ کہ اگر محبت اُدیچا ہو تو ایک رنگ
کا الہام ہے جس کا ماننا کسی پر لازم نہیں۔ جیسا کہ شرح عقائد میں ہے۔
**وَاللَّهِمَّ الْمُسْفَرَّ بِالْقَاءِ الْمَعْنَى فِي الْقَلْبِ بِطَرِيقِ الْفَيْضِ لَيْسَ
مِنْ أَسْبَابِ الْمَعْرِفَةِ بِصَحَّةِ الشَّيْءِ عِنْدَ أَهْلِ الْحَقِّ**۔ اور الہام
جو ولی کے دل میں بطریق فیض معنی کا القاء ہوتا ہے وہ یقین کے اسباب میں
سے نہیں ہے۔ کہ اہل حق کے نزدیک شئی کی صحّت کا یقین ہو جائے۔

(ھ) طرق ثبوت احادیث، حدیث شریف ہونے کے لئے صحاح ستہ
میں محصور ہونا بھی درست نہیں۔ اس لئے کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض شخصوں
میں کوئی اور طریقہ پیدا کر دے۔ جو مشاہدہ اور تواتر کے ماسوا ہو جس سے

Click For More Books

ان کو علم یقینی ہو جائے۔ مثلاً الہام صحیح ہو یا سچا خواب ہو۔ (براس طے)
اس لئے چاہئے کہ جب کوئی حدیث سنو یا بزرگ کا الہام سنو تو اس کے انکار کیلئے
فوراً الب کشتائی کرنا اچھا کام نہیں ہے۔ (الہام دوسرے شخص کے لئے حجت نہیں
ہے۔ اور اس شخص کے لئے جس کو الہام ہو حجت ہے۔ لہذا ان دونوں اقوال میں
تعارض نہ رہا۔) ہر بات پر انکار کی عادت اچھی نہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ
نفی ثبوت (کسی شے کا ثبوت نہ ملے) کو ثبوت نفی (اس شے کے وجود کی نفی)
لازم نہیں۔ مثلاً اگر ایک شخص دعوائے کسے کہ چاہ بابل، سد سکذری، دجال اور
یا جوج و ماجوج دنیا میں موجود نہیں۔ کیونکہ ہم کو اس کا ثبوت نہیں مل سکا۔ پھر اسکا
جواب یہ دو گے کہ شے کا ثبوت نہ ملنے سے اس کے موجود ہونے کی نفی لازم
نہیں آتی۔

(۲) فصل دوسری، بعض مناسب مسائل کے بیانات میں۔

(الف) ذاتی نور ہونے کی دلیل چونکہ علوم نقیہ اور عقیدہ کا قاعدہ ہے۔ کہ
ذاتی کا اپنی ذات سے انفکاک (جدا ہونا) محال ہے اس سے ثابت ہوتا ہے۔
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ذات مقدسہ کے لحاظ سے نور ہیں اور بشریت
آپ کی صفات مقدسہ سے ایک صفت ہے۔ جیسا کہ جواہر البحار شریف
کی عبارت اس پر دلالت کرتی ہے۔

لَا تَدْرُکُہٗ لَوْنٌ وَلَا حُلَاہُ وَلَا صَاۡرٌ نُّوْرًا رُّوحَانِیًّا کیونکہ اگر آپ

بشریت مطہرہ کو اتار دیتے تو محض روحانی نور رہ جاتے۔

(ب) تفسیر سے نور ذاتی کا ثبوت قَوْلُ الْخَبْرِ لَا خَبْرٌ لَّكَ مِنْ

الْأُولٰٓئِی (پتہ ۱۷۸) اور بے شک کچھلی حالت بہتر ہے تیرے واسطے اگلی

حالت سے۔ یہاں تک کہ تیری بشریت اصلاً نہ رہے گی۔ اور نور حق کا

غلبہ ہمیشہ تجھ پر رہا کرے گا۔ (فتح العزیز ص ۳۸۲) طرز استدلال اس طرح ہے

کہ موصوف ایک ذات ہے جس کا وجود فی نفسہ مستقل ہوتا ہے۔ اور اس

کے وجود کے قیام کو غیر کی احتیاج نہیں ہوتی۔ اور صفت ایک عرض ہے جس کے قیام کو ذات کی حاجت ہے۔ اور اس کا بقا بدون موصوف کے محال ہے۔ آپ کی ذات میں نور غالب ہے جو اپنے وجود میں بشریت کا محتاج نہیں ہے۔ شی کہ اگر وہ اصل نہ رہے تو ذات بدستور باقی ہے۔

(ج) ذات صفت پر مقدم ہوتی ہے | حدیث شریف میں ہے
كُنْتُ نَبِيًّا قَبْلَ آدَمَ بَيْنَ الْمَاءِ وَالْطَّيْنِ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اسوقت نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے مابین تھے اور بس نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں مقرر تھا کہ آپ نبی ہونگے اس نے حدیث کو نہیں سمجھا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا علم تو جمیع ماکان مایکون کو ازل وابد محیط ہے۔ صرف آپ کی نبوت کی کیا تخصیص ہے؟ لہذا ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اسوقت ثابت تھی جب کہ حضرت آدم علیہ السلام پیدا بھی نہیں ہوئے تھے نہ خاص بکری ج مٹا طر استدلال اس طرح ہے کہ نبوت صفت اس کے لئے موصوف چاہئے اور موصوف ذات ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ کی ذات اسوقت موجود تھی جب بشریت پیدا کرنے کے ارادے ہو رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنِّیْ خَالِقُ بَشَرٍ اَقْنِ طَیْنٍ رِطَاءً (میں مٹی سے بشر پیدا کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔)

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اس وقت موجود تھی اور نبوت کی صفت سے موصوف تھی جب کہ بشریت کا وجود ہی پیدا نہیں ہوا تھا آپ کی ذات سابق ہے۔ اور بشریت مسبوق ہے۔ آپ مقدم ہیں اور بشریت مؤخر ہے۔

(د) سیرت نگاروں کی روایت ہے کہ جب مصر میں قحط پڑا اور ساتویں سال سب اناج ختم ہو گیا۔ اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام

کے سامنے ہر ساتویں دن جمع ہوتے آپ اپنے چہرہ انور سے پردہ اٹھاتے
آپ کے جمال کو دیکھ کر سب لوگوں کی بھوک دفع ہو جاتی اور حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال ستر ہزار حجاب میں چھپا ہوا تھا۔ ان میں سے اگر
آپ ایک حجاب دور فرماتے تو تمام کائنات آپ کو دیکھنے کی تاب نہ لا
لا سکتی۔ اور چاند اور سورج بے نور ہو جاتے۔
جگر مراد آبادی کہتے ہیں۔

اے مثل تو درجہاں نگارے
بزدان دگر نہ آنسزیدہ،
اے آنکھ بامستزاج کاطے
درجہ صفات برگزیدہ،
تو پر تو حسن ذات، از تو
یک شے بہ دیگران رسیدہ

(ط) نور ہدایت کا شبہ ”یہاں ایک شبہ ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید نور ہے
جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا (پ ع)
اور ہم نے تمہاری طرف ظاہر کرنے والا نور نازل کیا۔ اور تورات بھی نور ہے
جیسے کہ فرمایا وَأَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ (پ ع ۱۱) اور ہم
نے تورات کو نازل کیا۔ اور اس میں نور اور ہدایت ہے۔ تو یہاں شبہ ہوتا ہے
کہ جس طرح یہاں نور ہدایت ہے۔ اس طرح قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ
نُورٌ (پ ع ۱۷) میں بھی نور ہدایت مراد ہو گا۔ اس شبہ کا حل یہ ہے کہ تمام
کتب سماویہ پیغامات الہیہ کی حیثیت سے ذوات واعیان نہیں۔ بلکہ محض معانی
اور صفات ہیں۔ اس لئے نورانیت معانی سے تجاوز کر کے ذوات واعیان کے
حد میں نہ آسکے گی۔ اور نور سے نور ہدایت ہی مراد ہو گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی ذات مقدسہ بھی ہے۔ اور آپ کے صفات مقدسہ بھی ہیں۔ آپ عین ذات ہیں

Click For More Books

آپ کے صفات معانی اور اعراض ہیں۔ اس لئے نور اعیانی اور معانی دونوں ہوں گے
آپ نور معنوی (نور ہدایت بھی) ہیں۔ اور آپ نور ذاتی (فوری) بھی ہیں۔

درد خدا کا درود | اہم شرعی فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اکیلا
ہن محسوس ہوا۔ تو آپ نے ایک آواز سنی جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

کی آواز کے مشابہ تھی وہ آواز یہ تھی۔

يَا مُحَمَّدُ فَإِنَّ رَبَّكَ يُصَلِّيُ

اے پیارے محمد بر صلی اللہ علیہ وسلم آپ توقف فرمائیے۔ آپ کا رب صلوٰۃ فرما
رہا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل مبارک میں خیال گذرا کہ میرا رب نماز پڑھتا ہے
حتیٰ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس خیال سے تعجب ہوا اور اکیلے بن کا خیال جاتا رہا اس
وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہُوَ الَّذِي يُعَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلِكُ كِتَابٍ
(۳۷) اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ پر درود پڑھتے ہیں فَعَلِمَ عِنْدَ
ذَلِكَ مَا هُوَ الْمُرَادُ بِصَلَاةِ الْحَقِّ پس اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جان لیا کہ صلوٰۃ سے درود شریف مراد ہے۔

(البواقیت والجوہر ج ۲ ص ۳۵) پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ هُوَ الَّذِي
يُعَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلِكُ كِتَابٍ يُخْرِجُكُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ
(پ ۲۷ ص ۲۷) اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ پر درود پڑھتے ہیں۔ تاکہ آپ کو
اندھیرے سے اُجالے میں لائے۔ ابو بکر بن فورک سے روایت ہے کہ قُرْآنٌ عَلَيَّ
فِي الصَّلَاةِ اَيُّ فِي صَلَاةِ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيَّ وَمَلِكُ كِتَابٍ وَ اَمْرٌ
بِذَلِكَ رَشَفَا شَرِيف ج ۱ ص ۱۴) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری
آنکھوں کی ٹھنڈک صلوٰۃ میں ہے یعنی درود شریف میں ہے۔ وہ درود جو اللہ تعالیٰ
اور اس کے فرشتے مجھ پر پڑھتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے اس درود کے پڑھنے
کا حکم فرمایا

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اسماء سے کا شہود

ایک شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اذ امر علی حضرات الاسماء الالهية

سار متخلصاً بصفاتھا فاذا امر علی الرحیم کان رحیماً و علی الغفور کان غفوراً و علی الکریم کان کریماً و علی الحلیم کان حلیماً و علی الشکور کان شکوراً و علی الجواد کان جواداً و لھکذا فما یرجع من ذالک الا وھو فی غائۃ الکمال (ایواقیت و الجواہر)

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسماء باری تعالیٰ کی بارگاہ سے گزر فرمایا تو آپ ان صفات کے پر تو سے متصف ہوتے رہے حتیٰ کہ جب ہم نے گئے تو آپ رحم کرنے والے بن گئے۔ اور جب غفور سے گزرے تو مغفرت کرنے والے بن گئے اور جب کریم سے گزرے تو کریم کرنے والے بن گئے اور جب شکور سے گزرے تو شکر کرنے والے بن گئے۔ اور جب جواد سے گزرے تو آپ جود کرنے والے بن گئے۔ حتیٰ کہ اسی طرح باقی اسماء سنی سے جب گزرتے تو وہ حسن صفات سے متعلق ہیں۔ انہیں صفات سے متصف ہوتے گئے۔ آپ جب معراج سے واپس تشریف لاتے۔ تو انتہائی کمال کے مال میں جلوہ گر تھے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عرج لی حتی ظہرت مستوی اسم فیہ

صریف الاقلام (مسلم شریف ج ۱ ص ۹۳)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پھر مجھے اور بلند کیا گیا حتیٰ کہ میں ایک بہت بلند مقام پر چڑھ گیا جہاں میں نے قلموں کی آواز سنی۔ حضرت شہاب الدین خفاجی لکھتے ہیں۔ انه بلغ من الرفعة بنقام اطلع فیہ علی التکوین و ما یراد ویؤمر له من تقریر اللہ عزوجل (نسیم اریمن ۲۵ ص ۲۶۹) آپ ایسے بلند مرتبہ پر پہنچے تو آپ نے تکوین اور اللہ تعالیٰ

کے احکام اور اس کی مراد پر اطلاع پائی۔ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
ان الاقلام اثنا عشر قلمًا وانها متفاوتة في السراتب
فاعلاها واجلها قدراً اقلم التقدير السابق الذي
كتب الله به مقادير الخلاق (مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۱۷۷)
تحقیق یہ بارہ قلمیں ہیں اور وہ سب کی سب مراتب کے لحاظ سے متفاو
ہیں۔ پس ان میں سے بلند اور بزرگ شان والی قلم تقدیر ہے جس نے سب سے پہلے خلقت
کی تقدیر کو لکھا ہے۔ (مدارج ج ۱ ص ۱۶۷) پر لکھا ہے کہ وہ قلم تقدیر ہے جسکی اللہ
تعالیٰ نے قرآن مجید میں قسم اٹھائی ہے۔ اور فرمایا: **وَالْقَلَمُ وَ مَا
يَسْطُرُونَ** (پ ۲ ص ۳) **فَوْن** عروق مقطعات سے ہے اس کا معنی اللہ
تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ اسماء الہی نور اور ناصر کا ابتداء مراد ہے
اور بعض نے کہا کہ الرحمن اور مومن کا آخر مراد ہے۔ بعض نے اس کا معنی وہ مچھلی کیا
جس نے زمین کو اٹھایا ہوا ہے۔ بعض نے اس نے کا معنی دوات لیا ہے۔
جس سے لوح محفوظ پر لکھا جاتا ہے۔ پھر فرمایا مجھے قلم کی قسم ہے۔ اور ان فرشتوں
کی قسم ہے جو لکھنے والے ہیں اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں **وَتَالِ
الْقَاضِي وَ فِي عُلُوِّ مَنَازِلِهِ بَيْنَا صَلِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اِمْرَتَانِ
فَوْقَ مَنَازِلِ سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ
عَلَيْهِمَا اَجْمَعِينَ وَ بِلَوْغِهِ حَيْثُ بَلَغَ مِنْ مَلَكُوتِ السَّمَوَاتِ
دَلِيلٌ عَلَى عُلُوِّ دَرَجَتِهِ وَ اِبَانَةٌ لِّفَضْلِهِ** (نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۱۳)
قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ
کی بلندی اور تمام نبیوں کے دو صلوٰۃ و سلام ہوا ان سب پر۔ "منازل سے آپکی
بلندی کا بالا تر ہونا اور آپ کا ملکوت سموت تک پہنچنا اس بات کی دلیل
ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درجہ اعلیٰ تر اور آپ کی فضیلت
واضح اور روشن ہے۔

Click For More Books

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تنہا رہ گیا اور سواتے پر وردگار کے کوئی مونس و مددگار نہ تھا۔

تفسیر حسینی میں زیر آیت عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ کے ماتحت لکھا ہے کہ بحر الحقائق میں فرماتے ہیں کہ اس سے مَا كَانَ وَ مَا يَكُونُ کا علم مراد ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے جیسا کہ معراج شریف کی حدیثوں میں روایت ہے کہ عرش کے نیچے ایک قطرہ میرے حلق میں پٹکایا گیا۔ اس کے دفور فیضان سے مجھے مَا كَانَ اور مَا يَكُونُ کا علم ہو گیا۔

(ف) علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ زیر آیت اعلم غیب السموات والأرض واعلم ما تُبدون وما تُكفون تحریر فرمایا ہے کہ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ معلومات الہی لا مہیا ہیں اور سموات اور زمین کے غیوب اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں اور جو وہ چھپا اس میں سے ایک قطرہ ہے

تفسیر روح البیان میں ہے کہ ہمارے شیخ علامہ نے رسالہ رحمانیہ میں تحریر

ہے کہ اولیاء کا علم انبیاء کے علم سے وہ نسبت رکھتا ہے۔ جو ایک قطرہ کو سارا سمندروں سے ہوتی ہے۔ اور انبیاء کا علم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے یہی نسبت رکھتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے۔ وقع عصفور، علی حرف السفینۃ غمس منقارہ فی البحر فقال الخضر لموسیٰ ما علمک وعلی وعلم الخلاق فی علم اللہ تعالیٰ الامقدار ما غمس ہذا العصفور منقارہ حاصل یہ ہے کہ کشتی کے کنارہ پر ایک چڑیا بیٹھ گئی۔ اور اپنی چونچ دریا میں تر کر لی تو خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ کہ میرا اور تمہارا علم اور تمام مخلوق کا علم اللہ تعالیٰ کے علم سامنے ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ سمندر کے مقابلہ میں چڑیا کا چونچ تر کر لینا ہے۔ علماء کرام نے لکھا ہے کہ اگر تمام ادلین و آخرین سب کے علوم جمع کر لئے جائیں۔ تو ان کے مجموعہ کو علوم الہیہ سے اصلاً کوئی نسبت نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ وہ نسبت بھی نہیں ہو سکتی۔ جو ایک بوند کے بوند کے دس لاکھ حصوں میں سے ایک حصہ کو دس لاکھ سمندروں سے ہے۔ اس واسطے کہ بوند کا یہ حصہ بھی محدود ہے اور ذخائر بھی متناہی ہیں۔ اور متناہی کو متناہی سے ضرور کوئی نسبت ہوتی ہے اور کیا مثلاً

جہان کا مکشوف ہونا

مواہب لدنیہ میں طبرانی سے بروایت
ابن عمر مروی ہے کہ قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قد
رفع لی الدنیا قانا انظر الیہا والی ماہو کائن فیہا
الی یوم القیمة کائنما انظر الی کفی ہذا (مواہب لدنیج ص ۱۶)
حضرت ابن عمر نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ
نے میرے لئے زمین کو مکشوف فرمایا پس میں دنیا کی طرف اور جو اس میں قیامت
تک ہونے والا ہے سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی تحصیل
کو دیکھ رہا ہوں۔ علامہ زررقانی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ

Click For More Books

اللہ جل شانہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے دنیا کا جہان ظاہر فرمایا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا احاطہ فرمایا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ میں اس کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو مثل اپنی کھ دست کے مشابہہ فرما رہا ہوں اس طرف اشارہ ہے کہ حدیث شریف میں نظر کے معنی آنکھ سے دیکھنا مراد ہے نہ کہ کوئی مجازی معنی ہے (زرقانی ج ۱، صفحہ ۲۳) حتیٰ کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر فیضانِ اولیٰ تک جو کچھ دنیا میں ہونے والا ہے وہ سب کچھ حضور علیہ السلام کے سامنے مکشوف ہو گیا حتیٰ کہ ازل سے آخر تک تمام احوال آپ کو معلوم ہوتے۔ اور ان میں سے بعض احوال کی آپ نے اپنے صحابہ کرام کو اطلاع فرمائی۔ (مدارج النبوة ج ۱ ص ۱۰۰)

(ف) جس شخص نے بحالت اسلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات نہ کی صحیح یہ ہے کہ ان کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے خواہ ان میں سے کوئی شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں مسلمان ہو جیسے کہ بنی نضیر (یاد شاہ حبشہ کا) یا نہ لیکن اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے معراج کی رات تمام زمین مکشوف ہو گئی۔ اور آپ نے سب کو دیکھا پھر مناسب ہے کہ وہ شخص صحابی شمار کیا جائے جو کہ آپ کی حیات شریف میں اسلام لایا۔ اسلئے کہ اس شخص نے اگرچہ (لوگوں کی نظر میں) آپ سے ملاقات نہ کی لیکن چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب سے رویت حاصل ہو گئی ہے۔ چاہئے کہ اس شخص کو صحابہ میں شمار کیا جائے کیونکہ صحابی ہونے کے لئے رویت ایک طرف کافی ہے۔ حتیٰ کہ جو صحابہ کرام نابینا تھے وہ بھی صحابی ہیں۔ (نزهة النظر شرح نخبة الفكر ص ۸۵)

آدنِ مَیّٰ کا خطاب حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ حجاب کبریا کے جب نزدیک

پہنچا تو آواز آئی اے میرے حبیب گزر جائیے۔ اس آواز کے سنتے ہی میں نے خیال کیا تو حجاب کبریا سے پار ہو گیا تھا اس کے بعد میں خطاب سنتا تھا۔

اَدْنُ رَحْمَتِي میرے نزدیک آجائے،، جب ہی اس خطاب کے مخاطب ہوتا تھا ایک قدم اٹھاتا تھا۔ اور ہر قدم سے اتنا فاصلہ طے ہوتا تھا۔ جتنا کہ زمین سے وہاں تک طے کیا۔ اور ہزار بار اَدْنُ رَحْمَتِي کا خطاب سنا اور ہر خطاب پر قدم اٹھایا۔ اور زمین سے وہاں تک جتنی مقدار مسافت تھی ایک قدم سے ترقی کرتا تا آنکہ دُنی کے مرتبہ سے مشرف پایا۔ اس کے بعد فَتَدَلَّتْی پر ترقی پائی۔ اور وہاں سے فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ کے خلوت خانہ میں پہنچا اور اَوْحِيَ اِلٰی عَبْدِكَ مَا اَوْحٰی کے اسرار اور راز رُموز سے محرم راز ہوا (معارج النبوة ج ۳ ص ۱۵۳)

امام احمد رضا کس دل موہ انداز میں لکھتے ہیں۔ ہ
سراغِ این ومتی کہاں تھا۔ نشانِ کیف الی کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی سنا تھی، نہ سنگ منزل نہ مرحلے تھے
ادھر سے پیہم تقاضے آنا، ادھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال ہیبت کا ملا مانا تھا۔ جمال و رحمت ابھاتے تھے
بڑے تو لیکن جھکتے ڈرتے، جیسے جھکتے ادب سے لکھتے
جو قرب ان ی روس یہ تھے، تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے
یران کا بڑھنا تو نام کو تھا، حقیقتاً فعل تھا ادھر کا
تنزوں میں ترقی افزا آدنی تَدَلَّتْی کے سلسلے تھے

دُنی فَتَدَلَّتْی کا مقام | شیخ ابوالحسن نوری قدس سرہ
فرماتے ہیں کہ ان کے معانی تک

سمجھ کا پہنچنا دشوار ہے کیونکہ دُنی بعد اور دوری کے بعد آتا ہے۔ اس وقت وہاں بعد اور دوری کہاں تَدَلَّتْی مکان میں ہوتا ہے۔ وہاں مکان کی کیا گنجائش ہے۔ کَانَ ماضی پر دلالت کرتا ہے۔ اس مقام پر زمانہ خود کہاں ہے۔ قَاب سے مقدار اور اندازہ ہے۔ وہاں مقدار کا کیا اعتبار

ہے۔ قُوسَیْن میں مثال کی طرف اشارہ ہے۔ وہاں مثال ہی محذوہ ہے
اَوْ شَکْ پر دلالت کرتا ہے۔ حالانکہ یہاں شَکْ کرنے والا محذوہ ہے
اَدْنٰی لفظ دُتُو سے سے مبالغہ ہے۔ اور یہاں قریب ہونے والا کون سے
اور دُتُو جس کے قریب ہوتا ہے۔ کہاں؟ خلاصہ یہ کہ تمام عالموں کے علم
اس کی تفسیر کماحقہ سے عاجز ہیں اگر کوئی اسمیں لب کشائی کرے تو اس
قدر کہہ سکتا ہے۔ دَنِّی عِبْدًا فِتْدَلِی فِرْدَا دَنِّی مَکِثًا اَدْنٰی فِرْسِیَا فِتْدَلِی
عَرِشِیَا دَنِّی جَاهِدًا فِتْدَلِی مَشاہِدًا دَنِّی طَالِبًا فِتْدَلِی مَطْلُوبًا دَنِّی
اِفْتِقَارًا فِتْدَلِی اِفْتِضَارًا دَنِّی مَنَادِیَا فِتْدَلِی مَنَاجِیَا دَنِّی مَادِحًا فِتْدَلِی
مَسْدُوحًا دَنِّی مَالِکًا فِتْدَلِی مَشْکُورًا

جس کا ترجمہ یوں ہوگا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے قریب ہوئے۔
حالانکہ وہ عجب تھے اور بہت زیادہ قریب ہوئے دراصل حالیکہ آپ مرد تھے۔
قریب ہوئے تو مٹی تھے۔ زیادہ قریب ہوئے تو لکی تھے۔ قریب ہوئے تو فرشی تھے
زیادہ قریب ہوئے تو عرشی تھے۔ قریب ہوئے تو مجاہدہ کرنے والے تھے زیادہ
قریب ہوئے تو مشاہدہ کرنے والے تھے۔ قریب ہوئے تو طالب تھے زیادہ قریب
ہوئے تو مطلوب تھے۔ قریب ہوئے تو محتاج تھے زیادہ قریب ہوئے تو خدا کی
نعمتوں پر فخر کرنے والے تھے۔ قریب ہوئے تو ندا کرنے والے تھے زیادہ قریب
قریب ہوئے تو مناجات کرنے والے تھے۔ قریب ہوئے تو تعریف کرنے والے
تھے۔ زیادہ قریب ہوئے تو تعریف کے ہوتے تھے۔ قریب ہوئے تو شکر کرنے
والے تھے زیادہ قریب ہوئے تو شکر کے ہوتے ہو گئے۔ مگر یاد رہے یہ تمام
مراتب کا بیان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جملہ حالات کے مقابلہ میں اس طرح
ہے جیسا کہ لاکھوں ناپید اکابر سمندروں کے مقابلہ میں ایک قطرہ ہوتا ہے،
وَمَآرِجُ الْبَنُوۃِ جَ مَآرِجُ الْعِشَاقِ بعض بزرگوں نے یوں فرمایا ہے۔ کہ دَنِّی کے یہ معنی
ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عالم خلق کے تمام آثار و علامات کو اپنی ذات

Click For More Books

مقدس سے جدا کر دالا اور منزل فتدائی میں بنی نوع انسان کے ساتھ اشتراک کو دور کر دیا اور اجازت غیبی سے حجاب کبریاں کھینچے اور اُدُنِ مَیّی کا حکم ہوا بارگاہ الہی سے بار بار حکم ہوتا رہا اور آگے آؤ چنانچہ آپ مہوجب ارشاد ربانی اتنا قریب ہوتے کہ مدوٹ و قدوم میں کوئی مناسبت نہ رہی۔ (معارف القرآن ۳۴)

اُنھے جو قصر دنی کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے اسے تھے
وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے بنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے
گمان اسکان کے جھوٹے نقطہ تم اول و آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے پوچھو کہ ہر سے آئے کہ ہر گئے تھے

قَابِ قَوْسِیْنِ قَاب کے معنی مقدار کے ہیں اور قوسین کے معنی کمان کے ہیں۔ اس کی اصل

حقیقت تو اللہ اور اس کا رسول جانتا ہے۔ مولا معین الدین صاحب جو تھے لطیف
میں قمر از میں کہ عرب میں دستور تھا جب دو سردار آپس میں معاہدہ کرتے
تھے تو دونوں اپنی کمانوں کے زہ بدل کر ایک تیر پھینکا کرتے تھے جو اس بات
کی دلیل ہوتا تھا کہ دونوں کا آپس میں اس حد تک اتفاق ہے کہ جو تیر ایک کی
کمان سے نکلا ہے وہی دوسرے کی کمان سے قرار پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
کہ میرے حبیب! تیری کمان شفاعت کی ہو اور میری کمان شفاعت کی ہو تو
رحمت کی زہ شفاعت کی کمان سے باندھ اور میں شفاعت کی زہ رحمت کی کمان
سے باندھ لوں۔ تاکہ تیری اور میری محبت اس درجہ ظاہر ہو جائے۔ مَسْنُ طِیْعِ
الْاَسْوَلِ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهُ (پس جس نے رسول کی اطاعت
کی۔ اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ یاد رہے کہ جس طرح تفسیروں میں اس
کی ضمیروں کو حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف لایا کرتے ہیں اسی طرح ان ضمائر

Click For More Books

کو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا بھی درست ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے
وَدَنَا الْجَنَّةَ رَبُّ الْعَرْشِ فَتَدَلُّ حَتَّى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ
اور ادنیٰ = (بخاری شریف ج ۲ ص ۱۲۳ مسم شریف ج ۱ ص ۹۲) اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتے اور بہت قریب ہوئے۔ حتیٰ کہ دو کمان کی مقدار بلکہ
اس سے بھی زیادہ قریب ہو گئے۔ امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ وقد نقلت
التعربی عن ابن عباس انه قال دنا الله سبحانه وتعالى (فتح الباری
ج ۱۳ ص ۱۳۳) اور امام قرطبی سے منقول ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس سے
روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے نزدیک ہوا۔ بعض نے اس آیت
کا معنی یوں بیان فرمایا کہ دنیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ جل شانہ کے قریب ہوئے
فَتَدَلُّ بِرَبِّكَ بِاسْمِ ادبِ دِلِّ سَجْدَةٍ كَمَا فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ پھر آپ اتنا
قریب ہو گئے جتنا کہ دو بھوؤں کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے۔ اَوْ اَدْنٰی بَلْ
اس سے بھی زیادہ قریب ہو گئے۔ جتنا کہ آنکھ کی سفیدی کو سیاہی سے قرب حاصل
ہے۔ اتنا قرب حاصل ہو گیا اور تفسیر حسینی ص ۳۵۸ پر لکھا ہوا ہے کہ محققین نے
زردیک دنیٰ سے نفس مقدس کی طرف اشارہ ہے۔ اور تَدَلُّ ثَلَاثَ دَلَّ مَطْهَرٌ
طرف اور فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ سے روح طیب کی طرف اور اَدْنٰی سے
سر مبارک کی طرف اشارہ ہے یعنی آپ کا نفس مقدس خدمت کے مقام میں تھا
اور دل مطہر محبت کے مقام میں اور روح شریف قربت کے مقام میں اور سر مبارک
مشاہدہ کے مقام میں۔ قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ اس آیت شریف کی تفسیر میں
کہا گیا ہے۔ جزیں نیست کہ یہ مضمون اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کے مابین تقسیم ہوتا ہے پس دنیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قریب ہوئے
فَتَدَلُّ اللہ تعالیٰ ان سے زیادہ قریب ہوئے۔ ”چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی شان
میں جہت کا ہونا محال ہے۔ اور قرب جہت پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے
اس میں یوں تاویل کرنی لازمی ہے۔“ پھر حضور علیہ السلام کے قریب ہونے سے

Click For More Books

آپ کی عظمت و قدر و منزلت کی طرف اشارہ ہے کہ آپ وہاں پہنچے جہاں کوئی نہ پہنچ سکا اور اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہونے سے یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت کو ظاہر فرمایا۔ اور قَابِ قَوْسَيْنِ نہایت قریب ہے۔ اور حقیقت پر مطلع ہونے سے کنا یہ ہے۔ اور یہاں وہ تاویل کرنی چاہیے جو اس حدیث قدسی میں ہے۔ من تقرب الی شبرا تقربت منہ ذراعاً وَمَنْ آتَانِی بِشَیْءٍ اتیتہ ہر ولہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میری طرف ایک بالشت نزدیک ہو جاتا ہے میں اس سے ایک گز نزدیک ہو جاتا ہوں اور جو مجھ سے پاس چل کر آتا ہے میں اس کے پاس دو گز کر آتا ہوں۔

اَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی (اپنے مقرب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وہ وحی کی جو وحی کی علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں بلا واسطہ)

فیما بیننا و بینہ سرا الی قلبہ (روح البیان ج ۲ ص ۱) اللہ تبارک نے اپنے مقرب حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلا واسطہ وحی فرمائی جو پوشیدہ طور پر ان کے قلب اظہر پر واقع ہوئی اور اس وحی کو اللہ تعالیٰ نے لفظ مَا سے بیان فرمایا۔ جو ابہام پر دلالت کرتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ اس وحی کی حقیقت کو یوں ظاہر فرماتا ہے کہ وہ ایسی عظیم الشان وحی تھی جو تفصیل سے بے نیاز ہے۔ حضرت حافظ جمال اللہ صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے جب حضور فداہ ابی دامی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو انواع اقسام کے علوم تعلیم کئے اور فرمایا کہ پوشیدہ رکھنا جب آپ معراج سے تشریف لائے تو ایک دن کسی دیوانے کو دیکھا کہ وہی علوم باتوں میں کہتا پھرتا ہے۔ آپ نے جناب باری میں عرض کی کہ یہ کیا بات ہے مجھے تو چھپانے کی وصیت ہوئی اور یہ دیوانہ ظاہر کرتا پھرتا ہے۔ پھر یوں وحی ہوئی کہ یہ ہمارے اسرار ہیں آپ سے نہ پوچھئے اگر آپ بتلائے تو فتنہ و فساد کا ڈر تھا۔ اس دیوانہ کی باتوں کا کون اعتبار کرے گا۔ (گلزار جہالیہ ص ۳)

Click For More Books

(۲) عرش سے تختِ الرّمی تک اللہ تعالیٰ کی غیبی مخلوق ہے اس تمام مخلوق کی عقلوں سے اللہ تعالیٰ نے اس پوشیدہ وحی کے بھید کو مّا اَوْحٰی فرما کر مبہم کر دیا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جو وحی کی اس گھسی نے ذُنا جہکی وجہ یہ ہے کہ محب اور محبوب کے درمیان جو راز ہوتا ہے اس پر ان دونوں کے سوا کوئی اور مطلع نہیں ہو سکتا، وَاظُنْ اَنْ لَّوْ بَدِیْن کَلِمَةً مِنْ تِلْکَ الْاَسْرَارِ لَجَمِیْعَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ لِمَا تَوَاجِعَا لِثَقُلْ ذٰلِکَ الْوَارِدُ الَّذِیْ وَرَدَ مِنْ الْحَقِّ عَلٰی قَلْبِ عَبْدٍ اَحْتَمَلَ ذٰلِکَ الْمُصْطَفٰی صَلٰی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقُوَّةِ الرَّبَّانِیَّةِ مُلْکُوْتِیَّةٍ لَا هُوْتِیَّةِ الْبَسِ اللّٰهُ اَیَّاهُ اور میرا گمان یہ ہے اگر تمام اولین و آخرین کے ان اسرار سے کوئی ایک کلمہ تک بیان کیا جائے تو وہ تمام مرجائیں گے اور اس بھید کا بوجھ نہ اٹھا سکیں گے۔ کیونکہ یہ بھید جو حق تعالیٰ سے اس کے خاص بندے کی قلب مبارک پر وارد ہوا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تھا کہ آپ اس کے متحمل ہوئے اور یہ بوجھ ربّانی ملکوتی اور لاہوتی قوت کے ہے جو آپ کو عطا کی گئی۔ ورنہ تو ان کے اسرار سے ایک ذرہ کا تحمل بھی نہ فرما سکتے۔ کیونکہ اس وحی مخصوص کی شان یہ ہے کہ وہ خبریں عجیب ہیں اور اولین کے راز ہیں اگر ان میں سے ایک کلمہ ظاہر ہو جاتے۔ تو احکام معطل ہو جاتیں روح اور جسم فنا ہو جاتیں۔ تمام رسوم (نشآت) مندرس ہو جاتیں (مٹ جاتیں) تمام عقل، فہم اور علم مضمحل (نیست و نابود) ہو جاتیں (عرائس البیان ج ۲ ص ۲۸۷)

(۳) اِنْ رَّبِّیْ اسْتَشَارَنِیْ فِیْ اَمْرٍ مَاذَا افْعَلْ لَّہُمْ فَقُلْتُ وَعِبَادُکَ فَاَسْتَشَارَنِیْ فِیْ الثَّانِیَةِ فَقُلْتُ لَہْ کَذٰلِکَ فَاَسْتَشَارَنِیْ الثَّلَاثَةَ فَقُلْتُ لَہْ کَذٰلِکَ فَقَالَ تَعَالٰی اِنِّیْ لَنْ اَحْزِیْکَ فِیْ اَمْرٍ یَا اِہْلَ الْبَیْتِ اِنِّیْ اَقْلُ مِنْ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَعِیْ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا لَیْسَ عَلَیْہُمْ حِسَابٌ ثُمَّ ارْسَلَ اِلَیَّ اَدْعٰ

Click For More Books

تجب و سل تعط فقلت لرسولہ او معطی ربی سوالی قال ما
ارسل الیک الا لبعطیک (کنز العمال ج ۲ ص ۱۱۱) خصائص کبری ج ۲ ص ۱۱۱
مسند امام احمد ۵ ص ۳۹۳) بے شک میرے رب کریم نے میری امت کے بارہ میں مجھ سے
مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں؟ میں نے عرض کیا اے میرے رب
جو کچھ تو چاہے وہی کرو وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے
دوبارہ مجھ سے مشورہ لیا میں نے وہی جواب دیا۔ تیسری مرتبہ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ
سے مشورہ طلب فرمایا میں نے وہی عرض کیا۔ پھر میرے رب کریم نے مجھ سے
ارشاد فرمایا کہ اے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک میں تیری امت کے معاملہ
میں تجھے ہرگز رسوا نہ کروں گا اور مجھے بشارت دی کہ میرے ستر ہزار امتی سب
جنتیوں سے پہلے میری ہمراہی میں جنت میں داخل ہوں گے ان میں سے ہر ہزار
کے ساتھ ستر ہزار اور ہوں گے جن سے حساب نہ لیا جائیگا پھر میرے رب
نے اس واقعہ کے بعد کسی دوسرے وقت میں (میری طرف قاصد بھیجا۔ کہ
اے حبیب! تو دعا کرتیری دعا قبول کی جائے گی اور مانگ تجھے دیا جائے گا
پھر میں نے اپنے رب کریم کے قاصد سے کہا۔ کیا میرا رب میری مانگی ہوئی چیز
مجھے دے دیگا۔ تو اس قاصد (فرشتہ) نے عرض کیا کہ حضور اسی لئے تو رب تعالیٰ
نے قاصد بھیجا ہے۔ کہ آپ جو کچھ اس سے مانگیں آپ کو عطا فرمائے۔

(۴) علامہ حسین بن علی بن اقرسیا اپنی کتاب اخبار القرآن میں لکھتے ہیں اللہ
تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے (حضرت) آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے بنایا۔ اور
فرشتوں سے اس کا سجدہ کرایا۔ پس اگر تو نہ ہوتا تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا۔ اور
نہ دنیا کو اور میں نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) سے کلام کیا جب کہ وہ زمین
پر تھے۔ اور فراش پر میرا خطاب ہوتا ہے۔ اور میں نے (حضرت) ادریس
(علیہ السلام) کو بلند جگہ پر اٹھایا۔ اور تجھے قاب قوسین اودانی کا درجہ دیا۔
اور میں نے (حضرت) داؤد (علیہ السلام) کو زبور عطا فرمائی۔ پس تحقیق تجھے

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قرآن عظیم عطا فرمایا۔ اور اس میں دو سورتیں ہیں کہ ہر ایک ان میں سے دنیا اور آخرت میں سے اچھی ہے۔ کوئی شخص دن رات ان دونوں سورتوں کو وظیفہ نہیں بناتے گا مگر میں اس کے لئے دنیا میں حصہ بخشش کا (اور آخرت میں بہشت کا) دخول جزا دو لگا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے کہا اے میرے سید! اے میرے مولا۔ وہ کونسی سورتیں ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وہ دو سورتیں سورت بقرہ اور سورت آل عمران ہیں۔ پھر فرمایا اے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جان لے کہ جو شخص آپ کی امت سے رمضان کا مہینہ پاتے پھر دن کو روزے رکھے اور رات کو نوافل پڑھے تو ہیں اس کو پہلی تہائی ماہ رمضان میں اپنی خوشنودی عطا کروں گا۔ اور دوسری تہائی ماہ رمضان میں اپنی بخشش عطا کروں گا اور تیسری تہائی میں دوزخ سے نجات دوں گا۔ اور میں نے (حضرت سلیمان علیہ السلام) کے لئے ہوا اور پرندوں کو مسخر کر دیا۔ پس تیرے لئے زمین کو مسجد اور پاک کرنے والی بنایا۔ اور تیرے لئے بادشاہوں کی گردنوں کو جھکایا اور میں نے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) میں روح پھونکی پس تیرا نام اپنے نام سے مشتق کیا حتیٰ کہ میں محمود ہوں اور تیرا نام محمد ہے اور میں کسی مومن کی اذان نہیں قبول کرتا اور نہ کسی دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں سخی کہ وہ اس بات کی گواہی دے کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے عرض کی اے میرے رب! یہ سب کچھ میرے لئے ہے میری امت کے لئے کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیری امت سے ستر ہزار ایسے شخصوں کو بخش دوں گا جن کے لئے عذاب واجب ہو چکا ہے۔ اور وہ دوزخ کے مستحق ہو چکے ہیں۔ پھر میں نے عرض کی اے میرے رب! کچھ زیادہ فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیری امت سے اگر کوئی شخص موت سے ایک سال پہلے توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول کر لوں گا۔ پھر میں نے عرض کی کچھ اور زیادہ

فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب ان میں سے کوئی شخص موت سے ایک مہینہ پہلے توبہ کریگا اس کی توبہ قبول کر لوں گا پھر میں نے کہا اے میرے رب کچھ اور زیادہ فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب ان میں سے ایک جمعہ پہلے توبہ کریگا تو اس کی توبہ قبول کر دوں گا میں نے کہا کچھ زیادہ فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب ان میں سے کوئی شخص موت سے ایک ساعت پہلے توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول کر لوں گا۔ میں نے کہا کچھ زیادہ فرمائیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب ان میں سے کوئی شخص غرغہ کے وقت توبہ کر لے تو میں اس کی توبہ قبول کر لوں گا میں نے کہا کچھ اور زیادہ فرمائیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے، جب تک جسم میں روح باقی ہے۔ میں نے کہا کچھ زیادہ فرمائیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تیری امت کے ہر جمعہ کو ایک لاکھ شخص دوزخ سے آزاد کئے ہیں میں نے کہا کچھ اور زیادہ فرمائیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ جب رمضان کا مہینہ ہو اس مہینہ کی ہر رات میں ایک لاکھ آدمی دوزخ سے آزاد کر دیئے ہیں میں نے کہا کچھ اور زیادہ فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب رمضان شریف کی آخری رات ہوگی اس رات میں اس قدر لوگوں کو دوزخ سے آزاد کر دوں گا جتنے کواقل سے آخر تک سب رمضان میں آزاد کئے ہیں میں نے کہا کچھ اور زیادہ فرمائیے پھر اللہ تعالیٰ نے تین چلو بھرے اور فرمایا لے لو اور لے لو اور لے لو میں نے کہا اس کی کیا تفسیر ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پہلا میرا کرم ہے۔ دوسرا میرا عفو ہے۔ تیسری میری رحمت ہے۔ پھر میں نے کہا میرے رب کچھ اور شکر ہے۔

(ف) اب وہ مسائل بیان کئے جاتے ہیں جن کو تائید یا تنقید روایت مذکورہ سے کسی قسم کا تعلق ہے۔

(الف) دو امت کا مصداق سوادِ اعظم ہے، مسلمانوں میں جو بڑی جماعت ہے۔ وہ اہل حق ہیں۔ حتیٰ کہ سید زینی دحلان مفتی مکرمہ ایک رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ ”باقی یہ لوگ مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ تاکہ اپنے

Click For More Books

اغراض کو پہنچ جائیں۔ اور یہ اس کو موحّد کہتے ہیں۔ جو ان کی باتوں کا اتباع کرے۔
اس لئے محمد بن عبد الوہاب کسی نے کہا۔ ارکان اسلام کتنے ہیں۔ اس نے کہا۔
پانچ تو سلیمان بن وہاب نے کہا (جو اس کا بھائی تھا) اہل علم میں سے تھے اس کے ہر قول
پر انکار کرتے تھے۔ کہ تو نے چھ (ارکان) کر دیتے۔ کیونکہ تیرے کہنے کے مطابق جو تیری
اتباع نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔ یہ تیرے نزدیک چھٹا رکن ہے۔ ایک دن ایک شخص نے کہا
کہ رمضان شریف کی ہر رات کو اللہ تعالیٰ کس قدر بندے آزاد کرتا ہے کہا ایک لاکھ
اور آخر رات میں اتنے آزاد کرتا ہے جتنے کہ تمام مہینہ میں کئے اس شخص نے کہا تیرے متبعین
تو اس کا عشر عشر نہیں سو میں سے ایک حصہ بھی نہیں تو وہ کوئے مسلمان ہیں جن کو
اللہ تعالیٰ آزاد کرتا ہے پس وہ بہوت اور خیران رہ گیا۔ (الدر السنیۃ فی فضیلتی عن ابن عباسؓ)
(ب) عزرہ کی حالت میں توبہ قبول نہیں ہوتی۔

یاد رکھئے قرآن مجید کی صریح نص سے ثابت ہے کہ عزرہ کی حالت میں توبہ قبول نہیں ہوتی
جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔ إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ
السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ
اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ط (پ ۲۶) جزیں نیرت
کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی توبہ قبول کرتے ہیں جو لوگ بے غمی کی وجہ گناہ کرتے ہیں
اور پھر موت آنے سے پہلے توبہ کر لیتے ہیں ان لوگوں کی توبہ کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔
اور اللہ تعالیٰ تابان کی توبہ کو جاننے والے ہیں۔ اور اس کی نجات کا حکم دینے والے ہیں
حدیث شریف میں ہے۔ ان الله يقبل التوبة عن عبد مالم يغفر
بے شک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ کو اس وقت تک قبول فرماتے ہیں جب تک وہ
عزرہ کی حالت میں نہیں جاتا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۶۳)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب

رب العزت سے کلام کا شرف حاصل

النَّجَاتِ كَلَامًا طَافَ

ہوا۔ تو آپ نے ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ادا کی النَّجَاتِ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ

وَالْحَبَّاتُ (تمام عبادات قوی اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور تمام عبادات بدنی اور
تمام عبادات مالی بھی اسی اللہ کے لئے ہیں) پھر حق تعالیٰ کی طرف سے یوں سلام ارشاد ہوا
السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
راے پیارے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو اور اس کی برکتیں
نازل ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سوال کا جواب بارگاہِ الہی میں یوں پیش کیا
السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ (اے خداوند!)
آپ کا سلام ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر نازل ہو) پھر ایک فرشتہ نے
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عظیم الشان مرتبہ کو دیکھ کر یہ کہا۔ أَشْهَدُ أَنْ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
(میں گواہی دیتا ہوں عبادت کے لائق ایک ہی خدا ہے۔ اور گواہی دیتا ہوں بیشک
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مقدس بندے اور اس کے رسول ہیں) (نہایت شرح ہدایہ
ج ۱ ص ۱۷۶ کبیری شرح منہ ض ۳۲)

(۱) (وَلِيقْضَ بِالْفَاظِ التَّشْهَدُ مَعَانِيَهَا مَرَادُهُ لَهُ عَلَى وَجْهِ
الْإِنْشَاءِ كَأَنَّهُ يَحْيَى اللَّهُ تَعَالَى وَسَلَامٌ عَلَى نَبِيِّهِ وَعَلَى
نَفْسِهِ وَأَوْلِيَائِهِ لَا لَاخْبَارَ عَنْ ذَلِكَ)
ای لا یقصد الاخبار والحکایة عما وقع فی المعراج
منه صلی اللہ علیہ وسلم ومن مرایہ سبحانہ ومن
السلامۃ علیہم السلام (شامی ج ۱ ص ۱۷۶) دو قوسوں کے مابین
در مختار ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ تشہد کے الفاظ سے اس کے ان معانی کا قصد
جو کہ حمد انشائیہ کی صورت میں ارادہ کئے جاتے ہیں گویا کہ نمازی اب اللہ کے دربار میں
تحفہ پیش کر رہا ہے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھ رہا ہے۔ اور نمازی اپنے
وجود پر اور اپنے دوستوں پر سلام بھیج رہا ہے۔ اور اے جملہ خبریہ بنا کر نہ پڑھے اس کے
بعد اسکی شرح میں لکھا ہے یعنی جملہ خبریہ کا قصد نہ کرے۔ اور معراج میں حضور علیہ الصلوٰۃ

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

والسلام کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور فرشتوں کی طرف سے جو تحفہ اور سلام اور گواہی کا واقعہ ہے۔ (نمازی کو چاہئے کہ) اس سے حکایت کا قصد نہ کرے۔
فیقصد المصلی انشاءً لفظاً مراداً له قاصداً معاً
الموضوعة له من عند (مرآۃ الفلاح ص ۵)
قولہ الموضوعة بالجہ صفة الفاظ ای الموضوعة
هذه الفاظ لهذه المعنی (طحاوی ص ۱) ان الفاظ سے نمازی
انشاء کا قصد کرے۔ اور مراد لے اور اپنی طرف سے اس کا معنی موضوع لے، مراد رکھے
یعنی جس معنی کے لئے یہ الفاظ وضع کئے گئے وہ معانی محفوظ رکھئے۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نصب العین مومنوں دقراً لعین عابدان است و
وذر جمعاً احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و آخر آنکہ وجود نورانیت و انکشاف در محل
بیش تر و اقوی تر است و بعضی عرفا گفته اند کہ ایں خطاب بجمہ سرائیں حقیقت محمدیہ است
در سائر موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ذات مصیباں موجود حاضر است
پس مصلی را باید کہ ازین معنی آگاہ باشد و ازین شہود غافل نہ بود تا بنوا قرب و اسرار معرفت
متنور و فائز گردد (اشعة اللمعات ج ۱ ص ۱) حضرت شاہ عبدالحق صاحب مشہد دہلوی
شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ (تشہد میں جہد انشا یہ کس طرح بنتا ہے) آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ہمیشہ ایمانداروں کیسے نصب العین ہیں اور عبادت کرنے والوں کے لئے
آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں اور یہ تمام حالات اور تمام اوقات میں عموماً ہے۔ اور عبادات
کے درمیان اور اس کے آخر میں خصوصاً ہے۔ کیونکہ اس موقع پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی نورانیت کا وجود اور انکشاف بہت زیادہ اور قوی تر ہے۔ اور بعض عارفوں کا قول ہے
کہ یہ خطاب حقیقت محمدیہ کو ہے جس نے تمام موجودات اور افراد کائنات میں سربان کیا
ہو ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں۔ پس
نمازی کو چاہئے کہ اس معنی سے آگاہ رہے۔ اور اس مشاہدہ سے غافل نہ رہے تاکہ
معرفت کے نور اور قرب اور سرور سے نور حاصل کرنے والا اور فیض پانے والا ہو جائے۔

(۴) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

واحضرنی فی قلبک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وشخصۃ
الکریم وقل السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
(اجیار العلوم ج ۱ ص ۱۵۵) نماز پڑھتے وقت اپنے دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور
آپ کی شخصیت کریمہ کو حاضر کرو۔ اور کہو اے نبی آپ پر سلام نازل ہو اور اللہ تعالیٰ
کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔

(۵) امام ابن حجر عسقلانی اور حافظ بدر الدین عینی ارقام پذیر ہیں۔

ویحتمل ان یقال علی طریق اهل العرفان ان المصلین
لما استفتحوا باب الملکوت بالتحیات اذن لهم بالدخول
فی حرم الحی الذی لا یموت فقترت اعیینهم بالمناجات
فنبهوا علی ذلک بواسطۃ نبی الرحمة وبرکۃ متابعتہ
التفتوا فاذا الحبيب فی حرم الحبيب فاقبلوا قائلین السلام
علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (فتح الباری ج ۲ - عمدۃ القاری ج ۲)
اور یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے۔ جو عارفوں کے طریقہ پر مبنی ہے کہ نمازیوں نے جب
التحیات پڑھ کر عام ملکوت کا دروازہ کھولنے کو کہا۔ تو ان کو اجازت مل گئی۔ کہ وہ
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں۔ پس جب نمازیوں کی آنکھیں مناجات سے ٹھنڈی
ہو گئیں تو انہیں انتباہ ہوا کہ یہ سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت اور ان کی اتباع
کی برکت سے حاصل ہوا ہے۔ تب انہوں نے انتہات کی توجیب کو حبیب کی بارگاہ میں
پایا۔ پھر وہ انکی طرف توجہ کر کے کہنے لگے۔

السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۶) حضرت شیخ اکبر محمدی الدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

انما لم یعط المصلی السلام الذی سلم بہ علی
نفسہ بالواو علی السلام الذی سلم بہ علی نبیہ لانه

Click For More Books

لو عطفہ علیہ سلم علی نفسه من جهة الذبوة وهو باب
قد سده الله تعالى كما سد باب الرسالة عن كل
مخلوق بمحمد صلى الله عليه وسلم الى يوم القيمة و تعین
برہذا لانه لا مناسبة بیننا وبين رسول الله صلى الله
عليه وسلم فانه في المرتبة الذي لا ينبغي لنا فابتدعنا
بالسلام علينا في طور من غير عطف (فتومات یکرج ۲ ص ۳۸)
نمازی نے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ کے حمد پر اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا کے حمد کو واو کے ساتھ
عطف نہیں کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر عطف کرتا چونکہ معطوف اور معطوف علیہ
میں ایک ہی حیثیت مد نظر ہوتی تو گویا کہ نمازی اپنے وجود پر بھی نبوت کی حیثیت سے
سلام بھیج رہا ہے حالانکہ نبوت کا دروازہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے اس طرح بند کر دیا جس طرح رسالت کا دروازہ
بند کر دیا۔ اس لئے یہ بات متعین ہو گئی کہ ہمارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
درمیان کوئی مناسبت نہیں ہے کیونکہ آپ کا ایسا بڑا مرتبہ ہے جو ہمارے لئے کسی طرح
زیبا نہیں۔ اس لئے ہم نے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا کو اپنے طور پر بدوں عطف کے
ابتداء کر دیا۔

(۷) علامہ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں۔

وما قيل ان ردة صلى الله عليه وسلم تختص بسلام
زائر، مردود لغوم الحديث فدعوى التخصيص تحتاج
لدليل ویرده ایضاً الخبر الصحيح وما من احد يبرق
اخيہ المؤمن كان يعرفه في الدنيا فيسلم عليه الا عرفه
ورده عليه السلام فلو اختلف ردة عليه وسلم بزائري
لم يكن له خصوصية بما علمت ان غيره يشاركه في
ذلك قال ابو اليمن ابن عساكر واذا جاز ردة صلى الله

Click For More Books

عليه وسلم على من يسلم عليه من الزائرین بقبره جاز
ساده على من يسلم عليه من جميع الافاق من امته
على بعد مسافة (نسيم الرياض ج ۳ ص ۵۵)

اور یہ کہنامہ درود ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف اس شخص کو سلام کا جواب
عنایت فرماتے ہیں جو وہاں زیارت کرنے والا نزدیک کھڑے ہو کر سلام عرض
کرتا ہے۔ اس قول کے غلط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں عموم ہے جو بھی
مجھے سلام کہے میں اس کو سلام کا جواب دیتا ہوں تخصیص کے قائل کو دلیل کی حاجت
ہے۔ (کہ عموم کو خصوص پر کیوں محمول کیا) اور اس تخصیص کو ایک حدیث بھی رد کرتی ہے
وہ حدیث یوں ہے کہ جب کوئی شخص اپنے مومن بھائی کی قبر سے گزرتا ہے کہ اسکو
دنیا میں پہچانتا تھا۔ اور پھر اس کو سلام کہتا ہے تو وہ مومن اس کو پہچانتا ہے اور
اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس طرح خاص
طور پر صرف زائر کو سلام کا جواب مرحمت فرمادیں تو اس میں آپ کی کوئی خصوصیت
نہیں ہے۔ اس میں تو ہر ایمان والا شریک ہے۔ امام ابوالمہین جو ابن عساکر کے نام
سے محدث مشہور ہیں فرماتے ہیں کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زائرین کے سلام کا
جواب دے سکتے ہیں۔ (تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ آپ ہر اس شخص کو بھی سلام کا جواب
ارشاد فرماتے ہیں جو آپ کی امت سے جہان کے کسی گوشہ میں ہو یا باوجودیکہ وہ
(سلام کہنے والا) بہت مسافت سے دور کیوں نہ ہو) مگر آپ اس کو سلام کے
جواب کا شرف بخشتے ہیں)

(۸) علامہ نبیانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں

ويؤتاه سماح النبي صلى الله عليه وسلم سلام
من يسلم عليه من بعيد وقريب مشروعيته السلام
عليه صلى الله عليه وسلم في التشهد في الصلوة بصيغة
الخطاب اذ يقول المصلي السلام عليك ايها النبي ورحمة

Click For More Books

اللہ وبرکاتہ فلولہم یکن صلی اللہ علیہ وسلم حیا یرحم
سلام جمیع المسلمین ایما کالوا باسماۃ اللہ له ذلک
لما کان لهذا الخطاب معنی بل کان صدوراً من المصلین
أشبهه بکلام المجانین منه بکلام العقلاء فانک اذا سمعت
متکلماً مخاطب انساناً میتاً من عصفور کثیرة اوحیا لکنه
فی بلاد بعیدة تظن ان ذلک المتکلم قد اختلط عقله حتی
خاطب من ذکر مخاطب الحاضر معه فاذن لمر تشرح
لنا مخاطبة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلوة بهذا
الخطاب الا وهو یرحمها فی حیاته وبعد مماته صلی اللہ
علیه وسلم حتی ان بعض الاولیاء سمعوا علی سبیل
الکرامۃ مرده السلام علیهم عند قولهم السلام علیک
ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ ولا استحالة فی ذلک (شواہد حق) ^{حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دور یا نزدیک کوئی شخص سلام کہے تو آپ اس کا سلام}
سنتے ہیں۔ اس سند کی تائید کے لئے وہ سلام دلیل ہے۔ جو نماز کے اندر شہد ہیں نمازی
خطاب کے صیغے کہتے ہیں۔ ^{حضرت} سَلَامٌ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
وَبَرَکَاتُہُ پس اگر آپ اس عاجز زندہ نہیں کہ تمام مسلمانوں کا سلام اللہ تعالیٰ
کے سننے سے سن سکیں خواہ وہ سماں جہاں بھی ہوں تو پھر اس خطاب کا کوئی معنی
اور فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ عقلمندوں کی کلام میں اس طرح نمازیوں کا سلام پڑھنا پاگلوں
کی باتوں کے مشابہ ہوگا۔ اس کی مثال یوں ہے کہ اگر آپ کسی شخص سے نہیں کہ وہ بہت
دراز سے ایک مردہ شخص سے باتیں کرتا ہے یا ایک زندہ شخص سے باتیں کرتا ہے لیکن
وہ زندہ بہت دور کے شہروں میں کسی جگہ رہتا ہے۔ تو آپ کو یقین ہو جائے گا
کہ ایسی باتیں کرنے والے کا عقل مضبوط ہے کیونکہ یہ مردہ شخص اور دراز رہنے
والے شخص سے اس طرح خطاب کر کے باتیں کر رہا ہے جس طرح کے اس کے ساتھ

Click For More Books

موجود نہ ہو۔ پس اس مثال کو مد نظر رکھتے ہوئے نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ خطاب جائز ہو گا۔ مگر اس سے باز کی ایک صورت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنات میں اور۔۔۔ ذات لے بھی ہمارا سلام سنتے ہیں حتیٰ کہ بعض اولیاء کرام نے کرمات کے طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سلام کا جواب سنا ہے جبکہ انہوں نے السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ کہا۔ اور اس میں کوئی محال لازم نہیں آتا۔

عن عبد الرحمن بن عائش قال
قال رسول الله صلى الله عليه

حَدِيثُ وَضْعِ الْكَفِّ

وسلم رُئيت ربي في أحسن صورته قال فيما يختصم
الملاء الأعلى قلت أنت تعلم قال فوضع كفه بين كتفي
فوجدت بردها بين شديي فعلمت ما في السموات والأرض
وتلا ذلك نثرى إبراهيم ملكوت السموات والأرض
ويكون من الموقنين (مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۶۹)

عبد الرحمن بن عائش سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے اپنے رب تعالیٰ کو اچھی صورت میں دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ فرشتے کس بات میں بحث کرتے ہیں میں نے عرض کیا کہ تو ہی خوب جانتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پھر میرے رب تعالیٰ نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان میں رکھا میں نے اس کے حوالے فیض کی سردی اپنی دونوں پستانوں کے درمیان محسوس کی پس جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے میں نے جان لیا۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے مناسب حال آیت تلاوت فرمائی۔ وَكَذَلِكَ إِلَىٰ الْآخِرِ ۖ لَئِن لَّمْ يَهِتْ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ لَافْتَالٌ مِنَّ الْقُلُوبِ ۚ وَكَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (سورہ ابراہیم: ۱۸) یعنی اس طرح آسمان اور زمینوں کے ملک ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو دکھائے ہیں تاکہ وہ یقین والوں میں سے ہو جائیں یاد رہے کہ وضع کف رحمت کا ہاتھ رکھنا، مزید فضل اور غائیہ تخصیص پرالات

Click For More Books

کرتا ہے۔ اور سردی کا پانا وصول اثر فیض اور حصول علم سے کنایہ ہے۔

(ف) اب یہاں اس مذکورہ حدیث شریف کی شرح تحریر کی جاتی ہے۔
مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۶۳ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں
جس کا حاصل یہ ہے کہ اس فیض کے حاصل ہونے کے سبب سے میں نے وہ سب کچھ
جان لیا جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی۔ ان
چیزوں میں سے جو آسمان اور زمین میں ہیں ملائکہ اور شیخار وغیرہا سے اور یہ عبارت
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وسعت علمی پر دلالت کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر
مفتوح فرمایا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ مَا فِي السَّمَوَاتِ اَسْفَلَ بَلَدَانِ
بھی اوپر کی تمام کائنات کا علم مراد ہے جیسا کہ معراج کے قصہ سے معلوم ہوتا ہے۔
اور اَرْضُ بمعنی جنس ہے یعنی وہ تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں میں بلکہ جو ان سے
بھی نیچے ہیں۔ سب کا علم ہو گیا جس طرح کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
بیل اوٹھیلی کی خبر دی ہے جو زمین کے نیچے ہیں۔ اس مطلب کو فائدہ دیتا ہے جو
ہم نے بیان کیا ہے۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے استشہاد کے طور پر
آیت تلاوت فرمائی جس کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمینوں کے ملک دکھائے اور اس کو ان کیلئے
مکشوف فرمایا۔ اس طرح حضور علیہ السلام پر وہ حالات مکشوف فرمائے اور غیوب کے
دروازے کھول دیئے۔

(۲) شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی راشعۃ اللغات ج ۱ ص ۲۶۲

پر لکھتے ہیں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ

فَعَلِمْتُ كُلَّ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

پس میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔

یہ عبارت تمام علوم بروجی اور کلی کے حاصل ہونے اور ان کے احاطہ کرنے پر
دلالت کرتی ہے۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حال کے مناسبت آیت

بطور استشہاد تلاوت فرمائی وکذا لک انہ یعنی اور اسی طرح ہم نے حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو تمام آسمانوں اور زمینوں کا ملک عظیم دکھلایا تاکہ وہ ذات صفات
و توحید کے ساتھ یقین آسمان اور زمین کے ملکوت دیکھنے کے بعد حاصل ہوا جیسا کہ
دلیل حاصل کرنے والوں اور سوکھنے والوں اور محبت رکھنے والوں کی
حالت ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وصول الی اللہ اور یقین پہلے حاصل ہوا۔
اس کے بعد عالم اور اس کے حقائق کو جان لیا جیسا کہ اس کے مجذوبوں اور محبوبوں
اور مظلوموں کی شان ہے۔ اس واسطے حدیث شریف میں ہے۔ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا
إِلَّا وَرَأَيْتُ اللَّهَ قَبْلَهُ۔ میرا نے کسی چیز کو نہ دیکھا مگر اس چیز کو دیکھنے سے پہلے
میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔

(۲) (منقول از الکلمۃ العلیا ص ۱۳) علامہ طیبی اس کی شرح میں لکھتے ہیں جس کا ترجمہ
یہ ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان و زمین کے ملک دکھلائے گئے
اسی طرح ہی مجھ پر (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر) غیبوں کے دروازے کھول دئے گئے
یہاں تک کہ میں نے جان لیا جو کچھ ان میں (زمین و آسمان میں) ہے۔ ذات اور صفات
ظواہر اور باطن سے جو کچھ غائب ہے۔

دیدار باری تعالیٰ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ
فرماتے ہیں کیا تم بات پر تعجب کرتے ہو کہ
خلعت حضرت ابراہیم علیہ السلام کیسے
ہو اور کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
لئے اور دیدار حضرت محمد مصطفیٰ احمد
مجتبے صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہو

(۱) عن ابن عباس قال
أتعجبون ان تكون بخلۃ
لأبراهيم والكلام
لموسى والرحمة لمحمد
صلى الله عليه وسلم
(مواہب لدنیج ص ۳۴)

Click For More Books

(۲) حضرت عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابوذر سے کہا کہ کاش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو آپ سے پوچھتا حضرت ابوذر نے کہا۔ عَنْ اَبِي شَيْخٍ تَسْأَلُهُ كَسْ حِزْبِي بَابِ تَرْأَبٍ سَ سَوَالِ كَرْتَا تَوْعْدِ اللّٰہِ بْنِ شَقِیْقٍ نَہْ كَہَا كَہَا مِیْنِ اَیْیَہْ پوچھتا کیا آپ نے اپنے کو دیکھا ہے۔ حضرت ابوذر نے کہا کہ میں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا رَئِیْتُ نُوْرًا مِیْنِہِ نَہْ نُوْرِ دِیْكَہَا مِیْنِہِ شَرِیْفٍ ۱ ص ۱۳۱ (۳) وَمِنْ الْمَجَالِ اَنْ یَدْعُو الْكَرِیْمَ كَرِیْمًا اِلٰی دَاوِرَہِ وَيَضِیْعُ حَبِیْبًا فِی قَصْرِہِ ۲ شَمْرِیْتَرِ عَنْہُ وَ لَا یَرِیْہُ وَجْہُہُ (روح البیان ج ۱ ص ۱۵۲) اور یہ بات ناممکن ہے کہ کریم کریم کو دعوت دے کر بلائے اور دوست اپنے دوست کو اپنے محل میں مہمان بناتے پھر اس سے چھپ جاتے۔ اور اس کو اپنا چہرہ نہ دکھاتے۔

(۴) عجب است کہ دراز مقام ہرند و در خلوت خاص آرنند و با علی مطلب و قضی مسئالت کہ دیدار است مشرف نہ گردانند (مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۴۲) تعجب کی بات ہے کہ (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو) اس مقام پر لے جائیں اور خلوت خاص میں لے آئیں اور اعلیٰ مطلب اور عمدہ مسئلہ کہ دیدار ہے۔ اس سے مشرف نہ کریں۔

(۲) صاحب روح المعانی فرماتے ہیں۔

ثم ان قائلین بالرؤية	پھر دیدار باری تعالیٰ کے قائلین
اختلفوا فمنهم من	اس مسئلہ میں مختلف ہیں۔ بعض کا
قال انه عليه الصلوة	مذہب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام راى ما به	والسلام نے اللہ تعالیٰ کو اپنے
سبحانه بعينها	اقدس کی آنکھ مبارک سے دیکھا

(روح المعانی ج ۲، ص ۲۴۲)

Click For More Books

ان التراجم عند اکثر العلماء ان رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى ربه بعيني راسه ليلة الاسراء	اکثر علماء کے نزدیک بات راجح ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کو معراج کی رات میں اپنے سر اقدس کی دو ٹو آنکھوں سے دیکھا
--	--

دوسری روایات جن سے قلب مبارک سے دیکھنے کا ثبوت ملتا ہے۔ وہ بھی حضرت
ابن عباس سے روایت ہے چنانچہ قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ حدیث شریف
حضرت ابن عباس سے مروی ہے۔ لم أره بعینی ولكن رُئیت بقلبی
مرتين وعن ابن عباس قال سئل هل رُئیت مرتبة قال
سأيتہ بفؤادی مراد ابن جریر (نبراس ص ۲۷)
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو سر کی آنکھ سے
نہیں دیکھا لیکن دل سے دو مرتبہ دیکھا ہے۔ اور حضرت ابن عباس سے ایک
روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا کیا آپ نے اپنے رب کو
دیکھا ہے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں اس کو اپنے دل سے
دیکھا ہے۔ اس حدیث کو ابن جریر نے روایت کیا ہے۔ ثم ان المراد
برؤية الفؤاد رؤية القلب لا مجرد حصول العلم لانه
صلى الله عليه وسلم كان عالماً بالله على الدوام بل مراد
من اثبت له انه رآه بقلبه ان الرؤية التي حصلت
له خلقت له في قلبه كما تخلق الرؤية بالعين لغيره
والرؤية لا يشترط لها شيء مخصوص عقلاً ولو جرت
العادة بخلقها في العين - (مواہب لدنیہ ج ۲ ص ۳) پھر یہ واضح ہوا
کہ رویت فؤاد سے دل کا دیکھنا مراد ہے۔ نہ یہ کہ صرف علم حاصل ہو گیا کیونکہ حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کا علم علی الدوام حاصل ہے۔ جن لوگوں نے

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے روئے قلبی ثابت کی ہے ان کی مراد یہ ہے کہ جس طرح کسی آنکھ میں بینائی پیدا کر دی جاتی ہے اس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب مبارک میں بینائی پیدا کر دی گئی ہے جس سے آپ نے باری تعالیٰ کا کامشاہدہ کیا۔ اور رویت دیکھنے کے لئے عقلاً کسی خاص جزو بدن کا ہونا یا کسی خاص شے کا پایا جانا ضروری نہیں اگرچہ عادتاً بینائی آنکھ میں ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ غرق عادت کے طور پر آنکھ کے علاوہ کسی اور عضو میں بینائی پیدا کر دے۔ تو اس کو ہر طرح کی قدرت ہے۔ تیسری قسم کی روایات جس سے دونوں طرح کی رویت ثابت ہوتی ہے یہ ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ کان یقول ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم مرا لی مرتین مرتین مرة ببصرہ ومرة بفوئادہ مراد لا الطیرانی روح البانی ج ۲ ص ۳۶۔ مواہب لدنیہ ج ۲ ص ۳۷ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ فرماتے تھے بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ہے ایک مرتبہ سر مبارک کی آنکھ سے اور ایک مرتبہ اپنے قلب مبارک کی آنکھ سے اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

(۳) اب صوفیائے کرام کا مشرب سنئے جو اس بات کے قائل ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیع وجود سراپائے اللہ تعالیٰ کو مشاہدہ فرمایا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں فرمائی الحق بالحق بجمیع وجودہ لان فحدہ صابجیجہ عیناً من عیون الحق، فرای الحق بجمیع العیون وسمع خطابه بجمیع الاسماع وعرّف الحق بجمیع القلوب حتی فنیت عیونہ واسماعہ وقلوبہ وامر واحدہ وعقوله فی الحق (عائس البیان ج ۵ ص ۵۴) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو فی الحقیقت اپنے تمام وجود سے دیکھا کیونکہ آپ کا وجود تمام تر ہی آنکھ ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کو جسم کی تمام آنکھوں سے دیکھا اور تمام کانوں سے اس کا خطاب سنا۔ اور تمام قلوب سے اس کو پہچانا۔ حتیٰ کہ آپ

کی آنکھیں اور آپ کے کان اور آپ کے قلوب اور آپ کی رو میں اور آپ کے عقول
حق تعالیٰ کی ذات کے سامنے فنا ہو گئے۔

اب اس مقام پر مگر مراد آبادی کا کلام ملاحظہ فرمائیے:

اے اے آن کہ ز شوق بے نہایت

حق را ہمہ آشکارہ دیدہ،

طے کردہ مراحل و منازل

تا سدرہ بہ ساعتی رسیدہ

از سدرہ بہ انتہا قوسین

با عظمت خاص رہ بریدہ

اے اے آن کہ دروں پردہ راز

از خویشتن بہ خویشتن رسیدہ

جناب مولانا نظامی گنجوی صاحب سکندر نامہ فرماتے ہیں

کلامیکہ بے آلہ آمد شنید

نقاتے کہ آن دیدنی بود دید

ہم دیدہ گشتہ چو ز گس نش

نگشتہ یکے خار پیرامنش

دراں ز گسین حرف کاں باغ داشت

مگر چشم او کھل نہ زار داشت

چناں دید گز حضرت ذوالجلال

نہ زان سو جہت بُد نہ زین خیال

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس مقام

پر تین عطیوں سے نوازا گیا پچاس

پنچاہن نمازین و دیگر احکام

نمازین فرض ہوئیں۔ نوحیم سورۃ بقرہ کا نزول ہوا۔ رَامَنَ الرَّسُولُ سے آخر سورۃ

Click For More Books

تک) جو شخص آپ کی امت سے شرک کرے اسکی مغفرت کا حکم سنایا گیا۔ امام
برہان الدین علی بکھتے ہیں۔ ثم قال الله عز وجل يا هود وایمن حاجة
جبریل فقلت اللهم انك اعلم فقال يا هود قد احبته فیما
سأل ولكن فیما احبک وصحبک (سیرت علیہ ج ۱ ص ۲۲۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم محویت میں مستغرق تھے۔ کہ بارگاہِ وحدانیت سے
بطور یاد دہانی ارشاد ہوا ہاں میرے پیارے! وہ جبریل (علیہ السلام) کا کیا سوال تھا
جو تم نے ذکر نہیں کیا۔ (پھر میں نے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کہا اے میرے خدایا
تحقیق تو بہت اچھی طرح جانتا ہے۔ یعنی عیاں چہ بیاں پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے
پیارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے اس کی التجا قبول کی ہے۔ لیکن ان لوگوں کے
حق میں جن کو آپ سے محبت ہے۔ اور جو آپ کی اتباع اور پیروی کرے۔
(یہاں صحبہ کا بمعنی تبع ہے۔)

جن لوگوں کو دیدارِ باری تعالیٰ
کے امکان اور وقوع میں اختلاف

شبهات نفی کے جواب

ہے۔ وہ اس کو محال قرار دیتے ہیں اور جو حدیث میں آیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے معراج کی رات اپنے رب کو دیکھا ہے۔ اس کا انکار کرتے ہیں اسلئے
یہاں ان کے شبہات کا ذکر کیا جاتا ہے جس سے وہ رویت کی نفی ثابت کرتے
ہیں۔ اور ان شبہات کے جواب بھی بیان کئے جاتے ہیں۔

(الف) قرآن مجید کی تین آیات ہیں جن سے بظاہر رویت کی نفی کا شبہ ہوتا
ہے۔ پہلی آیت یہ ہے۔ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ
وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ (پ ۸ ع ۱۱) آنکھیں اللہ تعالیٰ کو ادراک نہیں کر
سکتیں اور وہ سب آنکھوں کا ادراک کر سکتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ باریک
چیزوں کو دیکھنے والا ہے جس کو کوئی نہ دیکھ سکے۔ اور وہ سب چھپی باتوں کی خبر
رکھتا ہے جس کی خبر کوئی نہ رکھ سکے۔ اس آیت سے نفی کا استدلال اس طرح ہے

Click For More Books

کہ الف لام استغراق ہے اس بنا پر یوں معنی ہو گا۔ لَا تُدْرِكُهُ بَصَرٌ مِّنْ
 الْبَصَارِ = اللہ تعالیٰ کوئی آنکھ ہی نہیں ادراک کر سکتی۔ اس استدلال
 کے چند جواب ہیں۔ پہلا جواب یہ ہے۔ کہ الف لام استغراق کا معنی کل موجبہ کلیہ کا
 سور سے۔ اور ابصار قضیہ کا موضوع ہے۔ اور تَدْرِكُہ قضیہ کا محمول ہے
 یہ مجموعہ مل کر موجبہ کلیہ بنا۔ پھر اس پر لا عرف سلب کا داخل ہوا۔ تو قاعدہ ہے
 کہ موجبہ کلیہ کی سلب کے ساتھ جزیرہ بنتا ہے۔ جب ساتھ کلیہ نہ بنا تو مدعی کا مطلب
 ثابت نہ ہو گا کیونکہ ساتھ جزیرہ حکم میں موجبہ جزیرہ کے ہوتا ہے۔ اور اس بات کے
 ہم بھی قائل ہیں۔ لہذا مدعی کا اس سے استدلال درست نہ رہا۔ دوسرا جواب یہ ہے
 کہ ادراک کا معنی مطلق رویت نہیں بلکہ ادراک احاطہ کو کہتے ہیں۔ کسی چیز کو جمیع جوا
 سے گھیر لینا جیسا کہ مقولہ ہے۔ رَأَيْتُ الْمَهْلَالَ وَمَا أَدْرَكَهُ لِلْغَيْمِ۔
 میں نے چاند کو دیکھا لیکن پورا احاطہ کر کے نہ دیکھ سکا۔ کیونکہ بادل تھا۔ تو یہاں
 رویت مثبت ہے۔ اور ادراک معنی احاطہ منفی ہے۔ نہ کہ رویت پر نفی وارد ہوتی
 ورنہ دونوں جملوں میں تناقض ہو جاتا۔ تیسرا جواب یہ ہے۔ کہ یہ جملہ فعلیہ ہے۔
 جو تہجد اور حدیث پر دلالت کرتا ہے۔ اس سے دوام اور استمرار کی نفی ثابت
 نہیں ہوتی۔ یعنی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ عموم اور عموم احوال میں نفی ہو جائے
 ”وق“ اگر در حقیقت آیت کے معنی پر غور فرمائیں تو اس سے رویت کا جواز
 ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ جب ادراک کا معنی احاطہ ہوا۔ تو آیت کا مطلب یوں ہو گا کہ
 اللہ تعالیٰ کی رویت ہو سکتی ہے۔ مگر علی سبیل الاحاطہ نہیں ہو سکتی کہ وہ حدود اور
 جوائے پاک ہے۔ انقض اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ کے متناہی ہونے اور
 اجسام کے لوازم سے متصف ہونے سے تنزیہ اور تقدس مطلوب ہے اور یہ تنزیہ
 تب ہو سکتی ہے۔ جب رویت کا امکان مانا جائے۔ ورنہ مفہوم مشکل ہو جائیگا
 (یاد رہے کہ یہ تقریر ہر اس سے اخذ کی گئی ہے /
 دوسری آیت یہ ہے۔ مَا كَانَ لِشَيْءٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ

إِلَّا وَحِيًّا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حُجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِّثُ
بِأَذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلَىٰ حَكِيمٍ (پ ۲۵ ع ۵)

کسی آدمی کے شایان نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے بالوجہ کلام کرے۔ مگر وحی کے ذریعہ یا بطریق الہام اس کے دل میں القا ہو جاتے۔ یا اس سے اس وقت کلام کرے گا کہ وہ حجاب کے پیچھے ہو یعنی دریاں حالیکہ وہ آدمی پس پردہ ہو یا اللہ تعالیٰ اس آدمی کی طرف اپنا ایک فرشتہ فرستادہ بنا کر بھیج دے۔ اور وہ ملک مرسل اس مرسل الہ کو خدا کا پیغام سناتے۔ جتنا کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ صفات وحدوث سے مرتبہ اور کلام کرنے میں حکمت کی بات کرنے والا ہے۔ تقریر استدلال اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے ساتھ کلام کرنے کو تین اقسام میں حصر فرمایا۔ اس سے لازم آتا ہے کہ کلام کرے وقت رویت کی نفی ہوگی۔ اس استدلال کا جواب یہ ہے کہ اس سے مطلقاً رویت کی نفی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ جائز ہے کہ رویت ہو اور کلام نہ ہو یعنی آیت سے رویت بوقت کلام کی نفی ثابت ہوتی ہے۔ اور مطلق رویت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ (ف) اگر آپ اس آیت پر غور فرمائیں تو اس آیت سے رویت کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اس کی تقریر یوں ہے کہ ان تین وجوہ کے سوا یعنی بالمشافہ کلام کرنا تو اس کو انسان برداشت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ برتر ہے حتیٰ کہ بشر کے ضعف کی وجہ سے اس کی کلام سننے کی طاقت نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ حکمت والا ہے جس نے اپنے نبیوں سے تین طرح پر کلام کیا ہے۔ جب بالمشافہ کلام کرنے کی نفی کا سبب ضعف بشری بنا تو رویت کا سبب بھی ضعف بنے گا۔ نہ کہ رویت بالذات محال ہوگی جس طرح استدلال نے بیان کیا ہے۔ (یاد رہے کہ یہ تقریر شرح مسلم شریف سے ماخوذ ہے جس کا نام مکمل کمال المعلم ہے اور اس کے مصنف کا نام علامہ محمد بن محمد بن یوسف سنونی حسینی ہے (متوفی ۸۹۸ھ) تیسری آیت یہ ہے قَالَ رَبِّ ارْنِيْ اَنْظُرْ اِلَيْكَ قَالَ لَنْ تُرَآَنِ (پ ۲۶ ع ۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب مجھے اپنا دیدار نصیب فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو میرا دیدار نہیں کر سکتا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔

کہ خدا تعالیٰ کا دیدار محال ہے۔ ورنہ لَنْ تَرٰنِیْ نہ کہا جاتا۔ اس استدلال کا جواب یہ ہے کہ لغت عربی میں حرف لَنْ نفی تاکید کیسے استعمال ہوتا ہے۔ نفی کے لئے مستعمل نہیں ہوتا۔ بعنوان دیگر یوں سمجھو کہ نفی انکار مضارع کو کہتے ہیں۔ اور مضارع حال یا استقبال کا نام ہے اس اصول کے ماتحت لَنْ تَرٰنِیْ کا معنی یوں ہوگا۔ ہرگز نہ مینی مرا یا ہرگز خواہی دید مرا جس کا اردو ترجمہ یوں ہوگا۔ زمانہ حال میں مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔ یا زمانہ استقبال میں مجھے ہرگز نہ دیکھے گا۔ اور معترض نے جو ترجمہ کیا تھا اس کی فارسی یوں ہوگی۔ ہرگز نہ توانی دید مرا یا ہرگز نتوان خواہی دید مرا۔ ماہر عالم کے سامنے قواعد عربی کے لحاظ سے ہر دو ترجمہ میں فرق واضح ہے شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دیدار کی درخواست کرنا دیدار کے امکان پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ سب نبی (سلام ہو ان پر) عجبت بات نہیں کرتے۔ اور محال کا سوال عجبت ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ دیدار محال نہیں۔ ورنہ اسی درخواست نہ کرتے۔ (یعنی یہ آیت اثبات رویت کی دلیل ہے نفی رویت کی دلیل نہیں۔)

(ب) وہ احادیث جن سے نفی رویت کا استدلال پیش کیا جاتا ہے۔ وہ دو ہیں پہلی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ من زعم ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم راٰی ربہ فقد اعظم الفریۃ۔ جو شخص یوں کہتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ اس نے بہت بڑا افتراء کیا ہے۔ اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ امام موزی سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ رویت کا انکار کرنے والے کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے جو شخص یوں کہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ اس نے بہت بڑا افتراء کیا۔ تو ہمارے پاس اس کا کیا جواب ہے۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا سرایت مبنی (میں نے اپنے رب کو دیکھا ہے) اور ظاہر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی حدیث کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول پر فوقیت حاصل ہے۔ اس بیان کو علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں نقل کیا ہے۔

دوسری حدیث حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا۔ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ تو آپ نے فرمایا لَوْ شِئْتُ لَأَرَأَيْتُ اس آیت کو وہ نور ہے میں اس کو کس طرح دیکھ سکتا ہوں۔ اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے اعراب کی طور پر لکھے گئے ہیں جن سے روایت کا استدلال ثابت ہوتا ہے وہ طریقہ یہ ہے (ع) لَوْ شِئْتُ لَأَرَأَيْتُ رَبَّكَ؟ اللہ تعالیٰ نور ہے میں نے اس کو دیکھا ہے۔

(ع) لَوْ شِئْتُ لَأَرَأَيْتُ رَبَّكَ؟ اللہ تعالیٰ نور ہے اس کی روایت کی کیفیت کس طرح بیان کر سکتا ہوں۔ اُنہی آیت کا ترجمہ کَيْفَ أُبَيِّنُهُ کر لیا جائے تو قواعد عربیہ کے مطابق ہے۔ توجیہات مثبت کو ترک کر کے صرف نفی کی توجیہ کو ترجیح دینا اچھا نہیں۔ عَلَيْكَ بِالْإِنْصَافِ فَاتَّخِذْ خَيْرَ الْأَوْصَافِ آپ کو ہائے کہ انصاف کریں کہ وہ اچھی صفت ہے۔ علاوہ ازیں قاعدہ ہے جب مثبت اور منفی میں تعارض ہو جلتے۔ تو مثبت کو ترجیح ہوتی ہے۔

(ف) اگر کوئی صاحب ان احادیث پر غور فرماتے تو اس سے امکان روایت کا ثبوت ملتا ہے جیسا کہ نبراس ص ۲۶ پر لکھا ہے اختلف الصحابة في ان النبي صلى الله عليه وسلم هل رأى ربه في ليلة المعراج امر لنا بالاختلاف في الوقوع دليل على الامكان فان الرؤية لو كانت محالاً لاتفقت الصحابة على عدم وقوعها صحابہ کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معراج کی رات اپنے رب کو دیکھا ہے۔ یا نہ؟ اور وقوع میں اختلاف کرنا امکان کی دلیل ہے کیونکہ اگر روایت محال ہوتی تو صحابہ کرام کا اس کے عدم وقوع پر اتفاق نہ ہوتا۔

(ج) وہ عقلی استدلال جس سے نفی روایت کا شبہ ہوتا ہے وہ اس طرح ہے کہ ایک

Click For More Books

دوسرے کو دیکھنے میں چند شرائط ضروری ہیں مثلاً مرئی مکان میں ہو۔ اور وہاں جہت ہو۔ اور دیکھنے والے کے سامنے ہو۔ ان میں مسافت ہو۔ حتیٰ کہ بہت قرب بھی روقیت کو مانع جیسے ٹپکیں ہیں۔ اور بہت دور بھی نہ ہو۔ اور باصرہ کی شعاعیں مرئی سے ملی ہوئی ہوں اور یہ سب شرائط باری تعالیٰ کی شان میں محال ہیں۔ لہذا اس کی روقیت ممکن نہ ہے گی اس کے چند جواب ہیں۔ پہلا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھتا ہے یہاں تو کا وجود پایا گیا۔ مگر تمہارے شرائط نہ پلتے گئے۔ جو جواب تم دو گے وہی ہمارا جواب ہے اس شبہ کا دوسرا جواب یہ ہے کہ اس میں شک نہیں کہ عادت الہیہ اسی طرح ہے کہ اسباب مذکورہ متحقق ہونے کے بعد روقیت ہوتی ہے۔ مگر فرق عادت کے طور پر اللہ تعالیٰ کو ہر امر پر قدرت ہے حتیٰ کہ مشارح نے لکھا ہے کہ ایک اندھا چین میں بیٹھا ہوا اور اندلس میں پھر اڑتے دیکھ سکتا جب کہ اللہ تعالیٰ اس کو دکھاتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو سب قدرت ہے۔ بخاری شریف میں آیا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے اس طرح دیکھے جس طرح اپنے سامنے دیکھتے تھے تو یہاں لائی اور مرئی کے درمیان تقابل کی شرط مفعول ہونے کے باوجود روایت ثابت ہے۔

(ف) روقیت کے ثبوت میں بہت دلائل ہیں۔ ع۔ قرآن مجید میں ہے۔
 وَجُودٌ يَوْمَئِذٍ نَّاهِيَةٌ إِلَىٰ رَبِّكَ نَاظِرَةٌ (پ ۱۶ ع ۱۶)
 قیامت کے دن ایمانداروں کے چہرے اپنے رب کو دیکھ کر تروتازہ ہوں گے۔ اگر روقیت محال ہے تو قیامت کے دن ایماندار کیسے دیکھیں گے۔ ع۔ قرآن مجید میں ہے۔
 كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَّحُجُونَ
 خبردار بے شک وہ کافر لوگ اپنے خدا تعالیٰ کے دیدار سے قیامت کے دن پردہ ہونے سے سنی دیدار سے محروم ہوں گے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ مومنوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل ہو گا تاکہ دوست اور دشمن میں امتیاز ہو جائے۔

گوئی بہشت مہمانی است

بے دیدن میزبان چہ باشد

چوں دشمن و دوست را حجاب است

پس فرق دران میاں چہ باشد

عطا حدیث شریف میں وارد ہے۔ اِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرُونَ الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ اور یہ حدیث متواتر ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح چودھویں کا چاند دیکھتے ہو۔

خرقہ معراجیہ | حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ خرقہ طوجکان پشت کے متعلق ایک دن حضرت شیخ اقدس قدس سرہ نے گفتگو

ہوئی حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شب معراج جناب رب العزت سے ایک خرقہ عنایت ہوا تھا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج سے واپس تشریف لائے تو آپ نے تمام صحابہ کبار کو طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ مجھے اس خرقہ کی بابت خداوند تعالیٰ کا حکم ہوا کہ تم میں سے ایک شخص کو دے دوں اب میں ایک سوال کرتا ہوں جو شخص اطمینان بخش جواب دے گا۔ وہی اس کا مستحق ہوگا پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابو بکر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابو بکر! اگر میں یہ خرقہ تم کو دے دوں تو تم کیا کرو گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ صدق و وصفا اور اطاعت خداوندی اختیار کروں گا۔ پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ اگر تم کو یہ خرقہ مل جائے تو کیا کرو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عدل و انصاف اور مظلوموں کی دادرسی کروں گا۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ تم اس خرقہ کو چاہل کر کے کیا کرو گے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشورہ سے ہر کام کروں گا

Click For More Books

اور حیا و عفت اور سخاوت اختیار کروں گا پھر حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بندگانِ خدا کی پردہ داری اور عیب پوشی کروں گا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ جواب سن کر ارشاد فرمایا کہ مجھ کو یہی حکم تھا کہ جو شخص اس طرح جواب دے جیسا کہ اے علی! تم نے جواب دیا ہے۔ یہ فرقہ اسی کو عنایت کروں۔ پس تم یہ فرقہ لے لو یہ تمہارا حصہ ہے۔

حضرت محبوب الہی صاحب فرماتے ہیں کہ جب شیخ قدس سرہ نے اس قدر واقعہ بیان فرمایا۔ تو آپ بہوش ہو گئے جب ہوش میں آتے تو فرمایا درویشی پردہ پوشی ہے۔ چونکہ یہ فرقہ شبِ معراج میں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا تھا اس سبب سے مشائخ میں اس کا نام فرقہ معراجیہ مشہور ہوا ہے کتاب جوامع الکلم میں اس روایت کو اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے شبِ معراج بہشت میں ایک حجرہ ملاحظہ فرمایا جس پر سونے کا قفل لگا ہوا تھا۔ آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ اس حجرہ کو کھولو تاکہ میں دیکھوں اس میں کیا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ اس حجرہ کے کھولنے کی اجازت خداوندِ کریم سے حاصل کرنی ضروری ہے حضور علیہ السلام نے دعا کی تو خداوندِ کریم سے اجازت حاصل ہو گئی۔ تب جبریل علیہ السلام نے دیکھا کہ اس حجرے میں ایک بڑا صندوق رکھا ہوا ہے۔ اور وہ بھی مقفل ہے جبریل علیہ السلام نے حسبِ حکم اس کو بھی کھولا تو اس کے اندر سے فرقہ مشائخ برآمد ہوا۔ حضور علیہ السلام نے اس فرقہ کو پسند فرمایا۔ اور دعا کی اے باری تعالیٰ یہ فرقہ مجھے عنایت فرماتے باری تعالیٰ نے فرمایا کہ ہزاروں پیغمبروں نے اس فرقہ کیلئے آرزو کی مگر میں یہ فرقہ تم کو عنایت کرتا ہوں حضور علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ فرقہ صرف میرے لئے ہے یا کسی اور کو بھی دے سکتا ہوں۔ باری تعالیٰ کا حکم ہوا۔ اہل تم اپنے اصحاب کبار سے یہ سوال کرنا جو اس کا جواب دے دے۔ اس کو فرقہ مرحمت فرمائیں۔ چنانچہ وہ فرقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مرحمت ہوا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ فرقہ خواجہ حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت ہوا۔ پھر حضرت حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ سے مسلسل حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ تک

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پہنچا۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے اپنے دست مبارک سے یہ فرقہ حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت فرمایا۔ حضرت محبوب الہی نے حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو مرحمت فرمایا۔ اور ان کے بعد وہ فرقہ ان کی وصیت کے مطابق حضرت کی قبر میں مدفون ہوا۔ **بہشت بہشت کا تعارف** | یہ ایک کتاب ہے جس میں حضرت

چشت اہل بہشت کے آٹھ ملفوظات جمع ہیں۔

۱۔ امیس الارواح ملفوظات خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ خواجہ معین الدین اجیری رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ دلیل العارفین ملفوظات خواجہ معین الدین اجیری رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
۳۔ فوائد الساکین ملفوظات خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ بابا صاحب گنج شکر رح
۴۔ راحت القلوب ملفوظات خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ خواجہ محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ مفتاح العاشقین ملفوظات خواجہ مخدوم نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ محبوب اللہ
۶۔ فوائد القوائد ملفوظات خواجہ محبوب الہی نظام الدین بدایونی ثم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ حسن علی بنوری
۷۔ راحت المحبین اس کتاب کے دوسرے حصہ کا نام افضل القوائد ہے۔ ملفوظات محبوب الہی
نظم الدین رحمۃ اللہ علیہ، مرتبہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ
۸۔ اسرار الادلایا ملفوظات خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ خواجہ بدرالکمال
حالات فرقہ معراجیہ راحت القلوب ۷ اور فوائد القوائد ج ۳ ص ۱۵۹ پر مذکور ہیں۔

بہشت کا مشاہدہ

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت جبریل علیہ السلام کے پاس بھیجا۔ تاکہ آپ کو بہشت میں لے جائیں۔ اور جو کچھ ہم نے وہاں آپ کے اور آپ کی امت کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ دکھلائیں تاکہ اس کا دل خوش ہو جائے۔ چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام آپ کو بہشت کے دروازے پر لے گئے۔ اور وہاں دروازے کا تھا اس دروازے کا طول اور عرض پانچ پانچ سو برس کی راہ تھا۔ اس دروازے میں چار سو مینج جو کہ باقوت، زبرد اور موتی مرصع تھیں اس دروازے پر چالیس ہزار کنگرے تھے ہر کنگرے پر

لے مرتبہ خواجہ معین الدین اجیری رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ بابا صاحب گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

Click For More Books

ایک فرشتہ مقرر تھا جس کے دونوں ہاتھوں پر دو طبق تھے۔ ایک میں بہشتی لباس اور دوسرے میں نور بھرا ہوا تھا۔ بتایا گیا کہ فرشتے حضرت آدم علیہ السلام سے آٹھ ہزار برس پہلے پیدا ہوئے۔ اور اس مقام پر انتظار میں ٹھہرائے گئے۔ تاکہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کا اس دروازے سے گذر ہو تو یہ ان پر شار کریں پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھٹکھٹایا رضوان جنت نے الحمد للہ کہہ کر کہا آپ کون ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ میں جبریل ہوں۔ اور میرے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں رضوان نے الحمد للہ کہہ کر دروازہ کھول دیا آپ نے رضوان جنت کو سلام کہا۔ اس نے سلام کا جواب دے کر کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو خوشخبری ہو کہ بہشت کا اکثر حصہ آپ کے اور آپ کی امت کے لیے تیار ہے۔ رضوان کے آٹھ خلیفے تھے جو بہشت کے آٹھوں دروازوں پر مقرر تھے۔ ہر ایک فرشتے کے ماتحت سات لاکھ فرشتے تھے پھر رضوان آپ کے ساتھ ہو گیا۔ جنت الفردوس، جنت عدن، جنات النعیم، جنت المآوی، میں باغات بکثرت تھے۔ اور دار السلام، دار الخلد، دار القرار، دار الجلال میں مکانات بکثرت تھے۔

مکانات

پھر آپ نے بہشت کے مکانات مشاہدہ فرمائے انکی دیواروں کی اینٹیں سونے اور چاندی کی تھیں اور اس کا گارامشک اور

زعفران سے تھا۔ اس کی سرکیں اور راستے زمر، یاقوت اور یور سے بنے ہوتے ہیں (ترمذی شریف ج ۲ ص ۵۷، مسند دارمی ص ۳۷) ان کی صفائی ایسی ہے۔ جسے شیشہ ہو کہ ظاہر اور اندر سے یکساں نظر آتے۔ ان کا عرض ستر ہزار برس کی راہ ہے۔ اور بلندی ان کی ستر ہزار برس کی راہ تھی۔ کنگرے ان کے موتی سفیدے اور بعض جواہر کے تھے جو سورج کی طرح اور ان میں بعض چاند کی طرح جگمگاتے تھے (معارج)

نورانی مکان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب معراج کی رات آسمان پر گزرا وہاں نور کا شہر دیکھا جس کی وسعت جہان دنیا سے ہزار گنا زیادہ ہے اس کے

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لاکھ دروازے ہیں اور ہر دروازے کے سامنے خدا کی رحمت سے ایک باغ آراستہ ہے۔ اور ہر باغ میں ایک بالا خانہ ہے۔ اور ہر بالا خانہ میں نور کا ایک گھر ہے۔ اور ہر گھر میں نور کے ستر مکان ہیں اور ہر مکان میں نور کا ایک نمروہ ہے۔ اور ہر نمروہ میں نور کی عمارت ہے۔ اور ہر عمارت میں چار سو دروازے ہیں۔ اور ہر دروازے میں دو کواڑ ہیں۔ ایک سونے کا ہے۔ اور دوسرا چاندی کا اور ہر دروازے کے سامنے نور کا ایک تخت ہے۔ اور ہر تخت پر نور کا ایک فرش ہے۔ اور ہر فرش پر ایک خور ہے اگر اس کی انگلی کا پورا نطا ہر ہو جائے تو اس کی روشنی سورج اور چاند کو ماند کر دے۔ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا یہ کن لوگوں کیلئے ہے۔ جواب ملا جو دن رات میرا ذکر کرتے ہیں اور میرے پاس ان کے لئے اور بھی بہت کچھ ہے۔ اور میں بہت دینے والا ہوں۔ (درۃ الناصحین ص ۸۳)

حوریں

فرمایا کہ ہر مکان میں ستر ہزار حوریں تھے اور ہر حجرہ میں سونے اور یاقوت اور موتی تخت بنکھے ہوتے تھے۔ ان پر زلفیت کے سائبان تھے ہوتے تھے اور ان تختوں پر ستر ہزار شبی فرش تھے۔ اسپر ایک نہایت خوبصورت خور شبی لباس پہنے ہوتے۔ عطر لگاتے ہوتے جواہر سے عرا ہوتا ج سر پر رکھے ہوتے غرم و خنداں بھی لگاتے ہر ایک حور کی چالیس ہزار خوشبودار زلفیں تھیں اور ستر ہزار اقسام کے زیورات سے آراستہ اور ان زیوروں کی چمن چمن سے ستر ہزار طرح کی آواز سنائی دیتی تھی۔ وہاں بکثرت خیمے تھے۔ جن میں حوریں یہ گانا گاتی تھیں۔

نَحْنُ الشَّاهِدَاتُ فَلَا نَمُوتُ أَبَدًا	نَحْنُ التَّائِمَاتُ فَلَا نَبُوسُ أَبَدًا
ہم خوش ہیں کبھی مغموم نہ ہوں گی	ہم نعمت میں ہیں کبھی مفلس نہ ہوں گی
نَحْنُ السَّابَّاتُ وَلَا نَخْهَرُ أَبَدًا	نَحْنُ الْكَاسِيَاتُ فَلَا نَعْرَى أَبَدًا
ہم جوان ہیں کبھی بوڑھی نہ ہوں گی	ہم کپڑے پہنے ہوئے ہیں کبھی برہنہ نہ ہوں گی
نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَمُوتُ أَبَدًا	نَحْنُ الرَّاغِبَاتُ فَلَا نَسْخَطُ أَبَدًا
ہم ہمیشہ ہیں کبھی فنا نہ ہوں گی	ہم راضی ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی

Click For More Books

طُوبَى لِمَنْ كَانَ لَنَا وَكُنَّا لَهُ

مبارک ہے اس کو جو ہم سے ملے ہوئے ہم اس کے لئے ہیں

چار نہریں

وروی ان المصطفیٰ راوی
لیلة المعراج قبة من
درة بیضاء لها باب
من ذهب وقفل من
ذهب لو ان الجن والانس
اجتمعوا على تلك القبة
لکانوا کطیر علی راس
جبل فاراد ان یرجع فقیل
لہ لا تدخلہا قال
لانہا مقفولة فقیل
مفتاحہا معک وهو بسم
الله الرحمن الرحیم
فقال بسم الله الرحمن
الرحیم فافتحت
فرأی فیہا اربعة انہار
نہر من ماء غیر اسن
ای غیر متغیر یخرج
من میم بسم الله
ونہر من لبن لہ

اور روایت کی گئی ہے کہ حضور علیہ
الصلوة والسلام نے معراج کی رات
سفید موتی کی طرح چمکتا ہوا ایک قبة
ملاحظہ فرمایا جس کا دروازہ اور
تالاسونے کا تھا۔ وہ قبة اتنا بڑا
تھا کہ اگر تمام جن و انس اس قبة پر
جمع ہو جائیں تو یہ اس طرح ہونگے
جیسا کہ پہاڑ کی چوٹی پر ایک پرندہ
ہو۔ آپ نے وہاں سے لوٹنے کا ارادہ
فرمایا کہا گیا آپ اس قبة کے اندر
کیوں نہیں جاتے واپس کیوں ہو
ہے ہیں۔ آپ نے کہا کہ اس کو
تالار لگا ہوا ہے کہا گیا اس کی
چابی آپ کے پاس ہے وہ بسم الله
الرحمن الرحیم ہے۔ پھر آپ نے کہا
بسم الله الرحمن الرحیم تو فوراً تالاکھل
گیا۔ آپ نے وہاں چار نہروں
کو نکلنے دیکھا۔ ایک نہر تو ستھری
پانی کی کہ بدبودار نہ ہو جو کہ اللہ

Click For More Books

کے لفظ کی ہر سے نکلتی تھی اور ایک
نہر شراب کی تھی جس میں پینے والوں
کے لئے لذت جو کہ الرحمن کی میم سے
نکلتی ہے اور ایک نہر صاف اور
ستھری شہد کی ہے جو کہ الرحیم کی میم
سے نکلتی ہے پس اللہ تعالیٰ نے
فرمایا اے میرے پیلے محمد صلی اللہ علیہ
وسلم جو شخص آپ کی امت سے مجھ کو ان
اسمان سے یاد کرتا ہے میں اس کو ان
چار نہروں کے مشروبات پلاؤں گا

یتغیر لحم یخرج
من هاء الجلالة ونهر
من نحر لذة للشاربین
یخرج من میم الرحمن ونهر
من عسل مصفی یخرج من
میم الرحمن فقال الله تعالى
یا محمد من ذکرى من امتی
هذه الانهار سقیتہ من
هذه الانهار
مصباح الظلام ج ۱ ص ۱۵

باغات

پھر نہروں کے کناروں پر خصوصاً اور دوسرے مقامات پر عموماً
باغات تھے جن میں درخت اتنے بڑے تھے کہ ستر سال

تک تیز رفتا سوار اس کے سایہ کو عبور نہ کر سکے گا۔ ان درختوں کی جڑیں سونے کی
ٹہنیاں یا قوت، لوت اور زبرد کی تھیں۔ ان کے پتے سندس حریر اور دیباچ کے
تھے۔ ہر درخت پر ستر انواع کے میوے تھے جس وقت کوئی جنتی اس میوہ کو رغبت
کی نگاہ سے دیکھے تو شاخ جھک کر سامنے آجاتے اور اگر میوہ کھانے کی آرزو ہو تو لوت
میوہ ٹوٹ کر نورانی طبق میں دھرا ہوا سامنے آجاتے جتنا جی چاہے تناول کر کے باقی
ماندہ درست اور سالم ہو کر اڑ کر اپنی جگہ پر چلا جاتے۔

پرندے

ان درختوں پر خوشنما پرندے تھے جنت کے ہر نمونے ان میں
موجود تھے۔ ہزار ہا انواع کے آواز سے گاتے ہوئے گزریں

گے جب جنتی کہیں گے کہ اے پرندے! تیری آواز زیادہ دلکش ہے یا صورت؟
تو پرندہ کہے گا ان دونوں سے میرا گوشت زیادہ عمدہ ہے۔ اتنے میں اس پرندہ کا گوشت

بریانی شدہ اس کے سامنے آجاتے گا۔ جتنا جی چاہے گا۔ اس سے کھائے گا۔ پھر
باقی ماندہ درست اور سالم پرندہ ہو کر اڑ کر چلا جائے گا۔ (معارف ج ۳ ص ۱۸۶)

محبوب کی رضا

سید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب میں سب مکانات
اور حواریں دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور اس کی نعمتوں کا شکر بجا لایا۔
حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اے حبیبِ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی اُمت کے مکانات دیکھ کر
راضی ہو گئے۔ میں نے عرض کیا کہ میں تیرا بندہ ہوں ناخوشی کی کیا مجال ہے اللہ تعالیٰ
نے فرمایا مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے۔ یہ سب نعمتیں میں نے تیرے دوستوں کیسے
پیدا کی ہیں۔ اور تیرے دشمنوں پر حرام کی ہیں۔ اب جا کر دوزخ میں اپنے دشمنوں کو ٹھکانے
ملاحظہ کرو۔ (رباض الارباب ص ۲۳)

دوزخ کا دروازہ

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب میں ہشت

کی نعمتیں دیکھ چکا تو پھر دوزخ کی سختیاں دیکھنے کے لئے میں روانہ ہوا۔ تو حضرت جبریل
علیہ السلام بھی ہمراہ ہوئے تھے۔ جب دوزخ کے دروازہ پر پہنچے تو اس کا نام باب الامان
تھا کہتے ہیں کہ تمام مخلوقات زمین و آسمان نے اللہ تعالیٰ سے امان طلب کی تو ان
سب کو امان دینے کے لئے یہ دروازہ وجود میں آیا کہتے ہیں کہ یہ دروازہ بحکم خداوندی
اس کے صیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی مبارک کے اشارہ سے کھل گیا۔ تو
دیکھا کہ دروازہ کا فود سے بنا ہوا ہے جس کی وسعت کا اندازہ عرش سے فرش تک پہنچا ہوا ہے

مالک خازنِ نار

ایک ہیبت ناک اور بارعب فرشتہ نظر آیا۔
جس کے آگے سخت مزاج انیس فرشتے کھڑے تھے

جن کے ہاتھوں میں آگ کے گرز تھے۔ ان کی نتھوں سے آگ کے شعلے بھڑکتے تھے
اور یہی کہتے تھے۔ سُبْحَانَ الَّذِي لَا يَجُورُ حضرت جبریل علیہ السلام
نے بتایا کہ یہ مالک خازنِ نار ہے۔ آپ نے اس کو سلام کیا اس نے سلام کا جواب

Click For More Books

دیا۔ اور عظیم کے لئے اٹھا۔ اور خوشخبری سنائی۔ جو کوئی آپ کی اتباع کرے گا۔ اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ اور آپ کے نافرمانوں کے لئے یہ دوزخ تیار ہے پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے استدعا کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کی سیر کرائیے۔ تب مالک نے عرض کی یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قدموں کے نیچے نظر فرمائیے۔

آپ نے نظر فرمائی تو حجابات دور ہو گئے۔ اور سب کچھ مکتوف ہوا۔ پھر مالک نے ایک فرشتہ کو کہا جس کے تھنوں سے آگ نکلنے لگتی تھیں اور آگ کی چریاں ہاتھ میں لے لے ہوئے گھما رہا تھا اے موحائیل! جو چیز تیرے ہاتھ میں ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھا اور دوزخ کا سروپش اٹھا فرمایا اسے دکھا تو بہت ہی سیاہ نظر آئی۔ فرشتے نے کہا جب دوزخ کو ہسے بنایا گیا تو سرخ رنگ تھا۔ جب ہزار سال جلانی گئی تو اس کا رنگ سیاہ ہو گیا جیسا کہ اب دکھائی دے رہا ہے۔

عذاب کے اقسام | اس میں بہت اقسام کے عذاب اور انواع کی سزائیں ہیں مثلاً حاویہ کو دکھا تو وہاں بد صورت اور سخت دل

فرشتے اس قدر کثرت سے تھے کہ ان کی گنتی خدا ہی جانتا ہے ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کی مقراض تھی۔ اور وہاں دو کنویں تھے۔ ایک کا نام حب الحزن تھا (غم کا کنواں) اور ایک کا نام طینۃ الجناب تھا (زہریلے کچھڑ کا کنواں) لوگوں کو ایک کنواں سے دوسرے کنواں میں ڈالا جا رہا تھا۔ وہ لوگ فریاد کرتے۔ مگر ان پر کوئی رحم نہ کرتا اس کے بعد آگ کے صندوق نظر آئے جن کو تالے لگے ہوتے تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ ان میں بے شمار بچھو اور سانپ ہیں ان میں وہ لوگ بند ہیں۔ جو کہ ظلم اور تکبر کرتے تھے۔ اور سرکش تھے۔ اس کے بعد آگ کے جنگل مشاہدہ فرماتے۔ کہ اس میں آگ کے درخت تھے۔ اور وہاں آگ کی چکیاں تھیں۔ جن میں دوزخیوں کو پیسا جا رہا تھا۔

Click For More Books

دوزخ کے طبقے

دوزخ کے سات طبقے تھے۔ اور ہر طبقے پر

ایک داروغہ تھا۔ مثلاً ۱۔ جہنم کے طبقے

پر صوحائیل داروغہ مقرر ہے ۲۔ سیر پر طوفائیل ہے۔ ۳۔ صلمہ پر طوفائیل ہے لطفی

پر شطائیل ۴۔ سقر پر دسطائیل ۵۔ مجیم پر طوفطائیل ۶۔ ہادیہ پر ططائیل

خانون مقرر تھے۔ ان سب میں سخت تر طبقہ ہادیہ ہے۔ جو کہ سب سے نیچے ہے۔

اور اس کو اسفل السافلین بھی کہتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس کے

بعد میں نے مالک سے پوچھا کہ یہ ساتواں طبقہ جس کا نام ہادیہ ہے۔ کن لوگوں

کے لئے ہے۔ اس نے کہا کہ طبقہ فرعون، ہامان، نمرود اور اصحاب ماندہ اور

منافقین کے لئے ہے۔ اس کے بعد چھ طبقے کا حال دریافت کیا تو مالک نے کہا

کہ اس میں وہ لوگ رہتے ہیں جنہوں نے خدا کے ساتھ شرک کیا بعد ازاں پانچویں

طبقہ کی بابت پوچھا تو اس نے کہا کہ اس میں شیطان اور اس کے پیروکار اور

آتش پرست رہتے ہیں۔ پھر چوتھا طبقہ کا قصہ دریافت فرمایا تو اس نے کہا کہ اس میں

یہودی لوگ رہتے ہیں جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی تھی پھر

دوسرے طبقہ کی بابت آپ نے پوچھا تو بتایا کہ اس میں وہ نصرانی رہتے ہیں جنہوں نے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی تھی۔

طبقہ جہنم کا حال

اس کے بعد آپ نے اوپر والے طبقے کے بارے میں

سوال کیا جس کا نام جہنم ہے اور وہاں اگرچہ

دوسرے طبقات کی نسبت عذاب بہت کم تھا لیکن اس میں ستر ہزار دریا آگ کے

رواں تھے۔ اگر درزہ برابر بھی ان کا شور دنیا میں سنائی دے۔ تو کوئی جاندار زندہ نہ

رہے۔ اور اگر آسمان و زمین کے برابر کوئی چیز آسمیں ڈال دیں تو پھر فرشتہ کو حکم ہو

تو ہزار برس تک اس کو تلاش نہ کر سکے۔ تب مالک نے شرم سے سر کو جھکا لیا اور

آپ کے سوال کا کچھ جواب نہ دیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم مالک شرم حائل ہے۔ کہ عرض نہیں کر سکتا۔ اور کہتا ہے کہ مجھے مٹنا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فرماتے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مالک! شرم نہ کرو اور جو حال ہو۔
تفصیل سے بیان کرو۔ شاید آج کوئی بند و بست ہو سکے۔ تب مالک نے رو کر
عرض کیا اے سید دو عالم! اے فخر بنی آدم! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ جگہ آپ کی گنہگار
امت کے لئے ہے آپ ان کو نصیحت فرمائیں کہ ایسے خطرناک طبقہ سے ڈریں
ورنہ قیامت کے دن مجھے عذاب خفیف کرنے کی طاقت نہ ہوگی اور میں
اس دن گنہگاروں پر رحم نہ کروں گا۔ نہ بوڑھوں کے سفید بالوں پر رحمت
کروں گا۔ اور نہ جوانوں کے حالات پر شفقت کروں گا۔

اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

شفاعت کی بشارت

نے مناجات کی اے خداوند!

میری امت کے لوگ نہایت ناتواں ہیں۔ ان عذابوں کو برداشت نہیں کر سکیں گے
اے خداوند! تو غفور الرحیم ہے مجھے ان سب کا پیشوا بنا دیا ہے۔ میری عزت
کی لاج رکھ تب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا۔ اے میرے حبیب (صلی اللہ
علیہ وسلم) میرے نزدیک تیری عزت بہت ہے۔ قیامت کے دن تیری
شفاعت سے اتنے لوگوں کو بخش دوں گا کہ تو خوش ہو جائے گا (معاذ ج ۳ ص ۷۰)

بارگاہ الہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

بہشت اور دوزخ کے عجائب اور عزائب مشاہدہ کرنے کے بعد
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا اَتَاذَنْ لِيْ
اَنْ اَرْجِعَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰی قَالَ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کیا تیری
اجازت ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے پاس واپس چلا جاؤں حضرت جبرائیل علیہ
السلام نے عرض کی۔ ہاں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم القصہ آپ مکرر پھر
بارگاہ الہی میں واپس ہو گئے۔ تو خطاب آیا اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ
وسلم یہ بتلاتے میرے بہشت کی نعمتیں اور دوزخ کی مصیبتیں دیکھ لی ہیں؟

Click For More Books

اپنے کہا ہاں اے خداوند! تیرے بہشت کی نعمتیں بے شمار ہیں اور دوزخ کے شدائد بھی گنتی سے زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب واپس جاؤ اور دنیا میں لوگوں کو بہشت کی رغبت اور دوزخ سے نفرت دلاؤ اور جب آپ کو کوئی غم لاحق ہو تو مجھے یاد کرنا کہ میں تیرے نزدیک ہوں اور مظلوم کی آہ سے پرہیز کرنا کہ اس کی دعا جلد اثر کرتی ہے۔ دنیا کے مصائب و آلام پر صبر کرنا کہ دنیا بے وفا اور بھٹکا ہے۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ خداوندی آداب بحال اکریہ دُعَا پڑھی۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ وَ اَعُوْذُ بِرَحْمَتِکَ مِنْ سَخَطِکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً لَّکَ اَشْبَتْ عَلٰی نَفْسِکَ اِس کے بعد اپنے بارگاہ احدیت سے مراجعت فرمائی۔ راستہ پر عرش مجید نے تہنیت کی رسم ادا کی۔ پھر سدرۃ المنتہی پر حضرت جبریل علیہ السلام ہمراہ ہوئے۔ ملائکہ کرویاں کی آفریں اور ۲۷ پرستے ہوئے چھٹے آسمان پر جلوہ گر ہوئے ریسب مضمون مذکورہ بالا بہشت اور دوزخ کا معارج سے ماخوذ کیا ہے۔

از ص ۱۴۴ و ۱۸۶ و ۱۹۲ ج ۳

حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب میں

پچاس پانچ نمازیں

واپس ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزر ہوا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم ہوا میں نے کہا کہ پچاس نمازوں کا دن رات میں حکم ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ ابھی امت سے پچاس نمازیں ہر گز دن رات میں نہ پڑھی جاتیں گی۔ خدا کی قسم! میں آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں۔ اور بنی اسرائیل کو خوب بھگت چکا ہوں۔ اپنے رب کے پاس یعنی اس مقام پر جہاں حکم ہوا تھا، واپس جائے اور امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے میں واپس ہو گیا پھر عرض کیا یا رَبِّ خَفِّفْ اُمَّتِیْ اے میرے رب! میری امت کو تخفیف فرمائیے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ نمازیں کم کر دیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا

Click For More Books

اور میں نے کہا۔ کہ اب مجھ سے پانچ نمازیں کم کر دی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تیری امت اس کی بھی طاقت نہ رکھ سکے گی۔ آپ اللہ تعالیٰ کے پاس واپس جلیے اور تخفیف کا سوال کیجئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں اسی طرح اللہ تعالیٰ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، یہ پانچ نمازیں ہیں۔ دن اور رات میں اور ہر نماز دس کے برابر ہے۔ تو پچاس ہی ہو گئیں (مسلم شریف ج ۱ ص ۱۸۱) اور روایت میں ہے حق تعالیٰ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ میں نے جس روز آسمان و زمین پیدا کیا تھا۔ آپ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کی تھیں۔ سو آپ اور آپ کی امت اس کی پابندی کریں اور اس حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ کہ بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض تھیں۔ مگر ان سے نہ ہو سکتی تھیں۔ اور اس کے آخر میں یہ ہے کہ پانچ ہیں برابر پچاس کے سو آپ اور آپ کی امت اسکی پابندی کریں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں پہچان گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ انھیں طرف سے پختہ بات ہو گئی ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے کہا پھر جلیے اور تخفیف کرا تے مگر میں پھر نہ گیا۔ (نسائی شریف ج ۱ ص ۲۸) بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے کہ جب کم ہوتے ہوتے پانچ رہ گئیں تو ارشاد ہوا کہ یہ پانچ ہیں۔ ثواب میں پچاس کے برابر ہیں۔ میرے یہاں بات نہیں بدلی جاتی۔ (یعنی پچاس کا اجر مقدر تھا اس میں تبدیلی اور کمی نہیں ہوتی۔ اور پچاس نمازوں کا بدلنا ہی مقدر تھا۔ اس لیے اس میں تبدیلی نہیں ہوتی) (مشکوٰۃ شریف) اور بخاری شریف میں ہے۔ دس دس نمازیں کم کرنے کی روایت سے اور اس کے آخر میں ہے۔ کہ جب ہر روز میں پانچ نمازوں کا حکم رہ گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ آپ کی امت کے بعض لوگ ہر دن میں پانچ نمازیں بھی نہ پڑھ سکیں گے اور میں آپ کے قبل کے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل کو بھگت چکا ہوں۔ آپ پھر اپنے رب کے پاس جاتے۔ اور

Click For More Books

اپنی امت کے لئے اور تخفیف مانگیئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے بہت درخواست کی۔ یہاں تک کہ میں شرمایا گیا۔ گو پھر بھی عرض کرنا ممکن ہے لیکن اب میں راضی ہوتا ہوں اور تسلیم کرتا ہوں آپ فرماتے ہیں کہ جب وہاں سے آگے بڑھا ایک پکارنے والے نے حق تعالیٰ کی طرف سے پکارا۔ میں نے اپنا فرض جاری کر دیا۔ اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۵۵۵)

(ف) اور دس دس کم کرنے کے معنی یہ ہوں گے کہ دوبار میں دس دس کی کمی ہوئی۔ لہذا اس روایت کو پانچ پانچ کے کم ہونے کی روایت سے تعارض

نہ رہا۔ (مرقاۃ شریف ج ۵ ص ۳۳)

سیرت نگار لکھتے ہیں۔ کہ وہ پچاس نماز جو ابتداء فرض کی گئی اس سے مراد یہی

فہرست پچاس نماز

عبادت ہے۔ جو خاص نیک لوگوں کا دن رات میں وظیفہ ہے۔ تفصیل اس کی ہے سنت فجر، فرض فجر۔ چار رکعت سنت ظہر، اس بنا پر ہر دو گانہ علیحدہ نماز ہے، فرض ظہر دو رکعت سنت بعد ظہر۔ دو گانہ نفل بعد ظہر۔ چار رکعت غیر متوکیدہ قبل عصر۔ فرض عصر فرض مغرب۔ دو گانہ سنت بعد نماز مغرب۔ دو گانہ نفل بعد نماز مغرب۔ چار رکعت سنت غیر متوکیدہ قبل عشاء۔ فرض عشاء۔ دو گانہ سنت بعد عشاء۔ دو گانہ نفل بعد عشاء۔ نماز وتر۔ دو گانہ نفل بعد وتر۔ بارہ رکعت یعنی چھ دو گانہ نفل نماز تہجد چار رکعت یعنی دو گانہ نفل نماز شراق۔ بارہ رکعت یعنی تین دو گانہ نفل نماز اداین جو مغرب کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ پانچ دو گانہ نفل نماز تحیۃ الوضوء جو پانچ وقت ہر دفعہ تازہ وضو کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ پانچ دو گانہ نفل نماز تحیۃ المسجد جو پانچوں اوقات مسجد میں داخل ہونے کے بعد نوافل پڑھی جاتی ہیں۔ پانچ دو گانہ نماز نفل جو پانچوں اوقات اقامت اور اذان کے درمیان ہیں۔ اس کو نماز مابین الاقامت والاذان کہتے ہیں۔ مسئلہ تسبیح۔ مسئلہ استخارہ۔ مسئلہ از توہ۔ مسئلہ از حاجت (معارض النبوة ج ۳ ص ۱۹۴)

Click For More Books

(ف) یہ پچاس نمازیں ہیں۔ جن میں سے پانچ کی فرضیت بحال ہے۔ اور باقی ماندہ کی فرضیت منسوخ ہے۔ پھر واجب ہو یا سنت مؤکدہ یا سنت غیر مؤکدہ یا نفل ہو عام ہے۔

امام غزالی کا مکالمہ | حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی رحمت اللہ علیہ تحریر فرماتے کہ منقول ہے کہ شب معراج

کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقی ہوئے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے استفسار فرمایا کہ علماء اُمّتی کَإِنِّي بَأَبْنَىٰ إِبْرَاهِيمَ جو آپ نے کہا ہے کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ حضرت حجت الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے اور سلام باضافہ الفاظ برکاتہ و مغفرتہ وغیرہ عرض کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ طوالت بزرگوں کے سامنے کرتے ہو۔ آپ (امام غزالی) نے عرض کیا کہ آپ حق تعالیٰ نے صرف اس قدر پوچھا تھا مَا تِلْكَ بِمِثْلِكَ يَمْوُ سَي تو آپ نے کیوں جواب میں اتنا طول دیا کہ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنِيٍّ وَلِيَّ فِيهَا مَارِبٌ أُخْرَىٰ (الایۃ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”أَدُبُ يَا غَزَالِي“ ارب کرو اے غزالی (شما تم امدادیہ ص ۱۳) شاہ عبدالعزیز صاحب پر باروی تحریر فرماتے ہیں کہ امام قطب الزمان ابوالحسن شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام اور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ فخر فرما رہے ہیں۔ کہ کیا آپ کی امتوں میں غزالی جیسا کوئی عالم ہے۔ بعض لوگ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا انکار کرتے تھے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں ان کو کوڑے لگائے۔ جب وہ بیدار ہوتے تو کوڑوں کا اثر ان کے جسم پر تھا (براس ص ۳۸۸)

Click For More Books

فلسفہ فرضیت نماز

معراج کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امت کے لئے نماز جیسی عبادت سکھانے کے لئے اس میں علماء

کرام کئی راز و رموز اور نکات بیان کرتے ہیں۔ کہ نماز ان ارکان مخصوصہ کے ساتھ کیوں فرض کی گئی (۱) علامہ محمد بن اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

انه عليه الصلوة والسلام كان يصلي كل يوم ويصله ما يبلغ الى خمسين صلوة وفق ما فرض ليلة المعراج يعني كان يصلي في اليوم والليلة من الفرائض والنوافل مائة ركعة

(روح البیان ج ۲ ص ۴۳) دن رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پچاس نمازیں پڑھتے تھے جس طرح کہ معراج کی رات میں نمازوں کی تعداد فرض ہوئی یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دن رات میں فرائض اور نوافل کا مجموعہ سو رکعت نماز پڑھتے تھے

(۲) علامہ حقی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا مقصد یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دن رات کا معمول اللہ تعالیٰ کو پسند آیا۔ جیسا کہ محب کو محبوب کی ادا پیاری لگتی ہے۔ اس لئے آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کر دیں۔ اس سے امت کو سبق حاصل ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو آپ کی ہر ادا پیاری ہے۔ تو ہم کو بھی آپ کے عادات و اطوار پیارے ہوں۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا کو پیارا سمجھنا بظاہر گرچہ سنت رسول ہے۔ کہ آپ کی اقتداء کی جاتی ہے۔ مگر درحقیقت غور کرو تو خدا تعالیٰ کی سنت ہے

(۳) علامہ عبدالباقی زرقانی اس کی توضیح یوں رقم فرماتے ہیں لما عرج به راعی فی تلك الليلة تعبد الملائكة والی غالباً منهم القايم فلا يركع ولا يسجد ولا يسجد ولا يسجد ولا يسجد فلا يقعد فجمع الله له دلائله تلك العبادات كلها في كل ركعة يصلها العبد بشرائها من الطهانية والاخلاص (زرقانی شرح مواہب ج ۴ ص ۱۲۲) جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج

Click For More Books

ہوتی آپ نے اس رات میں فرشتوں کو عبادت کرتے دیکھا۔ بعض ان میں قائم تھے۔ رکوع نہیں کرتے تھے۔ بعض رکوع میں جھکے ہوئے تھے سجدہ نہیں کرتے تھے۔ بعض سجدہ میں پڑے ہوئے تھے اور وہ قعدہ نہیں کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے اور آپ کی امت کے لئے ان تمام انواع کی عبادتوں کو ایک رکعت میں یکجا کر دیا تاکہ الیمان و سکون اور اخلاص کے ساتھ تمام شرائط کو ملحوظ کر کے بندہ کو چاہئے کہ نماز پڑھتا ہے۔

(۱۸) علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت کا مقصود یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرشتوں کو جب عبادت کرتے دیکھا تو آپ کو یہ عبادت پسند آئی۔ پھر اللہ تعالیٰ کو بھی آپ کی پسندیدہ چیز پسند آئی۔ اس لئے بارگاہی سے آپ کو وہ تحفہ عطا ہوا۔ جو آپ کو پسند آیا۔ گویا اس میں محبوب کی رضا ملحوظ تھی جیسا کہ حدیث قدسی میں وارد ہے۔ **كُلُّهُمْ يَطْلُبُونَ رِضَائِي وَ اَنَا اَطْلُبُ رِضَاءَكَ يَا مُحَمَّدٌ**۔ تمام میری رضا چاہتے ہیں اور میں اے پیارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیری رضا کا طلب گار ہوں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد
بہم وصل باندھے ہیں وصل ابد کا رضا خدا ہے رضائے محمد

(۳) علامہ عین الدین ہرودی یوں رقمطراز ہیں کہ حق سبحانہ نے ارشاد فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے نماز میں رکوع، سجود، تشهد، قرأت، تسبیح اور تہلیل مقرر کی ہے۔ تاکہ معنی عبادتیں آسمان و زمین کی فرشتوں کی ہیں سب اس میں داخل ہو جائیں تاکہ تیری امت کو قیام میں تمام فرشتوں کے قیام کا ثواب مل جلتے۔ اور رکوع میں تمام فرشتوں کے رکوع کا ثواب اور سجود میں تمام فرشتوں کے سجود کا ثواب اور تشهد میں تمام فرشتوں کے تشهد کا ثواب اور قرأت میں تمام فرشتوں کی قرأت کا ثواب اور تسبیح اور تہلیل میں تمام فرشتوں کی تسبیح و تہلیل کا ثواب ہم نے دیا۔ بلکہ اپنے فضل و کرم سے زیادہ درجہ عنایت کریں گے۔ (معارج النبوة ج ۳ ص ۱۹۳)

مدحہ۔ دم نزع جاری ہو میری زبان پر۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم محمد صلی اللہ علیہ وسلم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

Click For More Books

(ف) اس مضمون مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت پر اس قدر شفقت ہے۔ اور ان کو ایسی عبادت عطا فرمائی کہ جس میں ان کو زیادہ ثواب حاصل ہو سکے۔ اور وہ نماز ہے کہ نمازی ہر ارکان کی ادائیگی میں آسمان کے فرشتوں کی عبادت کا ثواب بھی مل جاتا ہے۔

کلمہ مشورہ کے سر | حضرت موسیٰ علیہ السلام چھٹے آسمان پر موجود ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشورہ دیتے ہیں کہ آپ

نمازوں میں اور تخفیف کرائیے حتیٰ کہ تخفیف ہوتے ہوتے جب پانچ نماز تک یوبت پہنچی تب بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کہتے رہے کہ آپ پھر خدا کے پاس جا کر تخفیف طلب کرو کہ آپ کی امت اس قدر بھی برداشت نہ کر سکے گی۔ اس مشورہ میں کیا اسرار ہیں۔

(۱) وسیطہ میں لاتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ دنیا سے رحلت کرنے سے پہلے آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ہوگی چنانچہ معراج کی رات یہ وعدہ پورا کیا گیا۔ اور اس کی یاد دلانی میں بطور تاکید حکم ہوا کہ آپ اس ملاقات میں شک نہ کریں (کیونکہ سچی حقیقت ہے) اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج میں لے گئے۔ تو آپ نے عروج اور نزول دونوں وقت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر دیکھا۔ (تفسیر سینی ج ۲ ص ۱۹۲) اور وہ وعدہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهِ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَءِيلَ (سپ ۱۶) تحقیق ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب (تورات) عطا کی جس طرح آپ کو قرآن عطا کیا۔ پھر آپ موسیٰ علیہ السلام کو دیکھنے میں شک نہ کریں اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام پر اتاری ہوئی کتاب تورات کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت اور راہ دکھانے والی بنایا ہے

(۲) کہتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور پر خدا تعالیٰ نے

Click For More Books

کلام کیا۔ کلام ربانی کی لذت سے اس کے دیدار کی آرزو کی اور کہا۔
سَرَابِ اَرْبِیْ لَے میرے رب مجھے اپنا دیدار عطا فرمائیے تاکہ میں آپ کو دیکھ
سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَنْ تَرَانِیْ آپ مجھے نہ دیکھ سکیں گے۔
پ ۷ (علامہ عبد الرحمن صفوری تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم
ہوا کہ میرا دیدار ایک نیم (حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا حق ہے
اس لئے آپ اس دنیا میں دیدار کا سوال نہ کریں۔ ہاں اگر دیدار چاہتے ہو تو اے
اچھے طریقہ سے دیکھو وہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شب معراج دیکھ
لینا۔ کیونکہ وہ مجھے دیکھے گا۔ اور آپ اس کو دیکھ لیں۔ اور یوں حکیم ہوا۔ کَا
تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَسْتِیْمِ اِلَّا بِاَلِیِّیْ هِیْ اَحْسَنُ کہ آپ یتیم کے مال
کے پاس نہ جاتیں۔ مگر کسی اچھے طریقہ سے (مگر یاد رہے اس طور پر آیت کی
تفسیر کرنا تحریف سے خالی نہیں۔ بلکہ مستقل بالذات یہ عربی عبارت کا ایک
جملہ تھا۔ جو موسیٰ علیہ السلام کو القا ہوا۔ جو کہ قرآن مجید کی آیت واقع پ ۷ ع ۵
اور پ ۷ ع ۶ کے مشابہ ہو گیا۔

علامہ ابن جریر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں۔

ابدى بعض الشیوخ حکمة لاخیار موسیٰ تکبر
ترداد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لما کان موسیٰ
قد سأل الرؤیة فمتع وعرف انها حصلت لمحمد صلی
اللہ علیہ وسلم قصد بتکریر من جوعہ تکویر رؤیہ
لیزی من رأی کما قیل

ع ۷ لعلی اراهم اوارى من اراهم (فتح الباری ج ۱ ص ۳۹)
بعض بزرگوں نے جیسے جیسے اس کی یہ حکمت ظاہر فرمائی ہے۔ کہ حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کے پاس بار بار آنے جانے کا مشورہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام یوں دیتے رہے۔ تو ان بعض بزرگوں نے کہا جب

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے دیدار کی درخواست کی اور اس سے منع کئے گئے۔ اور انہوں نے یہ بھی معلوم کر لیا کہ یہ دیدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوگا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بار بار آنے جانے سے ان کا دیدار مطلوب تھا۔ تاکہ اس کو دیکھیں جس نے خدا کو دیکھا ہے۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے۔
ع امید ہے کہ میں ان کو دیکھ لوں گا۔ یا ان کو دیکھ لوں جنہوں نے اس کو دیکھا ہے۔ (ترجمہ تفتح الباری ج ۱ ص ۳۹)

اس بارہ میں حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ کا کلام ملاحظہ فرمائیے۔

ایہ صورت ہے بے صورت تھیں بے صورت ظاہر صورت تھیں

بے رنگ دسے اک مُورت تھیں درج و عدت پھٹیاں جد گھر دیاں

(۱۳) ام سہیل سے روایت ہے کہ انہوں نے یہ نکتہ بیان فرمایا ہے۔

ان موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا اللہ ان

يجعلہ منہم فكان اشفاقاً علیہم کنایۃ من ہو منہم

(عمدة القاری ج ۱ ص ۲۷۰ نسیم الریاض ج ۲ ص ۲۶۱)

کہتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ

اللہ تعالیٰ ان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت بنائے اس لئے ان کو آپ کی

امت سے محبت تھی۔ اور بار بار آپ سے تخفیف کی درخواست کرتے رہے گویا کہ وہ حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام کی امت میں سے ہیں۔

چوں بشارتیں نگاہ موسیٰ کرد شدن از امتش تمت کرد

ابو جعفر نخاس رحمۃ اللہ علیہ کہتے

ہیں پچاس نمازوں سے پانچ ہونا

نسخ اور شفاعت میں فرق

شفاعت پر مبنی ہے۔ اس کو نسخ نہیں کہنا چاہئے۔ کیونکہ عبادت عمل میں لانے سے پہلے

نسخ نہیں ہو سکتی اور خصوصاً احکام کا زمین پر نازل ہونے سے پہلے اور مخاطبین کے

کے پاس پہنچنے سے پہلے کوئی بھی نسخ کا قائل نہیں۔ وَ هَذَا اِشْفَاعٌ

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

شَفَعَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مُتَبِعَ.

اور یہ شفاعت ہے جو شفاعت کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں اس کو نسخ کہا جائے گا۔ کیونکہ آپ پر تبلیغ واجب تھی۔ کہ پچاس نماز کا حکم امت کو سنا دیں تو آپ تبلیغ کا حکم منسوخ ہو گیا۔ اور امت سے کوئی حکم منسوخ نہیں ہوا۔ کیونکہ جب تک مامور تک علم نہ پہنچے اس کو نسخ نہیں کہا جاسکتا۔ اور شفاعت نسخ کا سبب تھی۔ اس لئے اس مسئلہ کو شفاعت سے مناسبت نہیں ہے (عمدة القاری ج ۷)

علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

معراج سے ایسی

قَالَ جَعْفَرُ الصَّادِقُ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُ النَّجْمُ هُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ يَرَادُ نَزُولُهُ مِنَ السَّمَاءِ لَيْلَةَ الْمَعْرَاجِ وَجُوزُهُ عَلَى هَذَا أَنَّ يَرَادُ بِهِ هُوَ صَعُودُهُ وَعَرُوجُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ إِلَى مُنْقَطِعِ الْإِيمَانِ۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نجم سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں۔ اور ہوائی سے مراد معراج سے اترنا ہے۔ اور اس سے یہ بھی جائز ہے کہ ہوائی سے اڑ معراج پر جانا ملحوظ ہو اور آپ کا اوپر چڑھنا اور مکان تک معراج کرنا مراد ہے۔ (روح المعانی پٹ ۲ ص ۲۸) اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معراج پر آنے جانے کی قسم اٹھائی ہے، امام دیمیری لکھتے ہیں کہ روایت ہے کہ معراج براق پر ہوا۔ اور نزول بغیر براق کے ہوا۔ اس لئے کہ عروج میں آپ کا براق پر سوار ہو کر جانا ایک شان ظاہر کرنے کے لئے تھا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے سواری کی کیا ضرورت تھی اور بعض نے کہا ہے کہ نزول بھی براق پر ہوا۔ گریہ حدیث شریف میں اس کا تذکرہ نہیں ہے جس طرح قرآن مجید ہے وَجَعَلْ لَكُمْ سَرَائِیلَ تَقْبِکُمْ أَلْحَرَّ آپ ع ۱۷ اور تمہارے لئے کرتے بناتے جو تم کو گرمی اور سردی سے پہچاتے ہیں یہاں نص میں گرمی کا ذکر ہے۔ اور سردی کا ذکر نہیں مگر معنی میں مراد ہے۔ اس طرح یہاں حدیث شریف میں براق پر سوار ہو کر جانے کا

بیان ہے۔ اور واپسی میں براق پر سوار ہو کر آنا گو عنوان میں محفوظ نہیں۔ مگر معنوں میں محفوظ ہے (حیوۃ النبیون ج ۲ ص ۳۹)

جابلقا اور جابلسا

روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضور علیہ السلام کو یا جوج اور ما جوج کے پاس لے گئے اپنے ان کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے قبول نہ کیا۔ اور سب جہنم کا ایندھن بن گئے۔ اس کے بعد ایک شہر میں گذرے جو دنیا کے مشرق میں واقع ہے۔ سریانی زبان میں اس کا نام برقیسا ہے۔ اور عبرانی میں جابلقا ہے۔ اور پھر ایک شہر سے گذرے جو مغرب میں ہے اس کا نام سریانی زبان میں برقیسا ہے۔ اور عبرانی زبان میں جابلسا ہے اپنے ان کو اسلام کی دعوت دی اور انہوں نے اسلام قبول کیا اس کے بعد تین فرقوں پر گذر ہوا۔ ایک کا نام منسک، دوسرے کا نام تاویل تیسرے کا نام تاویس ہے۔ ان کو اپنے اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے اسلام قبول نہ کیا (معارج - ج ۳ ص ۱۹۵)۔

سخن کز بہر دیں گوئی پرہ عبسانی چہ سُرانی
مکان کز بہر حق جوئی چہ جا بلقا چہ جابلسا

زمین پر مہبوط

(۱۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب آسمان دنیا پر واپس آیا تو رات ذرہ بھر کم نہ ہوتی تھی میں نے تعجب کر کے یہ کہا یہ کیسی اندھیری رات ہے۔ تو میرے لئے نور کا ستون ظاہر ہوا جس سے دنیا و مافیہا روشن ہو گئی۔ (انبیاء القرآن) نماز گزاروں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بائیں پیش از خروج و بعد از ادرحال ست (مدارج النبوة ج ۱ ص ۱۶۲) پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کانبیوں کے ساتھ اسلام ہوا ان پر نماز پڑھنا معراج سے پہلے اور معراج کے بعد ہر دو حال میں ثابت ہے۔

(۱۲) جب آپ کا صحرائے ذی طوی میں گزر ہوا تو آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ اس نزلے واقعہ کون مانے گا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا آپ فکر نہ کریں سب پہلے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تصدیق کریں گے۔ (معارج ج ۳ ص ۱۹۶)

Click For More Books

(۳) جب آپ اپنی آرام گاہ پر تشریف لاتے۔ ان فراشہ لم یبرد
من اشر النور تا ہنوز آپ کچھونا مبارک نیند کے اثر سے سرد نہ ہوا تھا۔
روح المعانی ج ۱۵ ص ۱) قد ذهب عليه السلام وجاء ولم يتم
ماء ابريقه النصباً بتحقيق حضور عليه الصلوة والسلام معراج پر گئے اور واپس آئے
حالانکہ آپ کے کوزہ سے جو پانی وضو کے وقت گرا تھا۔ پوری طرح نہ بہہ چکا تھا۔ (روح البیان
ج ۲ ص ۲۴۴) اور زنجیر طہ کی ہنوز ملتی رہی تھی۔ (تواریخ حبیب ص ۲۸۵)
کلام الامام ملاحظہ فرمائیے۔

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کمر وڑوں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی پھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آتے تھے
ہر مراد دلی حق سے ملتی رہی واپس آتے کی دل کس کھلتی رہی
بسترہ گرم، زنجیر طہ رہی، یہ عجب معجزہ آج کے رات ہے۔
معجزہ یہ مستند کا تحقیق ہے جسے تصدیق کی ہے وہ صدیق ہے۔
اور جو منکر ہے، جاہل ہے زندیق ہے وہ عدو خدا آج کی رات ہے

تذکرہ واقعہ معراج | حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ

کہتی ہیں کہ جب آپ کو معراج ہوئی آپ میرے گھر
میں سوتے تھے۔ آپ نے عشاء کی نماز پڑھی اور پھر سو گئے اور ہم بھی سو گئے۔ جب فجر کا وقت
ہوا۔ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیدار کیا۔ پھر جب آپ صبح کی نماز پڑھ چکے اور
اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی تب آپ نے فرمایا۔ اے ام ہانی! میں نے آپ لوگوں کے
ساتھ آج رات نماز پڑھی جیسا کہ تم نے دیکھا ہے۔ پھر میں بیت المقدس میں پہنچا اور دہان
نماز پڑھی۔ اس کے بعد اب صبح کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی ہے۔ جیسا کہ تم نے دیکھا ہے
پھر آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ تاکہ باہر تشریف لے جائیں۔ اس وقت میں نے آپ کی
چادر کا گوشہ پکڑ لیا۔ اور کہا یا نبی اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ یہ قصہ لوگوں کو نہ بتائیں
ورنہ آپ کی تکذیب کریں گے اور آپ کو ایذا دیں گے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

Click For More Books

کہ اللہ مجھے خدا کی قسم میں ضرور ان سے بیان کروں گا۔ حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے ایک حبشی لونڈی سے کہا تو آپ کے پیچھے پیچھے چلی جاتا کہ وہ تمام باتیں سن سکے جو آپ لوگوں سے کہیں اور لوگ آپ سے کہیں (جو ابراہیم الحسان ج ۲ ص ۳۹) حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے ہاتھ سے چادر کا گوشہ چھڑا لیا تو آپ کے دل مبارک سے ایک نور کا جلوہ بلند ہوا جس سے میری آنکھیں چندھیا گئیں۔ اور میں سجدہ میں گر گئی۔ جب میں نے سجدہ سے سر کو اٹھایا تو آپ باہر تشریف لے جا چکے تھے (سیرت نبویہ از احمد زینی دحلان ج ۱ ص ۲۹)

قریش کا استہزاء

امام احمد اور بزار نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس رات مجھے معراج ہوئی اور مکہ میں صبح سویرے اٹھا تو خدا کا دشمن ابوجہل میرے پاس سے گذرا پھر کہا اهلُ کَانَ مِنْ شَيْءٍ۔ کوئی نئی بات ہے۔؟ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے آج رات بیت المقدس تک سیر کرائی گئی۔ ابوجہل نے کہا اَمْ اَجَعَّتْ بَيْنَ اَخْطَرِ نَا پھر آج ہی آپ نے ہم میں صبح کی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہاں۔ ابوجہل نے کہا کہ اگر میں آپ کی قوم کو بلاؤں تو آپ ان کو یہی بات بتلائیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہاں۔ ابوجہل نے پکار کر آواز دی۔ اے کعب بن لوی کی اولاد اجدی دوڑ آؤ (راوی کہتا ہے کہ گروہ درگروہ اس آواز پر ٹوٹ پڑے۔ یہاں تک کہ ان کے پاس پہنچ گئے۔ ابوجہل نے کہا جو بات آپ نے مجھے بتائی ہے۔ اپنی قوم کو بتلا دیجئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے ان کو بات بتلائی تو پھر تعجب اور حیران ہو کر کوئی تائید نہ کیا۔ اور کوئی سر پر ہاتھ رکھتا تھا۔ (فتح المبین ج ۱ ص ۳۳۳)

Click For More Books

نبیوں کے حلیے

حتیٰ کہ جب کافی لوگ اکٹھے ہو گئے، سب نے کہا آپ ہم کو سارا قصہ پوری طرح سنائیں

جب آپ نے واقعہ سناتے ہوئے یہ فرمایا کہ بیت المقدس میں مجھے نبیوں کے جماعت ملی جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے۔ تو لوگوں نے کہا اچھا آپ ان کے حلیے بیان فرمائیے۔ تب آپ نے یوں ارشاد فرمایا اَمَّا عِيسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَوْقَ الرَّابِعَةِ دُونَ الطَّوِيلِ عَرِضُ الصَّدْرِ يَحُلُوهُ حِمْرَةٌ جَاعِدُ الشَّعْرَ كَانَهُ عُرْوَةً بَنَ مَسْعُودَ الثَّقَفِيِّ اَمَّا مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَضَخْمُ آدَمَ طَوِيلُ كَثْرَ الشَّعْرِ مِثْرَا كَمَا الْاَسْنَانُ عَابَسَ كَانَهُ مِنْ اَنْزَادِ شَلُوعَةٍ اَمَّا اِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَوَاللّٰهِ اِنَّهُ لَا شَبِيهَ النَّاسِ بِي خَلْقًا وَخَلْقًا (روح البیان ۲: ۴۵۰) (درمثور ج ۳ ص ۱۴۱)

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام درمیانہ قد سے ذرا اونچے اور دراز قامت سے ذرا کم ہیں۔ فراخ سینہ والے ہیں سرخ رنگ ان پر غالب ہے گھنے بالوں میں گویا کہ عروہ بن مسعود ثقفی ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھاری جسم والے ہیں گندم گوں رنگ، دراز قامت، گھنے بال، تہ بہ تہ دانت اور ماتھے پر بل رینگنے والے ہیں۔ گویا کہ وہ ارد شلوخہ سے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پس خدا کی قسم ہے کہ وہ میرے ہم شکل اور ہم خصلت ہیں جب آپ نے یہ حلیے بیان فرمائے تو قریش نے نہ مانا بلکہ شور مچایا اور ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ (روح البیان ج ۲ ص ۴۵۰ درمثور ج ۳ ص ۱۴۱)

اُخْرِجَ الْحَاكِمَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَىٰ أَصْبَحَ يَحْدُثُ النَّاسُ بِذَلِكَ فَاَمْرَتُهُ النَّاسَ مِنْ أَمْنَوَابِهِ وَصَدَقُوهُ وَسَعَوْا بِذَلِكَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالُوا هَلْ لَكَ فِي صَاحِبِكَ يَزْعُمُ أَنَّهُ أُسْرِيَ

به الى بيت المقدس وجاء قبل ان يصبح قال او قال كذلك قالوا
نعم قال لئن قال ذلك لقد صدق قالوا اتصدقوه انه ذهب
ليلة الى بيت المقدس وجاء قبل ان يصبح قال نعم الخ لا
صدقه بما هموا بعد من ذلك اصدقه بخبر السماء في
غداوة وروحة فلذلك سقى ابو بكر الصديق (ازالة الخفاء ص ۳۱)

امام حاکم نیشاپوری نے اپنی کتاب مستدرک شریف میں یہ حدیث سند سے
بیان کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا جب
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی گئی آپ صبح صادق ہونے کے بعد لوگوں
سے معراج کے واقعات بیان فرماتے تو بعض ایسے لوگ مرتد ہو گئے جو آپ کے ساتھ ایمان
لا چکے تھے اور تصدیق کر چکے تھے۔ وہ حضرت ابو بکر صدیق کی طرف یہ خبر لے کر دوڑتے
ہوتے پہنچے پھر کہنے لگے کیا آپ کو پتہ ہے کہ آپ کے دوست نے کیا کہا؟
انہوں نے کہا ہے۔ کہ اسے بیت المقدس تک سیر کرائی گئی اور صبح صادق سے
پہلے مکہ میں واپس آ گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ یوں ہی فرمایا ہے
انہوں نے کہا کہ ہاں یوں ہی کہی ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اگر آپ نے
یوں ہی فرمایا ہے۔ تو ضرور بالضرور تحقیق آپ نے سچ فرمایا ہے۔ لوگ کہنے لگے کیا آپ
اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ ایک ہی لالت میں بیت المقدس میں گئے۔ اور پھر
صبح سے پہلے واپس آ گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس سے زیادہ
بعید از عقل بات کو ماننا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آپ کے پاس جبریل علیہ السلام صبح اور
شام آسمان سے خبریں لاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ کا نام اس لئے اس دن سے ابو بکر صدیق
ہو گیا۔ اس طرح شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا۔

(ف) اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے بھی جسمانی معراج کی حدیث مروی ہے تو جس روایت میں ان سے انکاری روایت
ہے اس میں تاویل کی جائے یا اس کو روحانی معراج پر محمول کیا جائے۔ اور نہ

تعارض لازم آئے گا۔

۲۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس دلیل کا محال یہ ہے کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام آسمان سے زمین پر وحی لاتا ہے اور اس کو میں مانتا ہوں کہ وہ ایک لاہوتی ہے۔ مرکز سے ناسوتی مرکز میں آسکتے ہیں۔ تو میں کیونکر اس بات کو نہ مانوں کہ اس عالم ناسوت سے عالم بالا میں حضور علیہ السلام کا جانا کیونکر محال ہے۔

بیت المقدس کا ظہور | حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو حطیم میں دیکھا کہ قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے پوچھتے تھے سوائے انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی کئی باتیں پوچھیں کہ جن کو میں نے (بوجہ ضرورت نہ سمجھے کے) ضبط نہ کیا تھا۔ سو مجھ کو اس قدر کھٹن ہوئی کہ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے لئے ظاہر کر دیا کہ میں اسکو دیکھتا ہوں اور جو مجھ سے پوچھتے تھے میں انکو بتلاتا جاتا تھا۔ (مسلم شریف ج ۱ ص ۹۶)

(ف) یہاں دو مسئلے بیان کئے جاتے ہیں۔ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ جب آصف بن برخیا نے دُعا پڑھی تو کہتے ہیں کہ وہ تخت ہوا میں لایا گیا اور سلیمان علیہ السلام اور تخت کے درمیان دو مہینہ کی راہ تھی (حیوۃ النبیان اردو ج ۱ ص ۱۲۲) اور بعض کہتے ہیں کہ چشم زدق زمین کے اندر چلا گیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے زمین پر ظاہر ہو گیا اور وسیط میں بکھا ہے۔ کہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس تخت کو وہاں معدوم کر دیا۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس نئے وجود سے موجود کر دیا۔ (تفسیر حسینی ج ۲ ص ۱۴۱)

اور بزرگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار نہیں ہو سکتا کہ تخت کو جہاں تھا وہاں معدوم ہو گیا۔ اور جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام تھے۔ وہاں موجود ہو گیا۔ یہ ولی کی کرامت ہوتی ہے اور نبی کا معجزہ ہوتا ہے (روح البیان ج ۲ ص ۸۹۹) لیکن بیت المقدس بمصورت مشائی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

Click For More Books

ساتے منکشف ہوا۔ لان المعلوم ان اهل بیت المقدس لم یفقدوا
تلك الساعة من بلدہم کیونکہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ بیت المقدس
کو اس وقت جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا۔ لوگوں نے اسے اسی
مقام میں اپنے شہر ایلیا سے گم نہ پایا (سیرت علیہ ج ۱ ص ۴۹)

”اولیا کرام کی کرامت“ دوسرا مسئلہ یہ ہے عا حسب طرح بیت المقدس
کا مکشوف ہونا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ہے اسی طرح خانہ کعبہ کا اولیا
کرام کی زیارت کے لئے جانا بھی کرامت ہے جیسا کہ روح البیان ج ۲ ص ۴۳ پر
لکھا ہے۔ ومنہ زیارت الکعبۃ ببعض الاولیا اور بعض اولیا یہ کہتے
زیارت کعبہ بھی اس قسم سے ہے عا علامہ شامی نے لکھا ہے والانصاف
ما ذکرہ الامام النسفی حین سئل عما یحلی ان الکعبۃ کانت
تزویر واحد من الاولیاء اهل یجوز القول بہ فقال نقضاً
للعادة علی سبیل الکرامۃ لاهل الولایۃ جائز عند اهل السنۃ
شامی ج ۲ ص ۸۶) انصاف کی بات وہ ہے جو امام نسفی نے ذکر کی ہے۔ جب
ان سے پوچھا گیا کہ ایسی بات کرتی جائز ہے۔ جیسا کہ حکایت کرتے ہیں کہ کعبہ کئی اولیا
کی زیارت کرنے کو جاتا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ خلاف عادت کرامت کے طور پر
احسنیت کے نزدیک اولیا کے لئے یہ جائز ہے۔ عا علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ
تحریر فرماتے ہیں الکعبۃ اذا رفعت عن مکانها الذی یارۃ اصحاب
الکرامۃ ففی تلك الحالۃ جائزۃ للصلوۃ الی ارضها (بحر الرائق ج ۱)
کعبہ شریف جب صاحب کرامت اولیا کی زیارت کے لئے چلا جائے۔ تو
اس حالت میں ہر زمین کعبہ مقدسہ کی سمت کو منہ کرنے سے ناز ادا ہو جاتی ہے
چنانچہ اس بار میں دو حکایات پیش کی جاتی ہیں عا جس روز خواجہ ابراہیم بن ادیم
نے توبہ کی تو جس قدر آپ کے پاس بردے تھے اپنے اپنے سامنے سب کو آزاد
کیا۔ اور حج کے لئے روانہ ہوتے اور پاپیادہ ہر قدم پر دو گانہ نفل ادا کرتے ہوئے

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

چودہ سال کے عرصہ میں مکہ معظمہ پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ کعبہ اپنی جگہ پر نہیں آپ کو حیرت
ہوئی آواز آئی کہ اے ابراہیم ! صبر کرو کعبہ ایک بڑھیا کی زیارت کیلئے گیا ہوا ہے
ابھی آجائے گا۔ جوں ہی خواجہ صاحب نے یہ بات سنی آپ پہلے کی نسبت متحیر ہوئے
اور کہا بڑھیا کون ہے؟ چنانچہ اس کے دیکھنے کے لئے آرزو مند ہوئے کہ جا کر
دیکھوں تو سہی جو نہی جنگل میں پہنچے حضرت رابعہ بصریہؒ کو دیکھا کہ بیٹھی ہوتی ہیں۔
اور کعبہ اس کے گرد طواف کر رہا ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کے دل میں غیرت آئی
چنانچہ انہوں نے حضرت رابعہ بصریہؒ کو زور سے آواز دی کہ تو نے شور برپا کر رکھا ہے
اس نے کہا میں نے شور برپا نہیں کیا بلکہ تو نے کیا ہے چودہ سال کے بعد تو
خانہ کعبہ پہنچا اور دیدار نصیب نہ ہوا۔ کیونکہ تیری خواہش خانہ کعبہ کی زیارت تھی اور
میری خواہش کعبہ کے مالک سے تھی۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۵۴) از شیخ فرید الدین عطارؒ
ایس الارواح ص ۱۱۱) یعنی ملفوظات خواجہ محمد عثمان صاحب دارونی رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ
خواجہ عزیز نواز خواجہ معین الدین امیری رحمۃ اللہ علیہ (حصہ کتاب ہشت بہشت)
(۵) ایک مرتبہ حضرت (امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو زیارت بیت اللہ
کا شوق از حد غالب ہوا ایک روز اس بیقراری میں آپ نے دیکھا کہ تمام عالم جن و
انس نماز پڑھتے ہیں اور حضرت صاحب کی جانب سجدہ کرتے ہیں حضرت صاحب
اس معاملہ سے نہایت متحیر ہوئے۔ ۱۔ متوجہ کشف اسرار ہوئے۔ معلوم ہوا کہ کعبہ
مکرمہ آپ کی ملاقات کیلئے آیا ہے اور آپ کا احاطہ کئے ہوئے اس سبب سے
جو کوئی شخص کعبہ کو سجدہ کرتا ہے۔ وہ آپ کی طرف معلوم ہوتا ہے اس اشارہ میں
الہام ہوا کہ تو ہمیشہ زیارت کعبہ کا مشتاق رہتا ہے اس واسطے ہم نے کعبہ کو
تیری زیارت کے واسطے بھیجا ہے۔ حالات مشائخ نقشبندیہ از مولوی محمد حسن صاحب
بجنوری ص ۱۵۱) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ دفتر ۱۔
جلد ۱۔ مکتوب ۱۔

(ف) دربار عالیہ سرہند شریف میں ایک چار دیواری ہے۔ جہاں سیاہ پتھر

Click For More Books

کافر شہ ہے۔ تمام زائرین وہاں جا کر دو گنا نفل ادا کرتے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ اس جگہ خانہ کعبہ آکر ٹھہراتھا۔ کہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیسے آیا تھا۔ اور اب یہاں اس کے انوار و برکات موجود ہیں جو کہ اصحاب کشف پر منکشف ہوتے ہیں اس وقت تک تین سو سال گزر گئے اور ہزار لاکھوں نے وہاں زیارت کی مگر کسی نے انکار نہ کیا اور نہ ہی کسی کا اعتراض منقول ہے مصنف کتاب ہذا کو بھی اس مقدس مقام کی زیارت اور اس میں نفل پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ والحمد لله علیٰ ذلک۔

قافلوں کے حالات

مہراج کی رات قافلوں کے حالات پر مشتمل احادیث کو مہبت علماء نے کہیں قول اور کہیں اختصار کے ساتھ مختلف عبارات میں بیان فرمایا جن کتابوں سے یہ مضمون افذ کیا جا رہا ہے۔ ان کے نام بمع حوالہ کلمات حسب ذیل ہیں۔ تفسیر کشاف ج ۲ ص ۳۵۱، تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۴۰۶، سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۴۲۱، مدارج النبوة ج ۱ ص ۱۸۰، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۸۰، مدارج النبوة ج ۳ ص ۱۹۹، زرقانی شرح مواہب ج ۱ ص ۱۶۲ اس بارہ میں دو روایات ہیں ایک روایت یہ ہے کہ یہ تین قافلے تھے اور دوسری روایت یہ ہے کہ یہ ایک قافلہ تھا۔ مگر اس کے تین حصے ہو گئے تھے۔ اور وہ دوران سفر میں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ اور میرے نزدیک صحیح بھی روایت ہے۔ مواہب میں لکھا ہے کہ آپ آسمان کے حالات نہ پوچھے کیونکہ اس سے وہ ناواقف تھے جب آپ نے بیت المقدس کے نشانات بتائے تو کفار حیران ہو کر کہنے لگے جو کچھ حضور علیہ السلام نے فرمایا سب درست ہے۔ لیکن یہ احتمال ہے کہ آپ نے کسی ایسے شخص سے سن کر یاد کرتے ہوں جو وہاں گیا ہو اور بیت المقدس کے علامات سے باخبر ہو آپ نے فرمایا اس سے واضح ثبوت کو مناسب ہے جس سے تمہیں صداقت کا یقین ہو سکے تو کہنے لگے انہیں تا عن غیرناہل لقیتم منها شیئاً (سیرت حلبیہ) آپ ہم کو ہمارے قافلہ کے

Click For More Books

حالات سے مطلع فرماتے کہ آپ کو ان میں سے کسی کے ساتھ ملاقات ہوتی ہے۔
(الف) آپ نے فرمایا ہاں (ایک شخص کا نام لے کر ارشاد فرمایا جو راوی کو یاد نہ رہا) فرمایا بنی فلاں کے قافلہ پر مقام روماء میں گزرا۔ ان کا اونٹ گم ہو گیا تھا وہ اسے تلاش کر رہے تھے میں ان کے پالان اور سامان کی طرف آیا۔ وہاں کوئی شخص نہ تھا پانی کا ایک پیالہ وہاں رکھا ہوا تھا۔ میں نے اسے پی لیا اور اور سرپوش دے کر اس ڈھک دیا کہ اس جگہ اس کو ویسے ہی رکھ دیا جیسے کہ رکھا ہوا تھا اور وہ قافلہ بدھ کے دن سورج غروب ہوتے ہی یہاں پہنچ جائے گا پھر تم لوگ ان سے دریافت کر لینا کہ جب وہ پہنچا گم شدہ اونٹ تلاش کر کے اپنے سامان کی طرف پہنچے ہوئے تو کیا انہوں نے پیالہ کو پانی سے خالی پایا یا نہیں؟ اور ان سے یہ بھی پوچھنا کہ جب تم اونٹ کی تلاش میں سرگرداں تھے اور تم کو کسی نے پکار کر کہا کہ تمہارا اونٹ فلاں جگہ ہے اور تم حیران ہو کر کہنے لگے شام کے ملک میں یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کیسے ہے۔ پھر تم نے اس آواز پر عمل کرنے کے بعد اونٹ پایا یا نہ؟ قریش نے کہا ہاں ٹھیک ہے یہ بہت بڑی نشانی ہے۔

(ب) پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کا نام لے کر فرمایا کہ میں بنی فلاں کے قافلہ پر گزرا (فلاں کی جگہ جس کا نام ہے۔ راوی کو یاد نہیں رہا) مقام ذی مرہ پر دو شخص ایک اونٹ پر سوار تھے۔ ان کا اونٹ برق کی تیز رفتاری کی وجہ سے بھاگا اور کودا وہ دونوں سوار گر گئے۔ ان میں سے فلاں شخص کا ہاتھ کلائی سے ٹوٹ گیا۔ بدھ کے دن ٹھیک دوپہر کو وہ قافلہ یہاں مکہ میں آجائے گا۔ پھر آپ دونوں سے دریافت کر لینا۔ انہوں نے کہا بہت اچھا یہ نشانی بھی ٹھیک ہے۔

(ج) انہوں نے کہا آپ ایک اور قافلہ کے حالات سنائیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں اس قافلہ سے مقام تنعیم پر گذرا ہوں انہوں نے کہا کہ اس قافلہ کی پوری ماہیت سے آگاہ فرماتے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ بنی فلاں کا تھا اس قافلہ کے آگے آگے ایک خاکستری رنگ کا اونٹ ہیں رہا تھا اس پر

دو دھاری دار پوریاں غلہ کی لدی ہوئی تھیں اور اس پر ایک سیاہ جیسی سوار ہے اور فلاں شتر سوار کو سردی لگی تو وہ اپنے غلام سے کھیل مانگ رہا تھا اور وہ قافلہ قریب آگیا طلوع شمس کے وقت پہنچ جاتے گا۔ جب آجائیں تو دریافت کر لینا انہوں نے کہا یہ تیسری نشانی بھی خوب اچھی طرح ٹھیک ہے۔

قافلہ کی آمد | ہر قافلہ کے متعلق حضور علیہ السلام نے اوقات مقرر فرماتے ان مقررہ اوقات میں قافلوں کی تاک میں کچھ

رومی بٹھا دے گئے جنہی تشریح لف شریعہ مرتب طور پر کیجاتی ہے یعنی جس قافلہ کا ذکر سابق بیان میں اور تھا۔ وہ آخر میں مذکور ہے۔ اور جو آخر میں بیان ہوا۔ وہ اولاً ذکر کر دیا ہے۔

(ج) طلوع آفتاب پہلے کچھ لوگ کڑی پہاڑی پر آ بیٹھے اور قافلہ کی انتظار کرنے لگے اور کچھ لوگ سورج کی انتظار میں مقرر کر دے گئے کہ سورج کب نکلے گا رواں منور دور بود حق تعالیٰ جبریل علیہ السلام را بفرستاد تا انہیں سو فرشتہ آفتاب را نگاہ میداشت و از آن سوزمین درہم نور دید تا سخن دوست راست گردد (معارج النبوة ج ۳ ص ۱۹۹) قافلہ ابھی دور تھا کہ حق تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو بھیجا تا کہ ایک طرف سورج کو فرشتہ نگاہ رکھتے (کہ طلوع نہ ہونے دے) اور دوسری طرف سے جبریل علیہ السلام زمین کو پیٹے (تا کہ سورج کا کنارہ زمین سے برآمد ہونے تک قافلہ سفر طے کر سکے) تا کہ دوست کی بات سچی ثابت ہو جائے۔

فانہ قائل يقول ہذا الشمس قد طلعت وقال انحر ہذا لعیوقد اقبلت (کشف ج ۲ ص ۲۵۱) ناگہاں ان میں سے ایک آدمی بولا یہ سورج نکل آیا۔ اور ان کے دوسرے آدمی نے کہا اے یہ لو قافلہ آگیا۔

شترے کہ دو غارہ مخطط براں بود کہ پیش پیش کارواں آمد و بعد از آن تحقیق آں چند نشانی نمودند چہناں بود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرمودہ (معارج النبوة ج ۳ ص ۱۹۹) خاکستری رنگ کا اونٹ جس پر دو دھاری دار پوریاں لدی ہوئی تھیں اس قافلہ کے

آگے آگے تھا۔ اس کے بعد چند نشانیوں کی تحقیق کی گئی تو اس طرح ہوا جس طرح کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔

(ب) پھر دوپہر کو ایک بہت بڑی جماعت اس پہاڑ پر آئی۔ عین نصف نہار کے وقت قافلہ پہنچ گیا۔ عیساکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تھا۔ شترایشاں رسیدہ بود بیکے افتادہ و دستش شکستہ گفتند راستے گوید در صحرائے برما مثل برق طفت بگذشت (معارج النبوة ج ۳ ص ۱۹۹) ان کا اونٹ جب پہنچا تو جو شخص گرا تھا اس کا ہاتھ کلائی سے ٹوٹا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ آپ سچ کہتے ہیں کہ جنگل میں بجلی کی طرح آپ ہم پر گزے (جس سے اونٹ کودا)

(الف) غروب کے وقت تیسرے قافلہ کی تاک میں لوگ بیٹھ گئے آفتاب نزدیک غروب رسید بود کہ هنوز نیامد پس آنحضرت صلی اللہ وسلم دعا کرد و جس کردہ نگاہ داشتہ شد پس قدم آوردند (معارج النبوة ج ۱ ص ۱۵۲) سورج غروب ہونے کو نزدیک ہو گیا کہ قافلہ ابھی تک نہ پہنچا تھا پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی اور سورج روک دیا گیا پھر جب وہ آئے اس وقت سورج غروب ہوا فلما کان ذلك اليوم اشرقت قریش ينظرون وقد ولي النهار ولعمري قد دعا النبي صلى الله عليه وسلم فزید له في النهار ساعة وحبس عليه الشمس۔ (خصائص البکری ج ۱ ص ۱۸۰) پھر وہ دن آیا (جبوت تیسرا قافلہ آتا تھا) قریش سب باہر آکر پہاڑ پر تاک میں بیٹھے تھے کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا۔ اور قافلہ نہ آیا اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی ایک ساعت دن بڑھ گیا۔ اور سورج رک گیا (پھر جب قافلہ پہنچا اس وقت سورج غروب ہوا) پھر ان سے برتن کا پوچھا گیا انہوں نے خبر دی کہ ہم نے پیالہ میں پانی رکھ کر اوپر سے ڈھکنا دے دیا تھا جب ہم واپس آئے تو ڈھکنا سے بند تھا مگر پانی نہ پایا۔ پھر ان لوگوں نے بتایا۔ جن کا اونٹ بھاگ گیا تھا کہ ہم نے وادی میں ایک آواز سنی جو اونٹ کی طرف ہم کو بلا رہا تھا۔ چنانچہ ہم نے اس کے اشارہ سے

اونٹ کو پایا۔

پھر وہ کہنے لگے کہ ولید سچ کہتا تھا کہ (معاذ اللہ) آپ جادوگر ہیں
ہزار معجزہ گر پیش منکرے آرمی
چو جاہل است بسحرش کند منسوب
نزد بے بصران خواب مے نماید زشت
پیش معتقدان زشت مے غاید خواب

اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمَا جَعَلْنَا التَّوْبَةَ بِاللَّيْلِ اَرِيْنَاكَ
الْاَفْتِنَةَ النَّاسِ رِطَۃً ۱۶۷ اور وہ دکھلا دیا جو ہم نے آپ کو دکھلایا سو اسکو
ہم نے لوگوں کیسے آزمائش بنایا جس سے لوگوں کا امتحان ہو گیا۔ حتیٰ کہ پختہ لوگوں نے
سن کر مان لیا اور غام لوگوں نے انکار کر دیا۔ عرب میں پانی کی اباحت، اب
یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان لوگوں کا پانی بلا امتیاز
کیوں استعمال فرمایا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وشراب الماء للغیر جائز
لانہ کان عند الرب کاللبن مما یباح لکل مخرج من اذناء
السبیل (روح البیان ج ۲ ص ۳۶) اور دوسرے شخص کیسے پانی کا پینا عرب کے
رُج میں جائز تھا۔ جیسا کہ دودھ کو پینا ہر اس مسافر کو مباح تھا جو راہ گزر
چلتا تھا۔

روایت ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
مہودی کا مسلمان ہونا | مراجع سے واپس تشریف لاتے اسی دن

آپ گھر سے باہر گئے۔ تو ایک کنیز کو دیکھا تو آٹے کی مشیکزہ کندھوں پر اٹھاتے
ہوئے روتی تھی۔ اور چلتی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے رونے کا سبب
پوچھا تو اس نے کہا کہ میں یہودی کی کنیز ہوں مجھے اس نے چلی پر بھیجا تھا کہ دالہ
پس لاؤں میں بیمار ہوں مجھے دیر ہو گئی اب ڈر لگتا ہے کہ وہ مالک مجھ پر ناراض
ہوگا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آٹے کا مشیکزہ اپنے دوش مقدس پر اٹھایا

Click For More Books

اور اس کینز کو ہمراہ لے کر یہودی کے دروازہ پر پہنچے وہاں دروازہ کھٹکھٹایا یہودی کھڑے
دروازہ پر آیا عرض کیا آپ آج کس طرح یہاں تشریف لائے حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے کینز کی تکلیف کا قصہ سناتے ہوئے سفارش کی تب وہ یہودی کہنے لگا
کہ آج رات آپ کو معراج ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں تجھے کس طرح پتہ چلا
ہے چنانچہ وہ یہودی چلا گیا تمام قبیلے کو اکٹھا کر کے ہمراہ لایا اور تورات میں سب کو پڑھ
کر سنایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی نشانی یہ ہے کہ صبح کو وہ ایک
کینز کی مشکیزہ اٹھا کر یہودی کے پاس سفارش کرے گا۔ جب یہودیوں کو یقین ہوا تو سب
ایمان لائے اور یوں کہا :-

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
(مفاتیح النبوة ج ۲ ص ۲۱۲)

حضرت مولانا فیض احمد صاحب فیض ارقام پذیر ہیں

آگئی ہے ساتی عجیبہ کی باری واہ واہ

اُمٹ گئی قصر دنی سے پردہ داری واہ واہ

یوں تو ماصل ہر بنی کو تیرے معراج ہے

پر تیرے معراج کی ہے شان پیاری واہ واہ

اُرنی کہتے بھی ہیں پر لسن تو جانی ہے جواب

اُدُن مینی کہہ دیا خود ذات باری وار واہ

حکم ہوتا ہے کہ جوڑے کو تار دے کلیم

تیرے جوڑے کے تے کو نین ساری واہ واہ

فرش سے تا عرش بلکہ عرش سے بھی ماوری

کیا کہوں پہنچی کہاں تیری سواری واہ واہ

Click For More Books

امتی ہونے کا جن کے انبیاء کو شوق ہے
شوکت ان کی وہ واہ قسمت ہماری واہ واہ
ہو بھلا محروم کیسے ان کا سائل خیر سے
دو توں عالم میں ہے جن کا فیض ہماری واہ واہ

خاتمہ

عرشی مہمان صلے الشریعہ وسلم کی شان احاطہ بیان سے
باہر ہے اور قوت ذہنیہ و بیانیہ اس پر محیط ہونے سے
قاصر بنا بریں اب تحریر ختم کرتا ہوں
دامان نگاہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گل چین بہار تو ز دامن گلہ دارد

فَمَعْلُومٌ مَا فِيهِ مِنَ التَّصَانِيفِ الْمَبْسُوطَةِ الَّتِي لَوْ جُمِعَتْ
وَنُتْصِرَتْ لَكَانَتْ عِدَّةَ أَسْفَارٍ كَثِيرَةٍ (زمرہ فی شرح مطہب ج ۴ ص ۱۷۱)
یہ محض چیدہ چیدہ واقعات تحریر کئے ورنہ واضح بات ہے کہ سیرت مقدسہ کی
بڑی کتابوں میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس کو یکجا جمع کیا جاتے تو بہت بھاری
کتابوں کا ایک دفتر تیار ہو جاتے گا۔

پایاں آمد میں دفتر حکایت ہم چناں باقی
بصد دفتر نے بنجد حدیث در دشت تانی

Click For More Books

و اخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام
على سيد المرسلين وعلى اله واصحابه اجمعين

از تسویدیم فیضِ محمد قاری

ایں کتاب درۃ الثاج فی مسئلۃ المعراج در سجدہ مدبر قادر یہ گنجہ نزد بکر ضلع میاٹوالی
مورخہ ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ مطابق ۹ اپریل ۱۹۴۸ بوقت دہ ساعت بروز
جمعۃ المبارک اختتام پذیرفت
دعائے بدر گاہ قاضی الحاجات بارک متعالی از مصنف کتاب

اے خدائے پاک و خالق کائنات	اے مقدس ذات تو با والا صفت
اے العلمین شاہ شہان	اے مکنون جملہ عالم از منہاں
جو دہم موجود شد از نام تو	ہر کسے ممنون با نعم تو
موج کبراں را تو واضح خاک را	زیب کو کبہا شدند افلاک را
نور شمش و قمر را تا زگی کلزار را	در تہ محبوب بخشی احمد مختار را
حال مسکین را تو میدانی و مشغول	زراں کہ تو دانائے راز اندون
ایں چنیں رسے است دیوں جہاں	ہدیہ آرد گدا نزد شہاں
ہدیہ نامد خوب و زیبا در نظر سر	جز ثنائے سید جن و بشر
ہدیہ آوردم بدر گاہت بریں	ہم چوں جد ہد نزد شاہان شہین

نحفہ از فیضے فدوی کن قبول
ہدیہ احوال معراج رسول

(صلی اللہ علیہ وسلم)

Click For More Books

نظم بہ صنعت شیخ از مونا سید اکرم حبیب سید درہم صابر

- | | | |
|------|-----------------------------|------------------------------|
| (۱۵) | دیار علم و سرفاں دُرۃ التاج | نرالا جس میں دیکھا باب معراج |
| (۱۶) | رجوع حق عیاں بہر ملاقات | بہ برہان و دلائل قول اثبات |
| (۱۷) | ہدایت ابتداء اس کی سراسر | سعادت انتہا اس کی سراسر |
| (۱۸) | افادات عجب فیض محمد | فیوضات عجب فیض محمد |
| (۱۹) | لکھوں تعریف کیا اس سے زیادہ | ہے کنز فیض و کج استفادہ |
| (۲۰) | تمام الفاظ تابندہ گہر ہیں | کہ حیران دیکھ کر اہل نظر ہیں |
| (۲۱) | ایس علم روشن تر ہے قندیل | بیان حق کی ہے سب میں تمثیل |
| (۲۲) | جہان علم میں ہے دھوم اس کی | حقیقت سب کو ہے معلوم اس کی |

مفید دین ہے صاحب یہ ہے حد
یہ تصنیف ۱۳۶۶ عجب فیض محمد

منظوم کردہ جناب ڈاکٹر میٹر
جناب ڈاکٹر صاحب محکمہ تعلیم پشاور ترقی برائے لائبریری
سکول کالج بکوالہ چیمپی ۱۶۹ء ۲۵۵ بی۔ بی۔ سی پشاور مورخہ ۳ مارچ ۱۹۲۲ء

فہرست ماخذ کتاب درۃ التاج فی مسئلۃ المعراج

موضوع	نام ماخذ	موضوع	نام ماخذ
حدیث	ترمذی شریف	تفسیر	روح المعانی
"	نسائی شریف	"	روح البیان
"	ابن ماجہ شریف	"	تفسیر القرآن
"	مشکوٰۃ شریف	"	عرائس البیان
"	مسند دارمی	"	جواہر الحسان
"	عمدة القاری	"	اخبار القرآن
"	فتح الباری	"	تفسیر بکیر
"	مسند امام احمد	"	تفسیر ابن جریر
"	کنز العمال	"	تفسیر ابن کثیر
"	ماثبت بالسنة	"	تفسیر سراج منیر
"	نودی شرح مسلم	"	در منشور
"	مکمل الاکمال شرح مسلم	"	تفسیر خازن
"	فتح الملہم	"	تفسیر نجات المان
"	مرقات المفاتیح	"	تفسیر حلالین
"	اشعة اللہیات	"	تفسیر حسینی
اصول	شرح نخبة الفکر	حدیث	بخاری شریف
سیرت	خصائص الکبریٰ	"	مسلم شریف
"	مدارج النبوة		ابوداؤد شریف

Click For More Books

نام ماخذ	موضوع	نام ماخذ	موضوع
معارف النبوة تواریخ حبیب اللہ	سیرت	بحر الرائق	فقہ
شفار شریف	"	مراقی الفلاح	"
نسیم الریاض شرح شفاء	"	طحطاوی شرح مراقی	"
مزیل الحفا عن الفاظ الشفاء	"	حیوۃ الحيوان	تاریخ
الروض الالف شرح شفاء	"	بدائع الزهور	"
شرح شفاء اذ لا علی قاری	"	قصص الانبیاء	"
مواجب لدنسیہ	"	مکاتیب اقبال	"
ذرقانی شرح مواہب	"	نبراس شرح عقائد	عقائد
سیرت حلبیہ	"	الیواقیت والجواهر	"
سیرت نبویہ و حلان	"	عزائب الرغائب	"
ریاض الازهار	"	دہمبر راہ حق	"
شرح قصیدہ بردہ	"	الہدایہ المبارکہ	"
طیب الوردہ	"	ازالۃ الحفاء	"
فوائد المکیہ فی المادۃ الغیب	"	فنوعات مکیہ	تصوف
جواہر البحار	"	تہذیب محمدیہ	"
شواہد الحق	"	وسیلہ احمدیہ	"
نشر الطیب	"	ابریز شریف	"
بہایہ شرح ہدایہ	فقہ	ملفوظات طیبہ	"
بکیری شرح سیہ	"	منع المسئۃ	"
شامی	"	احیاء العلوم	"

Click For More Books

نام ماخذ	موضوع	نام ماخذ	موضوع
گلزارِ جبالیہ	تصوف	حضرت شاہ حمزہ صاحبؒ	نظمیں
بہشت بہشت	"	قبلہ عالم گولڑویؒ	"
شہائم اندایہ	"	حضرت شیخ سعدیؒ	"
درۃ الناصحین	وعظ	یونس فرخ آبادیؒ	"
مصباح الظلام	"	صابر جالندھریؒ	"
واعظ بے نظیر	"	علامہ اقبال صاحبؒ	"
حضرت حسان رضی اللہ عنہ	نظمیں	بیان میرٹھیؒ	"
مولانا روم صاحبؒ	"	جگر مراد آبادیؒ	"
مولانا عطار صاحبؒ	"	محسن کاکورویؒ	"
ابو الطیب متبنی	"	شاد عظیم آبادیؒ	"
علامہ جامی صاحبؒ	"	مولانا بلگرامیؒ	"
جناب اعلیٰ حضرت امّا احمد بریلویؒ	"	منشی حسن صاحب دہلویؒ	"
حضرت امیر خسرو صاحب	"	جناب اکبر وارثیؒ	"
حضرت مرزا جانِ جاناںؒ	"	"	"

Click For More Books

طالع المستر في دلائل الخيرات

شرح: امام علامہ محمد مہدی بن احمد فاسی رحمۃ اللہ علیہ ۵ توحید، شرح الحدیث حضرت محمد مہدی علیہ السلام قادی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیے جانے والے درودوں کا دنیا بھر میں مقبول ترین مجموعہ دلائل الخیرات ہے، لاکھوں اہل محبت اس کا ورد کرتے ہیں۔ حضرت علامہ محمد مہدی فاسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بے مثال شرح عربی میں لکھی، جس کا اردو ترجمہ پہلی بار ہدیۃ قارئین کیا جا رہا ہے

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات و خصائص کے موضوع پر امام علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی خصائص کبریٰ کے بعد کسی جاننے والی شہرہ آفاق کتاب

مَحَبَّتُ اللَّهِ عَلَى الْعَالَمِينَ

مُعْجَزَاتُ سَيِّدِ الْبَرِيَّةِ

تصنیف: امام علامہ یوسف بن اسماعیل نجبانی رحمۃ اللہ علیہ ۵ علامہ پروفیسر اعجاز احمد چوہدری

نوریہ ضویہ پبلی کیشنز ۵ لاگج بکس روڈ - لاہور ۷۵۱۳۸۱۵ فون: ۳۷۱۳۸۱۵

Click For More Books